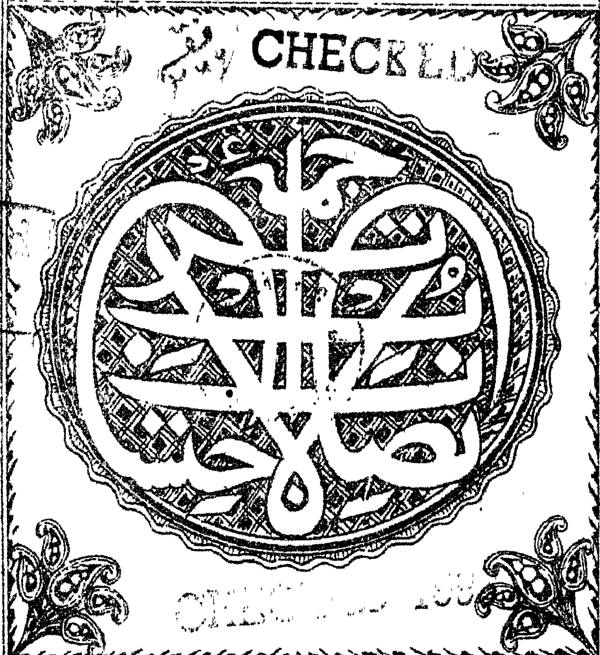
بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ کہ از تازہ افاضات جناب مولوی حاجی حافظ محمد فضل حق صاحب دام ظلہ المواہب کتاب لاجواب



ترجمہ نصاب الاحتساب

بعد حفظ حق تالیف باہتمام ابو الحسنات قطب الدین احمد تجاوز عنہ فی نوبہ رابعہ بضمیمہ شعبان سنہ ۱۳۰۱

مطبع [illegible] واقع [illegible] لکھنؤ مطبوع

ہدایۃ النسوان

یہ کتاب مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور واسطے تعلیم نسوان کے بڑی کار آمد ہے قیمت فی جلد ا / محصولڈاک ۱

نفع العباد فی ذکر القطب الابدال الاوتاد

اس کتاب میں تاریخی حالات قطب اور ابدال اور اوتاد کے بڑی صحت کے ساتھ لکھے ہیں قیمت فی جلد ا / محصولڈاک ۱

مجموعہ وظائف مع ترجمہ اردو

اس متبرک مجموعہ میں اسماے باری تعالیٰ سے و قصیدہ بردہ و قصیدہ حضرت غوث پاک و حزب البحر و دعاے حاجت و درود مستغاثہ و دعاے حیدری و کبریت احمر و درود اکبر کلان و درود معظم و دعاے سیفی و دعاے حیفی و دعاے ..... و دعاے ..... و درود تاج و اسماے ..... و ..... مسلم وغیرہ وغیرہ مع خواص منافع فضائل قیمت فی جلد ۸ / محصولڈاک ۱

روضۃ الصفا (ترجمہ) فصول اربعہ

اسکے مولف نے بڑی خوبی سے اکثر انبیاے عظام کے تاریخی حالات لکھے ہیں ..... اسمیں خلفاے کرام وغیرہ کے حالات بھی ..... ہیں قیمت فی جلد ..... محصولڈاک ۱

کلام المبین (فی) آیات رحمۃ للعلمین

عام مسلمانون کے واسطے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے جسمین جناب مولوی مفتی محمد عنایت احمد مرحوم نے سرور عالم صلعم کے معجزات کو ایسی ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا ہے جسمین ہر ایک قسم کے معجزات حضور کے علیحدہ علیحدہ ..... پیشین گوئی کے

معجزات ہیں کسی مین معجزات متعلق ملائکہ کسی مین متعلق انسان کسی مین متعلق حیوان کسی مین متعلق اشجار و اشیا وغیرہ ہین قیمت فی جلد ۵ / محصولڈاک ۱

تفسیر سورۂ فاتحہ

اردو زبان مین یہ مختصر تفسیر عام فہم لائق دید ہے قیمت فی جلد ۱ / محصولڈاک ۱

تفسیر سورۂ یوسف

اردو نظم مین یہ تفسیر قدیم تالیفات سے ہے قیمت فی جلد ۵ / محصولڈاک ۱

گلزار حقائق (شرح) چہل حدیث

یہ کتاب چہل حدیث کی شرح نظم اردو زبان مین ہے قیمت فی جلد ا / محصولڈاک ۱

ظفر جلیل (شرح) حصن حصین

یہ کتاب ادعیات اور عملیات مین ایسی معتبر ہے کہ دوسری کتاب اسکے مقابل نہین مولوی نواب قطب الدین خان مرحوم کو خدا غریق رحمت فرماے جنہون نے اسکی شرح اردو مین زبانے عام فہم کر دیا قیمت فی جلد ۱۲ / محصولڈاک ۲

رسالہ تجہیز و تکفین

جو امور متعلق میت کے ہین وہ سب اس رسالہ مین درج ہین قیمت فی جلد ا / محصولڈاک ۱

ازواد الآخرۃ

میت کی تجہیز و تکفین کے بیان مین ہے قیمت فی جلد ۱ / محصولڈاک ۱

مجموعہ خلاصۃ الفقہ

جسمین احکام الایمان مسائل ثمانیہ تصحیح الایمان شامل ہے قیمت فی جلد ۱ / محصولڈاک ۱

فہرست مطالب نصاب الاحتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

للہ الحمد کہ از تازہ افاضات جناب مولوی حاجی حافظ محمد فضل حق صاحب دام ظلہ بہ کتاب لاجواب



بعد حفظ حق تالیف باہتمام ابو الحسنات قطب الدین محمد عبد الغنی [illegible] شعبان [illegible]

مطبع نامی واقع کڑہ دین ناتھ لکھنؤ مطبوع

پہلا باب معنی مین احتساب او رحسبہ کے جو اس کتاب مین مستعمل ہین

جان تو کہ لغت مین احتساب کے دو معنی ہین پہلے معنی حساب و شمار کرنا مغرب مین مذکور
ہے احتسبت بالشئی یعنی فلان شئی کو مین نے شمار کیا اور اسی کی تائید مین ہی احتسب عند اللہ
یعنی اوس امر معروف کو حساب کرتا ہون جو اللہ کے نزدیک موجود ہے اور یہ کہنا اوسوقت
درست ہی کہ پہلے کوئی اچھا کام کرلیا ہو اور اسپر قول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کا بھی محمول ہی کہ انی احتسب خطائی یعنی مین اپنی خطا کو شمار کرتا ہون اور قول مخبر صادق
علیہ الصلوۃ والسلام کا من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر یعنے
جسنے روزہ رمضان کا رکھا اور حال یہ ہے کہ وہ اوسکے رسول صلعم پر ایمان لاچکا تھا اور
اوسنے اپنے روزے کو واسطے اللہ تعالے کے شمار کیا اور اوس سے اپنے روزے کے
اجر کا طالب ہا اللہ تعالے اوسکے اگلے اور پچھلے گناہون کو بخشدیگا دوسرے معنی کسی چیز
سے انکار کرنا صحاح مین ہے کہ احتسبت علیہ یہ اوسوقت کہنا درست ہے کہ جب کسی چیز
سے انکار کرنا چاہے ابن درید رح نے کہاہے کہ اسیطرحسے حسبہ کے بھی دو معنی ہین اول
مصدر کے معنی مین ہے یعنی حساب کرنا اور دوسرا تدبیر کے معنی جیساکہ قول عرب کا دال
ہی کہ فلان حسن الحسبۃ فے الامر یعنی فلان آدمی حسن تدبیر کے ساتھ کام کرتاہے کتاب احکام
السلطان مین منقول ہے کہ یہ دونون لفظ شریعت مین واسطے امر معروف اور نہی منکر
کے قرار دیے گئے ہین جبکہ فعل معروف کا چھوڑنا اور فعل منکر کا اختیار کرنا ظاہر ہو
اسمین استعارے کی یہ وجہ ہے کہ لفظ احتساب بمعنی اول ساتھ حرف با کے متعدی ہوتا
ہے پس اسکے اب یہ معنی ہوئے کہ وہ شخص امر معروف اور نہی منکر کا حساب کرتاہی تاکہ اجر اور
ثواب عطا کیا جاوے اور یہ از قبیل تخصیص عام کے ہے لیکن بمعنی ثانی پس وہ ساتھ حرف
علی کے متعدی ہوتاہے اور یہ از قسم تسمیہ مسبب ساتھ اسم سبب کے ہے اسواسطے
کہ غیر پر انکار کرنا سبب ہی حکم کرنے کا واسطے ازالہ اور دور کرنے کسی چیز کے اور اسیکا
نام احتساب ہی کیونکہ جب فعل معروف متروک ہوا تو واسطے ازالہ اور دور کرنے اوس
ترک کے حکم کرنا عین امر بالمعروف ہی اور اسیطرحسے جب فعل منکر عمل مین آوے تو واسطے

ازالہ اوس فعل کے حکم کرنا عین نہی منکر ہے اور لفظ حسبہ بمعنی اوّل بھی مانند معنی اول احتساب کے ہے یعنی تخصیص عام کی قسم سے ہے لیکن بمعنی ثانی پس وہ از قبیل عام مخصوص البعض کے ہے اور لفظ تدبیر اگرچہ عام ہے مگر اس سے تدبیر خاص ہی مراد ہوگی اور یہ تدبیر خاص مسلمانون مین شریعت غرا کا قائم رکھتا ہے اور چونکہ یہ بہترین وجوہ تدبیر سے ہے اسواسطے اسکا نام مثل نام مایعود بہ اور مایکون کے ہوا تجھ معلوم کرنا چاہیے کہ لفظ حسبہ شریعت مین عام ہر کہ ہر مشروع کو جو للہ کیا جاوے شامل ہے جیسے اذان اور اقامت اور ادای شہادت پس جبکہ لفظ حسبہ عام ہوا اسواسطے باب القضا مین شمار کیا گیا اور عرف مین حسبہ اور احتساب بابتہ چند امور کے مخصوص ہین ۱ شراب کا بہا دینا ۲ آلات لہو اور مزامیر کا توڑنا ۳ راستونکی درستگی کرنا اور اس باب مین چند مسائل ہین پہلا معاملہ میزاب اور پرنالے مین دوسرا کیچڑ مین تیسرا دوکان اور برآمدے کا دروازے پر بنانے مین اور اس سے منع کرنے مین چوتھا اوسپر دوکاندار کے بیٹھنے مین پانچوان چوب تراشی اور خشت پزہ وغیرہ کی گدھے اور بیل کے ہانکنے مین چھٹا لوگون کا اپنے جانورون کو دوکان پر باندھنے مین ساتوان بہ سر راہ دیوار کے بنانے مین آٹھوان واسطے کی ہوا اپنے چھجے وغیرہ روکدینے مین نوان ایسی جگہ پائخانہ نہ بنانے سے منع کرنیمین وقت دور کرنے نجاست کے نجاست راہ مین پھیل جاتی ہو دسوان سائبان کے بنانے سے منع کرنیمین ہمسایہ اور پڑوسی کے مکان مین جھانکنا اور اوسکی روشنی آنے کی راہ کو بند کر دینا ۵ پورا پورا تولنا اور پیمانہ وکیل کو گانون مین برابر کرنا ۶ اوس ترازو کا ڈھونڈھنا جو تول مین پوری ہو ۷ نان بائی وغیرہ کو اپنی دوکان کا پاک وصاف رکھنا ۸ اہل نفع کی خوشنودی اور اونکی دوکان کی پاکیزگی چاہنا ۹ پائجامہ وغیرہ کو ٹخنون سے نیچے لٹکانے کو منع کرنا ۱۰ لوگون کو غنا اور راگ سے باز رکھنا اور نوحہ اور ظلم اور رشوت لینے سے زجر کرنا ۱۱ مردون کو عورتونکی مشابہت سے اور عورتون کو مردون کی مشابہت سے منع کرنا ۱۲ تنبولیون کو واسطے پاک اور صاف رکھنے اپنے برتنون اور کپڑون کے میل کچیل سے اور چونے کو کنکری سے حکم کرنا ۱۳ آلات لہو اور مزامیر کو بقرہ عید کے دن عیدگاہ مین جلانا ۱۴ لوگونکو حمام کے ننگے

سے منع کرنا ۱۵ زانیہ عورت کو فعل بد سے منع کرنا اور بموجب شریعت غرا کی اونکی تعزیر
کرنا اور اوسکے اولیا اور اقربا کو اوسکے ساتھ کھانے پینے سے منع کرنا ۱۶ ذمی اور اہل ذمہ
کو واسطے پاک وصاف رکھنے اوس برتن کے کہ جسمین رقیق شے مثل تیل و گھی و دودھ
وغیرہ کے رکھکر بیچتے ہون حکم کرنا ۱۷ اغتسال یعنی مردہ شویون کو واسطے قائم رکھنے سنت کے
وقت نہلانے مُردون کے حکم کرنا اور وقت گورکنی اور اوٹھانے جنازے کے بدعت سے
بچنے کے لیے تہدید اور تاکید کرنا اور دغابازی اور مزدوری زیادہ لینے سے منع کرنا
اور آدمی نیکبخت اور صالح اور اہل علم کو ایسے کام مین مقرر کرنا ۱۸ جامع مسجد کا جمعہ کے دن
اور عیدگاہ کا عید کے دن تلاش کرنا اور مسجدون کو بیع و شرا سے خالی رکھنا اور فقیرون
اور آدمیون کو پھاندجانے اور صفون کے چیرنے سے منع کرنا اور قصہ خوان اور واعظ
کذاب اور لاغی کو اپنے فعل سے اور عورت سالہ اور لڑکے اور دیوانون کو مسجد مین جانے سے
باز رکھنا ۱۹ حیوانات موذیہ مانند دیوانے کُتّے کے اور جانور مُردے کو آبادی سے دفع کرنا
۲۰ جو چیز کہ بیچی جاوے اوسکی تعریف وقت بیچنے کے نکرنا اور اوس سے منع کرنا ۲۱
لوگونکو تہمت کی جگہ کھڑے ہونے سے منع کرنا جیسے کسی شخص رستے مین عورتون سے
بات کرنا ۲۲ نقاش اور رنگریز اور سُنار کو حیوان جاندار کی صورت بنانے سے
منع کرنا اور واسطے مٹانے اور بگاڑنے بنائی ہوئی صورتون کے حکم کرنا ۲۳ مسلمانونکو
کسب غیر مشروع اور ناجائز اور پیشہ پلید سے مثل بنانے بُت اور آلات لہو مزامیر وغیرہ
کے منع کرنا اور نبیذ اور بھنگ وغیرہ چیزین مسکرات کے استعمال سے تہدید اور تنبیہ کرنا
۲۴ باورچی اور نانبائی کو ماہ رمضان مین دنکو کھانا بیچنے سے منع کرنا ۲۵ لوگونکو جھوٹی
قبر کے بنانے اور اوسکی زیارت کرنے سے منع کرنا اور مانند نکلنے بارادۂ حج کے مسجد کی طرف
نکلنے سے منع کرنا ۲۶ عورتون کو ساتھ آرائش اور زینت کے زیارت قبر کے لیے
جانے سے منع کرنا ۲۷ لوگون کو قبرستان مین بغیر ملک کے قبضہ اور تصرف کرنے سے منع
کرنا ۲۸ جادوگر اور کاہین کو فعل منکر کے کرنے سے باز رکھنا ۲۹ حمامی اور اہل حمام
کو فعل منکر اور ممنوع سے منع کرنا اور واسطے پاک وصاف رکھنے پانی کے اور خالی

رکھنے حمام کے امروان بے ریش سے اور داخل نہونے دینے ننگون کے اور واسطے
پردہ کرنے درمیان مردون اور عورتون کے حکم کرنا ۳۰ اہل ذمہ اور ذمیون کو سوار
ہونے سے مانند مسلمانون کے اور لباس پہننے سے مانند صالحون کے اور مندر بنانے
سے شہر مین اہل اسلام کے منع کرنا ۳۱ لوگون کو کفار کے معبد مین جانے سے واسطے
مانگنے تبرک کے اور واسطے طلب حاجت کے نسّاک معابد یعنی پوجاریون سے روکنا
۳۲ لوگون کو رسوم کفار کے کرنے سے اور لڑکون کو اونکی اولاد کے ساتھ کھیلنے سے
منع کرنا اور اونکی مشابہت اور صحبت سے ہمیشہ بچے رہنے کو نصیحت کرنا ۳۳ لوگونکو
علم نجوم کے سیکھنے سے اور کاہن اور منجّم کے اخبار کی تصدیق سے منع کرنا اور ہمیشہ اونکی
تکذیب اونکے سامنے کرتے رہنا ۳۴ شب برات مین بدعت سے بچنے کے لیے وعظ و
پند کرنا ۳۵ ذمیون کو واسطے نہ ظاہر کرنے شعائر کفر کے مسلمانون کے شہرون مین
تاکید کرنا ۳۶ نرد اور چوسر وشطرنج وغیرہ کے کھیلنے سے لوگون کو منع کرنا اور جب
ان لوگونکی جماعت جُوا کھیلتے ہوئے پائی جاوے تو اونکی بساط اور مہرونکو چھین لینا
اور اونکو پراگندہ اور متفرق کردینا ۳۷ قابلہ یعنی دائی کو اسقاط حمل
وجنین سے منع کرنا اور درباب اسکے حکم خدا و رسول کا سُنانا اور ڈرانا ۳۸ لوگونکو
خصی ہونے سے منع کرنا ۳۹ حجامت اور پچھنے لگانے والے کو ایام حمل مین اپنی
دستکاری سے بغیر ضرورت کے منع کرنا ۴۰ لوگون کو مسجدون کے گھر بنالینے
سے منع کرنا ۴۱ لوگون کو اکٹھا ہونے اور تصدیق کرنے باتون اور خبرون سے مردہ آہن زدہ
کی باز رکھنا کیونکہ امر غیب کی خبر دینا کفر ہے اور اسکا تصدیق کرنے والا امرتد ہے
۴۲ مدرس اور درزی کو پڑہانے اور سینے سے اجرت پر اندر مسجد کے منع کرنا ۴۳
مدرسین اور معلّمین کو نوروزا اور مہرجان کی تہواری لینے سے منع کرنا ۴۴ غلام مفرور
کو مالک کے پاس پہونچا دینا یہ بھی باب احتساب سے ہی مگر بعوض پہونچانے غلام کے
اجرت لینا واجب ہے اور سوانے اسکے اور بھی بہت مسائل ہین کہ جو اپنے
مقام پر ذکر کیے جاینگے انشاء اللہ تعالیٰ

دوسرا باب احتساب مین استخفاف و خواری کاغذ اور حروف کے

جس فرش کی بناوٹ مین لفظ الملک للہ لکھا ہوا وسکا بچھانا اور اوسپر بیٹھنا مکروہ
ہے اور اگر کوئی حرف اوس پورے لفظ سے کاٹ دیا ہو یا ایسے طور سے سی دیا ہو کہ اوسکا
پڑھنا دشوار ہے تو وہ بھی خارج از کراہت نہین کیونکہ حروف اوسکے ہنوز باقی
ہین اور حرف مفردہ کے بھی حرمت و عظمت باعتبار معنی و بواسطہ نظم قرآن مجید و
احادیث نبوی صلعم کے ہے **نقل** کسی امام نے لوگون کو دیکھا کہ وہ سب دیوار پر
ابوجہل لعنۃ اللہ تعالیٰ لکھکر بطور چاند ماری کے نشانہ لگاتے ہین پس آپ اونکو ایسی حرکت نا ملائم
سے منع کرکے چلے گئے پھر بعد معاودت اور مراجعت کے اوس مقام پر خیال کیا دیکھا
کہ فقط لفظ اللہ تعالے کا مٹا ہوا ہے اور رما بقی الفاظ پر سابق بدستور چاند ماری کرتے ہین
تب آپنے فرمایا کہ کیا ہمنے ان حرفون پر نشانہ کرنے کو نہین منع کیا تھا۔ کہتا ہے بندہ
ضعیف نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر لفظ العزۃ والاقبال وغیرہ کو
لکڑی یا طشت یا لوٹے یا پیالے یا زین پوش وغیرہ پر لکھنے سے منع کرتے ہین اسواسطے
کہ ان سب چیزون کا استعمال بابتذال و خواری ہے اور ملتقط مین ہے کہ حروف
مفردہ کی حرمت اور تعظیم بواسطہ نظم قرآن مجید کے ہے لیکن نام پر ابوجہل کے
نشانہ کرنے سے منع کرنا قبیل تاویل بعیدہ کے ہے اور ویسے ہی کاغذون کا
استعمال کرنا واسطے استماع اور استنفاع کے مکروہ ہے اور ہمارے بعضے مشائخ رح
جس کسی کو کاغذ استعمال کرتے ہوئے دیکھتے تھے سختی کے ساتھ اوسپر زجر اور توبیخ کرتے
تھے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے اعمال کو کہ اسی قیاس پر کاغذونکا
طشت اور صورت اور آتشبازی وغیرہ بنانا ویسے اور شب برات مین منع ہے
کیونکہ اسمین سبکی اور خفت اونکی پائی جاتی ہے اور امام ناصر الدین علیہ الرحمہ نے کتاب
ملتقط مین لکھا ہے کہ استماع اور استنفاع کاغذ ردی کے ساتھ جو لائق لکھنے کے نہو
اور نہ وہ مہرہ دار ہو جائز ہے اور یہی درمیان علمای سمرقند کے بھی بلا انکار جائز
ہے اور اسکے ماسوی مین کراہت ہے اور وصایای ملتقط مین ہے کہ جو کتاب اور

رسالہ کہ لائق پڑہنے کے نہو بلکہ ردی ہوگئی ہو تو اوسکو جاری اور بہتے پانی مین بہا دینا
چاہیئے یا زمین مین دفن کر دینا اور اوسکے جلانے کا ہرگز قصد نکرین اسیطرح محمد بن
مقاتل رازی نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے پس اس قیاس پر اگر اوسکو بہتے
پانی مین لیجا کر دھویا اور اوسکے تفلہ کا پھر دوسرا کاغذ بنایا تو کچھ حرج نہین ہی بلکہ یہ افضل
اور اولے بہانے اور دفن کرنے سے ہے اور فتاوی خانیہ مین مذکور ہے کہ ابو بکر بن فضل
رحمہ اللہ نے بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذ کو کسی چیز کے رکھنے کو مکروہ جانا ہے خواہ وہ کتابت
یعنی حروف اوسی طرف ہو یا نہو بخلاف کیسہ او جیب کے کہ یہ واسطے رکھنے چیزون کے
موضوع ہے ہان اسپر نام خدا کا لکھنا البتہ بے ادبی ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ
نے کتاب بستان مین لکھا ہے کہ زمین پر کتاب رکھنا نچاہیے اور محیط وغیرہ مین ہے کہ
قرآن مجید کی تختی اور حجم کو چھوٹا کرنا اور اوسکے حروف کو باریک قلم سے لکھنا مکروہ
ہے جیسا کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کے ہاتھ مین حمائل دیکھا
دریافت کیا کہ اسکو باریک قلم سے کسنے لکھا ہے اور اسکی تختی کسنے چھوٹی کی ہی اوسنے
کہا کہ ہمنے ایسا کیا ہے پس آپنے اوسی وقت درے سے اوسکی تہدید کی اور فرمایا کہ
قرآن مجید کو عظیم القدر جانو اور اوسکی عظمت او تعظیم کرو اور اوسکی تختی بڑی کرو اور فقیہ
ابو اللیث رح نے بھی اسیطرح کتاب بستان مین لکھا ہے اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ جب قرآن مجید لائق
پڑہنے کے نرہے اور اوسکے ضائع ہوجانے کا خوف اور اندیشہ ہو تو اوسکو ایک پاک
کپڑے مین لپیٹ کر کسی جاے مامون اور محفوظ مین دفن کردینا چاہیے اور اسیطرح اگر قرآن
مجید کہنہ اور پرانا ہوگیا ہو تو اوسکا دفن کرنا اولے ہے اس سے کہ وہ غیر مامون اور محفوظ
جگہ مین رہے اور وہان پر نجاست پڑنے کا خوف ہو یا بے ادبی کا مقام ہو تنبیہ
اوسکے دفن کرنے کے واسطے لحد کھودنا چاہیے نہ شق یعنی قبر اسواسطے کہ شق مین مٹی
ڈالنی کی احتیاج ہوگی اور اسمین ایک طرح کی بے ادبی ہے اور کلام اللہ کی کسی بلکہ
بہتے پانی مین اوسکا دہونا سب سے افضل ہے اسواسطے کہ جمیع اجزا اوسکے دہونے سے
لاشی ہوجاینگے اور اوسکا رکھنا ایسی جگہ پر کہ اوس تک بے وضو کا ہاتھ اور نہ گرد و غبار

دوسرا باب احتساب مین استخفاف و خواری کاغذ اور حروف کے

جس فرش کی بناوٹ مین لفظ الملک للہ لکھا ہوا اوسکا بچھانا اور اوسپر بیٹھنا مکروہ ہے اور اگر کوئی حرف اوس پورے لفظ سے کاٹ دیا ہو یا ایسے طور سے سی دیا ہو کہ اوسکا پڑہنا دشوار ہے تو وہ بھی خارج از کراہت نہین کیونکہ حروف اوسکے ہنوز باقی ہین اور حرف مفردہ کے بھی حرمت و عظمت باعتبار معنی و بواسطہ نظم قرآن مجید و احادیث نبوی صلعم کے ہے **نقل** کسی امام نے لوگون کو دیکھا کہ وہ سب دیوار پر ابوجہل لعنۃ اللہ تعالیٰ لکھکر بطور چاندماری کے نشانہ لگاتے ہین پس آپ اونکو ایسی حرکت ناملائم سے منع کرکے چلے گئے پھر بعد معاودت اور مراجعت کے اوس مقام پر خیال کیا دیکھا کہ فقط لفظ اللہ تعالے کا مٹا ہوا ہے اور باقی الفاظ پر سابق بدستور چاندماری کرتے ہین تب آپنے فرمایا کہ کیا ہمنے ان حرفون پر نشانہ کرنے کو نہین منع کیا تھا۔ کہتا ہے بندہ ضعیف نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر لفظ العزۃ و الاقبال وغیرہ کو لکڑی یا طشت یا لوٹے یا پیالے یا زین پوش وغیرہ پر لکھنے سے منع کرتے ہین اسواسطے کہ ان سب چیزون کا استعمال بابتذال و خواری ہے اور ملتقط مین ہے کہ حروف مفردہ کی حرمت اور تعظیم بواسطہ نظم قرآن مجید کے ہے لیکن نام پر ابوجہل کے نشانہ کرنے سے منع کرنا قبیل تاویل بعیدہ کے ہے اور ویسے ہین کاغذون کا استعمال کرنا واسطے استنجاء اور استنفاع کے مکروہ ہے اور ہمارے بعضے مشائخ رح جس کسی کو کاغذ استعمال کرتے ہوئے دیکھتے تھے سختی کے ساتھ اوسپر زجر اور توبیخ کرتے تھے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے اعمال کو کہ اسی قیاس پر کاغذونکا طشت اور صورت اور آتشبازی وغیرہ بنانا ویسے اور شب برات مین منع ہے کیونکہ اسمین سبکی اور خفت اونکی پائی جاتی ہے اور امام ناصرالدین علیہ الرحمہ نے کتاب ملتقط مین لکھا ہے کہ استنجاء اور استنفاع کاغذ ردی کے ساتھ جو لائق لکھنے کے نہو اور نہ وہ مہرہ دار ہو جائز ہے اور یہی درمیان علمای سمرقند کے بھی بلاانکار جائز ہے اور اسکے ماسوی مین کراہت ہے اور وصایای ملتقط مین ہے کہ جو کتاب اور

اپنے گھر مین واسطے نوحے کے اپنی عورتون کے ساتھ بلاوے اور یہ احتساب بسبب دو وجہ کے ہے ایک بسبب محض داخل ہونے اوسکے عورت غیر محرم کے مکان مین اور دوسرے بسبب نوحہ کرنے کے معرب مین مذکور ہے کہ ہبہ ساتھ باکے ہے بعد ہاے ہوز کے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ تصحیف ہے بلکہ ساتھ نون اور باے ابجد کے ہے اور قول آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے اس سے یہہ مراد ہے کہ عکن لبطن یعنی شکن شکم کے چار ہین اور اوسکے گوشے آٹھ ہین کیونکہ ہر شکن کے گوشے دو دو ہین مسئلہ محتسب کو لازم ہے کہ مخنث کو گھرون سے نکالدے کیونکہ باب احتساب مین ساتھ نکالنے کے مروی ہے واللہ اعلم

چوتھا باب بیان مین فرق محتسب منصوب اور محتسب متطوع کے

فرق درمیان انکے چند وجہ سے ہے ایک یہ کہ جب محتسب متطوع یعنی مستقل احتساب سے عاجز ہو تو وہ معذور رہے اور جب محتسب منصوب یعنی مقرر احتساب سے عاجز ہو تو وہ معذور نہین ہے اسواسطے کہ اسکو ممکن ہے کہ اپنے معاون اور مددگار سے مدد چاہے اور اگر انکی مدد بھی کافی نہو تو بادشاہ کے اعوان سے بھی مدد لیسکتا ہے اور محتسب مستقل کا حال اسکے خلاف ہے اگر اوسکی کوئی اعانت نکرے تو یہ معذور رہے یعنی بسبب ترک احتساب کے گنہگار نہین ہوتا ہے اور نہ مستحق اجر احتساب کا لیکن جب اوسنے اپنی زبان اور دل سے کہا کہ یہ کام منکر اور ممنوع ہے تو البتہ احتساب کے ثواب کا مستحق ہوسکتا ہے

جیسا کہ ابن مسعود رض نے کہا کہ وحتسب امرمنکم اذا رای منکرا لایستطیع لہ تغییرا بیدہ ولسانہ فعلیہ ان یکرہ ویقلبہ ان اللہ یعلم من قلبہ انہ کارہ یعنی جب دیکھے کوئی آدمی ایسا منکر اور ممنوع کہ جسکو متغیر نکرسکتا ہو تو اوسکو اپنے دل سے جاننا کہ یہ کید اور مکر اللہ تعالے کا ہے کافی ہے اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص منکر اور ممنوع کو دیکھے اور اوسپر انکار نکرسکتا ہو تو اوسکو تین مرتبہ یہ کہنا کہ یہ کام منکر اور ممنوع ہے کافی ہے اور اجر اور ثواب اس کہنے کا مثل امر معروف اور نہی منکر کے ہے دوسری یہ کہ واسطے محتسب منصوب کے کفاف اور وظیفہ بیت المال سے مقرر کرنا واجب ہے کیونکہ یہہ

محتسب واسطے مسلمانون کے مقید ہو کر کام کرنے والا ہے پس انکا وظیفہ مثل وظیفہ والیان اُور
حکام ملک اور قاضیان اسلام اور غازیان با احترام اور مفتیان و مدرسین کرام کے ہوگا
بخلاف محتسب متبقل کے اسلیئے کہ وہ واسطے اس کام کے مقید نہین ہے؀ تیسری یہ کہ محتسب
غیر منصوب پر احتساب کا واجب ہونا دوسرے سبب سے ہے اسواسطے کہ جب وہ کسیکو
فعل منکر کرتے ہوے دیکھے اور اوسکو باوجود قدرت ہونے کے منع نکرے تو گویا کہ اوسنے
ودیعت مین دست اندازی کی دیکھیے مین مثال ظاہری ذکر کرتا ہون کہ ایک شخص کے
پاس کوئی شے امانت رکھی گئی اور چور کو چُراتے ہوے دیکھا اور باوجود قادر ہونیکے
اوسپر اوسکو منع نکیا یہانتک کہ وہ چرا کر لیگیا تو وہ اوس ودیعت کا ضامن ہوگا بخلاف
محتسب منصوب کے کہ وہ اپنے تصرفات مین ضامن نہین ہے ورنہ لوگون کو تقلید اور پیروی
کرنا منع ہوجاے گا اور یہ ضرر عام ہے اور اگر لوگ امانت رکھنے سے باز رکھے جائین تو
اسمین ضرر خاص لازم آتا ہے اور انتظام ملکی مین فرق آتا ہے پس درمیان محتسب منصوب
اور محتسب غیر منصوب کے یہی فرق ہے چوتھی جو کچھ کہ فصل چودھوین مین جنایات ذخیرہ کے
مذکور ہے جیسے کہ کسی نے شاہراہ مین واسطے آرام مسافرون کے کنوان بنوایا اور ناگاہ
کوئی مسافر اوسمین گر گیا تو وہ ضامن ہوگا اسواسطے کہ شاہراہ کے حق کو لوگون پر باطل کرنا
اور بغیر اجازت امام وقت کے راہ مین کنوان کھدوانا جنایت مین داخل ہے اور اگر امام
نے راہ مین کنوان کھدوایا اور اچانک کوئی مسافر گر گیا تو وہ بسبب صاحب ولایت
ہونے کے اس سے بری ہے واللہ اعلم۔

پانچوان باب تعزیر کے بیان مین

تعزیر مین اصل یہ ہے کہ بسبب واقع ہونے تہمت کے تعزیر کیا جاوے اور اسمین بہت
مسائل ہین جب امام کسی شخص کو فاسقون کے ساتھ مجلس شراب مین بیٹھا ہوا دیکھے
اوسپر تعزیر کرے اگرچہ وہ شراب نہ پیتا ہو اسیطرح جب امام کسی شخص کو چورون کے
ساتھ دیکھے تعزیر کرے اور اگر کسی پر چوری کا دعوے کیا گیا اور اوسنے انکار کیا تو
اسمین اختلاف ہے فقیہ ابو بکر اعمش رح سے روایت ہے کہ امام اپنی رائے غالب پر

عمل کرے اگر اوسکے چور ہونے پر راے غالب ہوا اور اوسکے پاس مال بھی موجود ہو تو
تعزیر کرین اوپر قیاس اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے قتل کرنے
کے واسطے تلوار یا خنجر نکال کر آتا ہے اور اسی گمان پر اوسکو قتل کر ڈالا تو جیساکہ اسپر کچھ
مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے ویسا ہی اوسپر بھی کچھ مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے اور بعضے
مشائخ رحمہم اللہ سے یہ روایت ہے کہ جب وہ مقام تہمت مین پایا گیا تو اوسپر تعزیر کرنی لازم ہوگی
اسیطرح ذخیرہ کی فصل سرقہ مین مذکور ہے مسئلہ درمیان حد اور تعزیر کے چند وجہ سے
فرق ہے اوّل یہ کہ شریعت مین حد مقرر ہے اور تعزیر مقرر نہین بلکہ یہ امام کی راے پر
چھوڑ دیا گیا ہے دوسری یہ کہ شبہہ کے سبب سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور یہ واجب
ہوتی ہے تیسری یہ کہ لڑکے نابالغ پر حد واجب نہین ہے اور تعزیر اوسپر جائز ہے
چوتھی یہ کہ حد کا اطلاق ذمی پر ہوتا ہے اور تعزیر کا اطلاق ذمی پر نہین ہوسکتا ہے اور
اسکا نام عقوبت بھی ہے اسواسطے کہ تعزیر اوس برائی سے پاک کر دینے کے واسطے
ہے اور اس برائی سے کافر کا پاک ہونا بذریعہ تعزیر کے غیر ممکن ہے پس تعزیر کا اطلاق
اونپر کیسے درست ہوگا اور چونکہ عقوبت غیر مقدرہ ہے اسواسطے اسکا اطلاق اہل ذمہ پر
درست ہے اسیطرح مبسوط مین اہل ذمہ کے نکاح کے بیان مین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ
مذکور ہے اور وجوب تعزیر کے لیے بھی کئی سبب ہین ایک یہ کہ کسی نے دوسرے شخص کے
مدیون اور قرضدار کو زبردستی چھین لیا ہو تو اس سبب سے اوسپر تعزیر کرنی واجب
ہوئی نہ تاوان لینا اسواسطے کہ اسنے مال کا نقصان نہین کیا ہے اور دوسری وجہ تعزیر
کی یہ ہے کہ اسنے خیانت کی اور خائن پر تعزیر کرنی واجب ہے جیساکہ ہم تعزیر کی تفسیر
مین لکھ چکے ہین اور خانیہ مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کسی نے کہا کہ ہم علما کے فتوی پر عمل
نہین کرتے یا اوسکا فتوی ہی دینا غلط ہے پس وہ اسیقدر کہنے سے لائق تعزیر کے ہوگیا
نہ لائق کفارے کے اور شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تعزیر شبہے
سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ کسی شخص نے ایسی بات سے انکار کیا کہ جسکے سبب سے
اوسپر تعزیر واجب ہوتی ہے پس چاہیے کہ اوس سے قسم لیجاوے اگر اوسنے قسم کھالی

تو تعزیر واجب نہین ہوگی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مقدار
تعزیر کی چالیس۴۰ درہ تک نہین ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسّی۸۰ درہ تک اور اسکے
بعد بہت سی روایتین مختلف امام ابو یوسف رح سے مروی ہین بعضی روایت مین ہے کہ
مقدار تعزیر کی ادنا اسّی درہ ہے اور بعضی مین پچھتّر درہ لیکن قول اوّل اصح ہے اور امام محمد رح
کا قول اسمین مضطرب ہے بعضی جگہ ساتھہ قول امام اعظم رح کے موافقت کرتے ہین اور بعضی جگہہ
امام ابو یوسف رح کے قول کی پیروی کرتے ہین فائدہ تاکسی ساتھہ حبس اور قید یا طمانچہ مارنے
یا گوشمالی کرنے یا سخت کلامی کے بھی تعزیر کیجاتی ہے یا بادشاہ کیطرف سے چھین لینے اوسکے
مال کے تاکہ اوسکو ایک قسم کی تنبیہ ہوجاے اور فعل منکر کے کرنے سے باز رہے اور علما کا
بھی اسمین کچھہ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ تعزیر مال کی درجہ حد تک نہین پہونچتی ہے اور
اسپر قول مخبر صادق علیہ السلام کا ہے وہ ہے کہ من بلغ حدا فی غیر حد فہو من المعتدین یعنی جو
شخص تعزیر مین حد کے درجے کو پہونچ گیا وہ ظالم ہے بعد اسکے امام اعظم رح نے حد عبید
اور مملوک کو اختیار کیا ہے اور وہ پچاس دُرّے ہین اور کہا کہ ایک درہ اسمین سے واسطے
تعزیر کے کم کیا جاے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے احرار اور آزادون کی حد کو اعتبار
کیا ہے یعنی اسّی دُرّے اور کہا کہ واسطے تعزیر کے اس سے ایک دُرّہ کم کیا جاے اور یہ
اختلاف انتہا درجے کی تعزیر کا ہے لیکن تعزیر کا ادنے درجہ امام کی راے پر ہے جسقدر وہ
مصلحت دیکھے تعزیر کرے کتنا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ صحیح بخاری
مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے
زیادہ نہ مارے جائین مگر حد مین جو اللہ تعالے کیطرف سے مقرر ہے پس اس سے معلوم ہوا
کسی طرح سے تعزیر مین زیادتی درست نہین ہے لیکن فقہانے زیادتی کے جواز پر اجماع
کیا ہے پس اگر اگلے اجماع کے سبب سے بھی اوسپر اختصار کیا جاوے تو جائز ہے اور
منہ کا سیاہ کرنا جائز نہین ہے کیونکہ یہ مثلہ مین داخل ہے پس اگر منہ کے سیاہ کرنے پر
روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ سخم وجہ الشاہد الزور یعنی جھوٹی گواہی دینے والونکا
منہ سیاہ کیا جاوے دلیل لائی جاوے تو ہم کہینگے کہ شاید اونھون نے کوئی مصلحت دیکھہ

عمل کرے اگر اوسکے چور ہونے پر رائے غالب ہو اور اوسکے پاس مال بھی موجود ہو تو
تعزیر کرین اوپر قیاس اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے قتل کرنے
کے واسطے تلوار یا خنجر نکال کر آتا ہے اور اسی گمان پر اوسکو قتل کر ڈالا تو جیسا کہ اسپر کچھ
مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے ویسا ہی اوسپر بھی کچھ مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے اور بعضے
مشائخ رحمہم اللہ سے یہ روایت ہے کہ جب وہ مقام تہمت مین پایا گیا تو اوسپر تعزیر کرنی لازم ہوگی
اسیطرح ذخیرہ کی فصل سرقہ مین مذکور ہے مسئلہ درمیان حد اور تعزیر کے چند وجہ سے
فرق ہے اوّل یہ کہ شریعت مین حد مقرر ہے اور تعزیر مقرر نہین بلکہ یہ امام کی راے پر
چھوڑ دیا گیا ہے دوسری یہ کہ شبہہ کے سبب سے حد ساقط ہوجاتی ہے اور یہ واجب
ہوتی ہے تیسری یہ کہ لڑکے نابالغ پر حد واجب نہین ہے اور تعزیر اوسپر جائز ہے
چوتھی یہ کہ حد کا اطلاق ذمی پر ہوتا ہے اور تعزیر کا اطلاق ذمی پر نہین ہوسکتا ہے اور
اسکا نام عقوبت بھی ہے اسواسطے کہ تعزیر اوس برائی سے پاک کردینے کے واسطے
ہے اور اس برائی سے کافر کا پاک ہونا بذریعہ تعزیر کے غیر ممکن ہے پس تعزیر کا اطلاق
اونپر کیسے درست ہوگا اور چونکہ عقوبت غیر مقدرہ ہے اسواسطے اسکا اطلاق اہل ذمہ پر
درست ہے اسیطرح مبسوط مین اہل ذمہ کے نکاح کے بیان مین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالی
مذکور ہے اور وجوب تعزیر کے لیے بھی کئی سبب ہین ایک یہ کہ کسی نے دوسرے شخص کے
مدیون اور قرضدار کو زبردستی چھین لیا ہو تو اس سبب سے اوسپر تعزیر کرنی واجب
ہوئی نہ تاوان لینا اسواسطے کہ اسنے مال کا نقصان نہین کیا ہے اور دوسری وجہ تعزیر
کی یہ ہے کہ اسنے خیانت کی اور خائن پر تعزیر کرنی واجب ہے جیسا کہ ہم تعزیر کی تفسیر
مین لکھ چکے ہین اور خانیہ مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کسی نے کہا کہ ہم علما کے فتوؤن پر عمل
نہین کرتے یا اونکا فتوی ہی دینا غلط ہے پس وہ اسیقدر کہنے سے لائق تعزیر کے ہوگیا
نہ لائق کفارے کے اور شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تعزیر شبہے
سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ کسی شخص نے ایسی بات سے انکار کیا کہ جسکے سبب سے
اوسپر تعزیر واجب ہوتی ہے پس چاہیے کہ اوس سے قسم لیجاوے اگر اوسنے قسم کھالی

کیونکہ یہ تشہیر مین خلل انداز ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ تشہیر کے
وقت سر اور منہ کھولنے کو اسی سے اخذ کیا ہے اور منجملہ اسباب تعزیر کے ایک یہ بھی ہے
کہ جب کوئی شخص کسی اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھہ خلوت مین پایا جاوے اور سواے جماع اوسکے ساتھہ
دوسرا فعل کرتے ہوئے دیکھا جاے تو اوسپر ساتھہ زیادتی کے تعزیر کرنے مین کچھ حرج
نہین ہے بلکہ تعزیر مین سخت مار مارنا چاہییے اور اگر اول مرتبہ تعزیر کا جاری کیا جاوے
تو ایک ہی عضو پر مارا جاوے آور ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اوسکی پیٹھہ یا چوتڑ
کو ننگا کرکے دُرّے ماریں آور جب کسی مسلمان نے مسلمان کے شہر مین سور یا شراب داخل
کی اور امام نے اوسکو داخل کرتے دیکھہ لیا اور ساتھہ چابک یا درے کے اوسکو ادب دینا
مصلحت جانا تاکہ وہ مجبور ہوکر اس فعل سے توبہ کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ فعل ممنوع کے
کرنے سے مستوجب تعزیر کا ہوتا ہے اور اگر اوسی تعزیر پر اختصار کیا تو بھی جائز ہے آور
کبھی تعزیر ساتھہ دو عقوبت کے بھی ہوتی ہے اور کبھی ساتھہ ایک کے بھی آور اگر صدور
اس فعل کا ایسے ذمی سے ہو جو اسکی حرمت سے ناواقف ہے تو چھوڑ دیا جاوے اور
سمجھا دیا جاوے اور اگر وہ جانتا ہے تو بدرجہ اولے وہ مستحق اور مستوجب تعزیر کا ہے
اب امام یا حاکم وقت کو اختیار ہے کہ ساتھہ قید یا مارنے دُرے کے تعزیر کرے یا ساتھہ
ماسوا اسکے کے جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے آور اگر ذمی مسلمانون کے ساتھہ مشابہت
کرتا ہے احتساب کے لائق ہے پس اس بنا پر صالحین اور علما کے لباس پہننے سے
اور مانند مسلمانون کے گھوڑون پر سوار ہونے سے منع کرنا درست ہے مگر بضرورت
گدھے کی سواری سے نہ منع کرنا چاہیئے اسواسطے کہ بعضے اوقات چلنے پر قادر نہین ہوتے
ہین و نیز خچر کی سواری سے کیونکہ یہ بھی گدھے کی نسل سے ہے اور مانند مسلمانون کے
سامان اور خوگیر کسنے سے منع کئے جاوین اور گدھے یا خچر پر پالان کسکر سوار ہونے کو
حکم کئے جائین پس اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ چادر اور عمامہ اور دراعہ یعنی پشوازہ وغیرہ بھی پہننے
سے منع کئے جائین کیونکہ اسکو شرف ہے اور علما اور صلحا اسکو استعمال کرتے ہین اور مانند
اہل اسلام کے موزہ پہننے اور شراک اور دوال رکھنے سے منع کئے جائین کیونکہ اسمین

عمل کرے اگر اوسکے چور ہونے پر راے غالب ہو اور اوسکے پاس مال بھی موجود ہو تو
تعزیر کرین اوپر قیاس اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے قتل کرنے
کے واسطے تلوار یا خنجر نکال کر آتا ہے اور اسی گمان پر اوسکو قتل کر ڈالا تو جیسا کہ اسپر کچھ
مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے ویسا ہی اوسپر بھی کچھ مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے اور بعضے
مشائخ رحمہم اللہ سے یہ روایت ہے کہ جب وہ مقام تہمت مین پایا گیا تو اوسپر تعزیر کرنی لازم ہوگی
اسیطرح ذخیرہ کی فصل سرقہ مین مذکور ہے مسئلہ درمیان حد اور تعزیر کے چند وجہ سے
فرق ہے اوّل یہ کہ شریعت مین حد مقرر ہے اور تعزیر مقرر نہین بلکہ یہ امام کی راے پر
چھوڑ دیا گیا ہے دوسری یہ کہ شبہہ کے سبب سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور یہ واجب
ہوتی ہے تیسری یہ کہ لڑکے نابالغ پر حد واجب نہین ہے اور تعزیر اوسپر جائز ہے
چوتھی یہ کہ حد کا اطلاق ذمی پر ہوتا ہے اور تعزیر کا اطلاق ذمی پر نہین ہو سکتا ہے اور
اسکا نام عقوبت بھی ہے اسواسطے کہ تعزیر اوس بُرائی سے پاک کر دینے کے واسطے
ہے اور اس بُرائی سے کافر کا پاک ہونا بذریعہ تعزیر کے غیر ممکن ہے پس تعزیر کا اطلاق
انپر کیسے درست ہوگا اور چونکہ عقوبت غیر مقدرہ ہے اسواسطے اسکا اطلاق اہل ذمہ پر
درست ہے اسیطرح مبسوط مین اہل ذمہ کے نکاح کے بیان مین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ
مذکور ہے اور وجوب تعزیر کے لیے بھی کئی سبب ہین ایک یہ کہ کسی نے دوسرے شخص کے
مدیون اور قرضدار کو زبردستی چھین لیا ہو تو اس سبب سے اوسپر تعزیر کرنی واجب
ہوئی نہ تاوان لینا اسواسطے کہ اسنے مال کا نقصان نہین کیا ہے اور دوسری وجہ تعزیر
کی یہ ہے کہ اسنے خیانت کی اور خائن پر تعزیر کرنی واجب ہے جیسا کہ ہم تعزیر کی تفسیر
مین لکھ چکے ہین اور خانیہ مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کسی نے کہا کہ ہم علما کے فتوے پر عمل
نہین کرتے یا اوسکا فتوی ہی دینا غلط ہے پس وہ اسیقدر کہنے سے لائق تعزیر کے ہو گیا
نہ لائق کفارے کے اور شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تعزیر شبہے
سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ کسی شخص نے ایسی بات سے انکار کیا کہ جسکے سبب سے
اوسپر تعزیر واجب ہوتی ہے پس چاہیے کہ اوس سے قسم لیجاوے اگر اوسنے قسم کھالی

متفرقات حدود مین منقول ہے کہ اگر کسی نے باکرہ لڑکی کو اوٹھایا اور اس سبب سے زوال اوسکی بکارت کا ہوا بالاتفاق اوسپر تعزیر واجب ہی لیکن مہر کے واجب ہونے مین اختلاف ہے ذخیرے کے جنایات مین منقول ہے کہ ابن رستم نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ جو شخص گھوڑے تازی یا لڑکی نابالغ کے بالون کو کاٹ ڈالے اور اسوجہ سے اونہین نقصان آجاوے تعزیر کرنے اوسپر درست ہے یا نہین کہا کہ لاشئ علیہ یعنی اوسپر کچھ نہین ہے مگر ساتھ زجر اور غضب کے ادب دینا اسواسطے کہ اگر ہمنے واسطے تاوان کے حکم کیا اور اوسنے تاوان دیدیا اور پھر بعد بڑہ آنے بالونکے اوسی مقدار تک ہمنے تاوان پھروا دیا تو میرا حکم کرنا مفید نہوا اور فضول ہوا اور منجملہ موجبات تعزیر کے باب اکراہ مین کتاب کفایہ کے منقول ہے کہ اگر بادشاہ نے کسی شخص کو واسطے قتل کرنے کسی دوسرے آدمی کے مجبور کیا اور ڈرایا کہ اگر تو اوسکو قتل نکریگا مین تجکو قتل کرونگا شخص مجبور نے بادشاہ کے جبر سے اوسکو قتل کرڈالا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ اور امام محمدؒ کے بادشاہ پر قصاص اور مجبور پر تعزیر واجب ہے کیونکہ اوسنے ارتکاب فعل منکر کا کیا ہے اور بھی اوسمین منقول ہے کہ جب کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جاوے یہانتک کہ اوسنے جبر کے سبب سے زنا کرلیا تو تعزیر کرنی اوس جبر کرنے والے پر واجب ہوئی اور زناکی حد زانی پر امام محمد اور زفر رحمہما اللہ کے نزدیک اور سابق مین امام اعظم کا بھی اسی قول پر اتفاق تھا لیکن اوس سے دگردانی کرکے کہا کہ شبہہ کے سبب سے حد واجب نہین ہوتی ہی مگر تعزیر کرنا اور عقر یعنی بہاے وطی اور منجملہ اوسکے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو فاسقون کے ساتھ شراب کی مجلس مین بیٹھے ہوے دیکھے یا چورون کے ساتھ جاتے ہوے تو اوسپر تعزیر کرنی واجب ہے اگرچہ شراب پیتے یا چوری کرتے ہوے نہ دیکھا جاوے اسیطرح اگر کسی نے دوسرے پر چوری کا دعوے کیا اور اوسکے پاس چوری کا مال بھی نکلا لیکن اوسنے اوس سے انکار کیا اور اوسکی چوری پر کوئی گواہ بھی نہین ہے تو عام مشایخ کے نزدیک اوسپر تعزیر جائز ہے کیونکہ وہ مقام تہمت مین پایا گیا ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین اور سیر محیط مین مذکور ہے کہ جب کسی مدعی نے اپنے مخالف کے

پاس ائمہ اور علما کا فتوے لاوے اور راوہ کہے کہ یہ فتوے صحیح نہین ہے یا ہم اسپر عمل
نہین کرتے او سپر تعزیر واجب ہے کیونکہ وہ امر ممنوع اور فعل منکر کا مرتکب ہوا ہے
مسئلہ ذخیرہ کی چوبیسوین فصل کتاب الشہادت مین مذکور ہے کہ بعضے فسق سے
تعزیر واجب نہین ہوتی ہے جیسے جھوٹی قسم یا بیع فاسد یا اجارۂ فاسد مسئلہ حد تعزیر
مین قید بھی شامل ہے اور جامع خانی کے باب کراہت مین مذکور ہے کہ مفسد او تباکا کا
قید کرنا جائز ہے مسئلہ جنایت خانیہ کے باب قتل مین مذکور ہے کہ اگر کسی کو زہر پلایا
اور وہ مرگیا تو یہہ دو وجہ سے خالی نہین ہے اگر اوسکو زہر دیا اور اوسنے جانکر کھالیا
اور مرگیا پس اوسوقت نہ قصاص اور نہ دیت اور نہ خون بہا ہے بلکہ اوسکو قید کرنا اور
تعزیر جاری کرنی چاہیے اور اگر اوسکے پینے کی چیز مین زہر دیا اور وہ اوسکے پینے سے مرگیا
تو اوسپر دیت واجب نہین ہے کیونکہ اسنے اس فعل کو اپنے اختیار سے کیا ہے لیکن یہ دینے
والے نے فریب کیا پس اسمین بجز تعزیر کے کچھ واجب نہین ہے مسئلہ موجبات تعزیر سے
زہد بار وینی زہد ظاہری ہے یواقیت مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کھجور مدینہ طیبہ کے
بازار مین پڑی پائی زمانے مین حضرت عمر بن خطاب رض کے اوسکو اوٹھا کر آواز دینا اور
پکارنا شروع کیا کہ یہ کھجور کسکی گم ہوئی ہے یا کون آدمی بھول گیا ہے اور اس پکارنے سے
اوسکی غرض محض زہد اور تقوی اور دیانت کا اظہار تھا حضرت عمر رض اوسکی غرض و مقصد کو
سمجھکر فرمانے لگے کہ اے زاہد بارد اسکو تو کھا جا اسواسطے کہ ایسا تقوے اللہ کے
نزدیک بہت برا ہے اور اوسکو درہ مارا اور منجملہ موجبات تعزیر کے غلام یا مملوک کا
بھاگنا ہے ذخیرہ مین مذکور ہے کہ اگر امام کسی گریختہ کو پاوے تو اوسکو قید کرلینا
چاہیے جبتک کہ اوسکا طالب کوئی نہ آوے اسواسطے کہ یہ قید کرنا قائم مقام تعزیر کے
ہے بلکہ عین تعزیر ہے اور اسی سے فرق درمیان مفرور اور گم ہوے کے ظاہر ہوتا
ہے کیونکہ قاضی گم شدہ کو قید نہین کرسکتا ہے کیونکہ شریعت مین واسطے گم شدہ کے تعزیر کا
حکم نہین اھ مسئلہ شیخ ابوبکر رازی جو جصاف کرکے مشہور ہین کتاب احکام القرآن مین
تفسیر مین آیۃ فقاتلوا التی تبغی حتے تفی الی امر اللہ کے ذکر کرتے ہین اور واسطے جواز تجاوز

حد کے تعزیر سیاتھہ آیۂ فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ
کے حجت پکڑتے ہین کیونکہ قتل کا حکم حق کیطرف رجوع ہونے تک ہی بس وجوب تعزیر
پر بدرجہ اولے دال ہے اور اگر تعزیر واسطے ڈرانے اور زجر کرنے کے ہو تو قتال واجب
ہے تاکہ ڈرین اور باز رہین کیونکہ اسکا اندازہ عادۃً معلوم نہین ہے جیسے باغیون کا
قتل ڈرانے کے لیے ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نہین ہے مگر قصر اور اختصار اور یہ
اوس شخص پر ہے کہ جو بسبب تعزیر کے حد کو نہ پہونچا ہو اسلیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ من بلغ حدا فی غیر حد فہو من المعتدین یعنی جو شخص کہ ایسی حد کو
پہونچے کہ وہ حد سے نکلگیا ہو وہ اہل اعتدا یعنی حد سے گذرنے والون مین ہی واللہ اعلم

چھٹا باب فقرا کے احتساب مین

واسطے اہل بدعت کے ایک مقام ٹھہرا دینا کہ اوسمین وہ لوگ اپنی بدعت کیا کرین جائز
ہے یا نہین **جواب** فقیہ ابو اللیث کے فتاوی مین مذکور ہے کہ جو شخص مسلمانون کے لیے
لنگر خانہ اس شرط پر بناے کہ وہ تا مدت زیست اوسکے قبضہ اور تصرف مین رہے تو کسی کو
اوسکے قبضہ سے نکال لینا جائز نہین ہے ہان جبکہ اوس سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو کہ جس سے
نکالنا واجب ہو جاوے البتہ درست ہے جیسے اوسمین شراب پینا یا فسق و فجور کرنا یا کوئی
ایسا کام کرنا کہ موجب رضامندی اور خوشنودی خدا کا نہو کیونکہ وقف مین وقف کرنے
والے کا اعتبار شرط ہے جب اوسکا اعتبار جاتا رہا تو کس صورت سے اوسکے قبضہ مین رہنا
درست ہوگا اور بضرورت اوسکا چھوڑنا جائز ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی
اوسکے عمل کو کہ جب خانقاہ بسبب جاتے رہنے اعتبار کے قبضہ اور تصرف سے نکال
لیا جاتا ہے تو خانقاہ یا رباط یعنی لنگر خانہ فاسق اور بدعتی کے قبضہ مین چھوڑنا کب درست
ہوگا **مسئلہ** لوہا پہننا مانند فقیر اور قلندر کے جائز ہے یا نہین **جواب** نہین جائز ہی
کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوے
دیکھا آپنے فرمایا کہ مالی اری علیک حلیۃ اہل النار یعنی مین نہین دیکھتا کہ تو دوزخیون کا
زیور پہنے کتاب شرعۃ الاسلام کے باب اللبس مین مذکور ہے کہ سونا مشرکو نکا زیور ہے

اور چاندی مسلمانون کا اور لوہا دوزخیون کا **مسئلہ** سونا پہننا زیادہ گناہ ہے یا لوہا
جواب لوہے کا پہننا زیادہ گناہ ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اوسکے ہاتھہ مین سونے کی انگوٹھی تھی آپ نے فرمایا کہ تو اسکو نکال کر پھینک
دے اوسنے اوسکو پھینک کر لوہے کا حلقہ پہن لیا آپنے فرمایا کہ اسکو بھی پھینک دے کہ یہہ
اوس سے بھی بدتر ہے کیونکہ یہ دوزخیون کا زیور ہے اسیطرح فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے
اپنی بستان مین انگشتری کے بیان مین ذکر کیا ہے پس ہر برادر مسلمان کو چاہیے کہ اسپر احتساب
کرے تاکہ بدعت اور فعل ممنوع کو ہر شخص چھوڑ دے اور پھر اسکا مرتکب نہو اور جو لوگ باتین
بناتے ہین اور کہتے ہین کہ شیخ قطب الدین حیدر رحمہ اللہ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے یہ محض
افترا اور تہمت اونپر ہے بلکہ وہ تو نہایت بیزار اور رنجیدہ اس سے رہتے تھے اور اگر یہ فعل
اونسے حالت مغلوبیت مین ثابت بھی ہوا ہو تو اللہ تعالی کا دین مغلوب نہین ہوسکتا ہے
اور یہ شرع متین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسلوب کسی ایسے مغلوب الحال کی مخالفت سے
کہ جس سے احکام کا قلم ساقط ہوگیا ہو اور گناہ وعصیان مرفوع اور اوسکو لوگ دیوانون مین
شمار کرتے ہون اور وہ جنگل اور پہاڑون مین رہتا ہو اور ہلاک کرنے والی سردی اور جلانے
والی گرمی کو محسوس نکرسکتا ہو پھر جو کچھ کہ شیخ کے حال کو نقل کرتے ہین کہ وہ لوہار کی بھٹی
سے گرم لوہا لیکر اپنے گلے مین ڈال لیتے تھے اور اوسکا ضرر اور صدمہ اونکو کچھ معلوم نہین
ہوتا تھا ہم کہتے ہین کہ اس بنا پر اونکو بھی چاہیے کہ وہ بھی ایسے حال کو پہونچکر لوہا ڈالین لیکن
پس اگر انکو بھی اونکی طرح سے صدمہ اور ضرر نہ پہونچے تو سچے ہین **مسئلہ** ڈاڑھی کا مونڈوانا
جائز ہے یا نہین **جواب** ہدایہ کی کتاب کراہت تجنیس اور جنایت مین مذکور ہے کہ جائز
نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی موچھونکو چھوٹا کرو اور ڈاڑھی کو
گھنی اور اپنے حال پر چھوڑ دو اور مقدار مسنون یعنی قبضہ سے کم نکرو **مسئلہ** فقیرون اور
قلندرون کو جوالق اور کملی پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** حدیث مین وارد ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس مین دو شہرتون سے منع فرمایا ہے ایک نرم اور باریک
دوسرا بہت موٹا کیونکہ اس سے اپنے کو مسلمانون مین مشتہر اور ممتاز کرنا ہے اور فرمایا

کہ تم عام لوگونکے مانند کپڑا پہنو پس اگر کہا جاوے کہ پیوند دار اور پورانا کپڑا پہنا محبوب اور پسندیدہ ہے اسکو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ونیز علما وصلحا پہنتے تھے حالانکہ اسمین بھی ایک طرحکی شہرت ہی ہم کہتے ہین کہ اگر اس لباس کا اختیار کرنا بسبب ہوا اور تقوی اور نیک نیتی کے ہو تو درست ہی کیونکہ ہر کام نیت ہی کے ساتھ متعلق ہے جیساکہ مروی ہے کہ عیسے علیہ السلام جب با لت مبعوث ہوے فرشتون نے انکے خرقہ کو چارون طرف طرح طرحکے پیوند لگے ہوے دیکھکر تعجب کیا اللہ تعالی نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ چار ہزار پیوند ہوتے تو انکے واسطے بہتر تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس سوای مرقع اور مٹی کے پیالے کے کچہ نہ تھا پھر جبکہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چلو سے پانی پیتا ہے تو اوس پیالے کو بھی پھینکدیا اور کہا کہ مجکو اسکی کچہ حاجت نہین ہے اور یہ مرقع معہود جو فی زماننا مروج ہے محض واسطے شہرت کے ہے اور اسکے ناپسند ہونے کی یہی وجہ ہے **مسئلہ** سماع مین رقص کرنا اور ناچنا جائز ہے یا نہین **جواب** نہین جائز ہے ذخیرہ مین مذکور ہے کہ سماع مین ناچنا گناہ کبیرہ ہے اور جن مشائخ نے اسکو مباح کیا ہے وہ بسبب بے اختیاری اور مغلوبی کے ہے اور شرح متین مین اسکی اجازت نہین ہے اور عوارف المعارف مین مذکور ہے کہ سماع مین ناچنا لائق منصب مشائخ رحمہم اللہ کے نہین ہے کیونکہ یہ لہو و لعب کے ساتھ مشابہ ہے اور یہ متمکن کی حالت سے مباین ہے **مسئلہ** مشائخ رحمہم اللہ کو سماع جائز ہے یا نہین **جواب** اگر قرآن مجید یا وعظ کا سماع ہے تو جائز اور مستحب ہے اور اگر راگ اور غنا کا سماع ہے تو حرام ہے کیونکہ راگ کا سننا یا خود گانا حرام ہے اور اسی پر علما کا اجماع اور اتفاق ہے اور اسمین تاکید کے ساتھ بہت مبالغہ کیا ہے اور جس مشائخ صوفیہ کرام رحمہم اللہ اجمعین نے سماع کو مباح کیا ہے وہ ہوا وہوس سے خالی تھے اور تقوے اور پرہیزگاری سے آراستہ اور جسطرح بیمار طرف دوا کے محتاج ہوتا ہے ویسا ہی یہ لوگ غنا کیطرف محتاج ہوتے تھے نشانی اور علامت ایسے مشائخ کی یہ ہے کہ شہوتون سے بری ہون اور اللہ تعالے کے ذکر مین مستغرق اور فریفتہ ہون اور صاحبدل وسخی ہون اور برائی بھلائی سے بے پروا اور اپنی واردات کے چھپانے والے ہون

اور المشائخ کبار کے ذات اور فیوضات سے فیض یاب ہوتے ہون اور اونکی درد کا
علاج وہی شخص کرتا ہو جو اللہ تعالی کے ذکر مین مستغرق اور اوسکے دیدار کے شوق
مین محو ہو پھر معلوم کرنا چاہیے کہ سماع کے واسطے شرع سے بھی اجازت ہے جبکہ سماع
کی محفل ان شروط کے ساتھ مقید ہو ایک یہ ہے کہ اوس محفل مین کوئی امرد اور بے ریش
نہو دوسرے یہ کہ اوس محفل مین غیر جنس اور فاسق اور دنیا دار اور کوئی عورت نہو
تیسرے یہ کہ قوال کا گانا بہ نیت مزدوری کے نہو چوتھے یہ کہ اوس محفل مین لوگ بہ نیت طعام
یا پوری ہونے امید کے جمع نہون پانچوین یہ کہ اہل محفل کھڑے نہون مگر بسبب مغلوب
ہونے کے چھٹے یہ کہ وجد کو ظاہر نکرین مگر راست اور صادق بعضون نے کہا ہے کہ
جھوٹا وجد ظاہر کرنا غیبت سے بھی بدتر ہے اور اسکی تفصیل بڑی بڑی کتابون مین مذکور
ہے من شاء فلینظر پس اس بنا پر میرے زمانے مین سماع کی اجازت نہین ہے کیونکہ
سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمنے سماع سے توبہ کی بسبب نہ پائے
جانے اصحاب طریقت و معرفت اور قوال مخلص کے کہ جو طمع سے مبرا اور منزہ ہون مسئلہ
اگر کسی فقیر نے سوال کیا اور چاہا کہ مسئول عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیوے تو آیا مسئول عنہ کو
اپنا ہاتھ واسطے بوسہ کے دینا چاہیے یا نہین جواب محیط مین مذکور ہے کہ اگر بغرض
حصول دنیا کے مسئول عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہتا ہو تو مکروہ ہے ہرگز اپنے ہاتھ کو
واسطے بوسے کے ندیوے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ جب
اپنا ہاتھ سایل کو دینا مکروہ ہوا تو اسے نہ دینا بطریق اولی افضل ہوگا بلکہ اوسکو اس امر سے منع
کرنا چاہیے اور اسکے مسئلہ سے آگاہ کر دینا کیونکہ یہ امر دنیا کے چیز دینے سے بہتر ہی
اسلیے کہ اسمین نفع دنیا کا ہے اور اوسمین آخرت کا مسئلہ سائلون کو دروازے پر طبلہ
اور دف بجانا جائز ہے یا نہین جواب طبلہ یا دف بجانا سوائے جہاد یا سفر کے جائز
نہین ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ میرے نزدیک ایسے
سائلون کو کچھ دینا بھی نہ چاہیے اور اسی بنا پر مطرب کو بھی کیونکہ یہ لوگ فعل منکر اور ممنوع کرتے
ہین حدیث شریف مین وارد ہے لاتاکل الا طعام تقی ولا یاکل طعامک الا التقی یعنی سوائے

آدمی پرہیزگار کے تیرا کھانا کوئی نہ کھاوے اور تو بھی سواے مرد پرہیزگار اور صالح کے کسیکا کھانا نہ کھا پس اگر کہا جاوے کہ اسی منع کرنے کے سبب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر اللہ تعالے کا عتاب ہوا تھا تو ہم کہینگے کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام اوسوقت تک ساتھہ تبلیغ کے مامور نہونگے اور اُمت محمدیہ ساتھہ امر معروف اور نہی منکر کے مامور ہے اور فاسقون کو صدقہ اور خیرات دینے مین فعل نہی منکر سے انکار نہین ہوتا ہے بلکہ وہ لوگ جس بُرائی اور قباحت مین ہین اوسپر اُونکو مدد دینا ہے مسئلہ بعضے سائل شاہ مین بیٹھتے ہین اور وہ کپڑا کہ جس مین بزرگان دین کی قبرون کی صورت بنی ہوتی ہے بطور تبرک کے پیش کرتے ہین اور باجا بجاتے ہین اور جُہلا اور بیوقوف جمع ہوتی ہین تو اونکے ساتھہ کسطور سے پیش آنا چاہیے جواب اس فعل سے اوسکو منع کرنا چاہیے اور اگر امام کچھ مصلحت جانکر اوس کپڑے کو پھاڑ ڈالے تو اوسپر کچھ تعزیر نہین ہے اسلیے کہ وہ مجتہد ہے اور اسکا پھاڑنا حکم مین توڑنے باجون کے ہے مسئلہ جو فقرا کہ اپنے بالون کو پراگندہ رکھتے ہین اور نہ اوسمین کبھی تیل لگاتے ہین اور نہ کنگھی کرتے ہین اور نہ اونکو مونڈاتے ہین یہانتک کہ اوسمین جوئین اور کیڑے پڑجاتے ہین مدعتی ہین اسلیے کہ وہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے ہین اور بعضے بت پرستون کے طریقے پر چلتے ہین اور فعل مستحب مین دست اندازی کرتے ہین وہذا کلہ فی باب الاحتساب علی بدع شعر الراس مسئلہ اگر کسی فقیر نے کہا کہ درویشی بدبختی ہے تو یہ کہنا خطا ہے فائدہ جو فقرا واسطے اظہار اپنے فقر کے صوف پہنتے ہین گناہ کبیرہ کرتے ہین جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبۃ الصالحین وترک فعلہم وذم الاغنیاء والاخذ منہم ورجل لایری الکسب ویاکل من کسب الناس یعنی صوف پہننا واسطے طلب کرنے دنیا کے اور صالحون کے محبت کا دعوے کرنا اور اونکے فعل کو چھوڑ دینا اور توانگر اور مالدار کی بُرائی کرنا اور اونسے لینا اور کسب کو حقیر جاننا اور لوگون کے کسب سے کھانا گناہ کبیرہ ہے یہ تفسیر کشاف مین سورۂ ہود مین منقول ہے واللہ اعلم

ساتوان باب باعانت مظلوم ظالم کے احتساب مین

یہ باب عجیب اور غریب ہے امام محمد رحمہ اللہ سے شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے
کسیکو دیکھا کہ اپنے باپ کو قصداً قتل کرتا ہی اور قاتل نے قتل کرنے سے انکار کیا یا اوسکے
بیٹے سے کہا کہ ہمنے تیرے باپ کو قصداً قتل کیا ہے اسلیے کہ اوسنے بھی میرے باپ کو قصداً
قتل کیا تہا یا اسواسطے کہ اسلام سے پھر گیا تھا تو ہمنے اوسکا قتل کرنا حلال جانا حالانکہ اسکا بیٹا
قاتل کے بیان سے بالکل ناواقف تھا اور سوا بیٹے کے مقتول کا کوئی وارث نہ تھا تو واسطے
قتل کرنے قاتل کے وہ لڑکا مجاز ہے اگر اوسکے قتل کا ارادہ رکھتا ہوا اور جس شخص نے کسی کو
دیکھا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کرتا ہے تو اوسکو بھی اوسکے قتل پر اعانت کرنے کی گنجایش ہی اور
اسیطرح اگر قتل کرتے ہوئے نہ دیکھا لیکن قاتل نے اوسکے روبرو اقرار کیا یا بعض حالات مذکورہ
کا دعوے کیا تو اوسکے قتل کی اوسکو گنجایش ہے اور جو شخص دیکھے یا سُنے اوسکا مدد کرنا تو اوسکے
بھی قتل کی اوسکو گنجایش ہے اسواسطے کہ اوسنے اوسکے باپ کو قتل کرتے دیکھا تو بنا بر ظاہر کے
اوسپر قصاص واجب ہے اور استحقاق قتل کا دعوی کرنا جائز ہے یا نہین جواب صرف احتمال سے
استحقاق واجب نہین ہوتا ہے پس اسیواسطے قتل کرنا جائز ہے اور اسیطرح حکم ہے اوسکا کہ نہین
دیکھا لیکن اوسنے اقرار کیا اسواسطے کہ اقرار سے حکم بنفسہ ثابت ہوتا ہے تو گویا کہ اقرار مثل دیکھنے
کے ہوا اور معاون اور مددگار کا بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ اعانت ہے اوپر حق رسانی اور
امر معروف کے اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ساتھ قضاء قاضی کے ہو تو حکم اوسکا مثل حکم گذشتہ
کے ہے یعنی قتل کرنا اور اگر قاضی کا حکم نہو تو بیٹے کو اوسکا قتل کرنا جائز نہین ہے اور اسیطرح
مدد کرنا اوس شخص کو نہین جائز ہے کہ جس نے گواہی سُنی ہے اسواسطے کہ گواہ کو گواہی دینی بغیر قضاء قاضی
کے کچھ استحقاق نہین پہونچاتا ہی کتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ جب ہر ایک
مسلمان کو اعانت اور مدد کرنی جائز ہے تو محتسب ساتھ مدد کرنے مظلوم کے لائق اور بہتر ہے
اور شرح کرخی رحمہ اللہ مین مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام یا مال یا کپڑا کسی شخص کے قبضہ مین تھا
اور دو آدمیون نے گواہی دی کہ یہ مال یا کپڑا یا غلام فلان شخص کے باپ کا ہے اور اس
قابض نے اوس سے غصب کیا ہے اور قابض اسکا منکر ہے اور اوس چیز کے اپنے ہونے
پر دلیل اور ثبوت پیش کرتا ہے پس وارث کو چاہیے کہ اوس چیز کو اوسکے قبضہ سے لیوے

آدمی پرہیزگار کے تیرا کھانا کوئی نہ کھاے اور تو بھی سواے مرد پرہیزگار اور صالح کے
کسیکا کھانا نہ کھا بس اگر کہا جاوے کہ اسی منع کرنے کے سبب سے حضرت ابراہیم علی نبینا
وعلیہ الصلوۃ والسلام پر اللہ تعالے کا عتاب ہوا تھا تو ہم کہینگے کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ
السلام اوسوقت تک ساتھ تبلیغ کے مامور نہونگے اور امت محمدیہ ساتھ امر معروف اور نہی
منکر کے مامور ہے اور فاسقون کو صدقہ اور خیرات دینے مین فعل نہی منکر سے انکار نہین ہوتا ہے
بلکہ وہ لوگ جس برائی اور قباحت مین ہین اوسپر اونکو مدد دینا ہے مسئلہ بعضے سائل شاہ
مین بیٹھتے ہین اور وہ کپڑا کہ جس مین بزرگان دین کی قبرون کی صورت بنی ہوتی ہے
بطور تبرک کے پیش کرتے ہین اور باجا بجاتے ہین اور جہلا اور بیوقوف جمع ہوتے ہین
تو اونکے ساتھ کسطورسے پیش آنا چاہیے جواب اس فعل سے اوسکو منع کرنا چاہیے
اور اگر امام کچہ مصلحت جانکر اوس کپڑے کو پھاڑ ڈالے تو اوسپر کچہ تعزیر نہین ہی اسیلے
کہ وہ مجتہد ہے اور اسکا پھاڑنا حکم مین توڑنے باجون کے ہے مسئلہ جو فقرا کہ اپنے
بالون کو پراگندہ رکھتے ہین اور نہ اوسمین کبھی تیل لگاتے ہین اور نہ کنگھی کرتے ہین اور
نہ اونکو مونڈاتے ہین یہانتک کہ اوسمین جوئین اور کیڑے پڑ جاتے ہین مدعتی ہین اسیلے
کہ وہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے ہین اور بعضے بت پرستون کے
طریقے پر چلتے ہین اور فعل مستحب مین دست اندازی کرتے ہین وہذا کلہ فی باب الاحتساب
علی بدع شعر الراس مسئلہ اگر کسی فقیر نے کہا کہ درویشی بدبختی ہے تو یہ کہنا خطا ہے فائدہ
جو فقرا واسطے اظہار اپنے فقر کے صوف پہنتے ہین گناہ کبیرہ کرتے ہین جیسا کہ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبۃ الصالحین وترک
فعلہم وذم الاغنیاء والاخذ منہم ورجل لا یری الکسب یاکل من کسب الناس یعنی صوف
پہننا واسطے طلب کرنے دنیا کے اور صالحون کے محبت کا دعوے کرنا اور اونکے
فعل کو چھوڑ دینا اور توانگر اور مالدار کی برائی کرنا اور اونسے لینا اور کسب کو حقیر جاننا
اور لوگون کے کسب سے کھانا گناہ کبیرہ ہی یہ تفسیر کشاف مین سورۂ ہود مین منقول ہی واللہ اعلم

ساتوان باب باعانت مظلوم ظالم کے احتساب مین

دوسری قبرون کی زیارت نکرین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ زوارات القبور یعنی لعنت کرے اللہ تعالی اون عورتون پر جو زیارت کرتی ہین قبرونکی یہ حدیث اگرچہ حرمت زیارت پر دال ہے لیکن اس حدیث سے کہ کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا ولا تقولوا ہجرا اسے منسوخ ہے یعنی ہمنے تمکو قبرون کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب خیر وار ہو کہ تم قبرون کی زیارت کرو لیکن فحش نہ بولو اور جب عورت کسی ایسی قبر کی زیارت کرے کہ اوسکی موت کے وقت وہ حاضر نہ تھی تو آپہین معذور ہے کیونکہ مروی ہے کہ عبد الرحمن بن ابوبکر رضہ باہر مکہ معظمہ کے فوت ہوے تھے اور وہانسے نقل کرکے مکہ معظمہ مین دفن کیے گئے ایام حج مین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بہ نیت حج اور عمرے کے مکہ معظمہ مین گئین اور اونکی قبر کی زیارت کی اور کہا کہ خدا کی قسم اگر مین تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو آج تمہاری زیارت نکرتی امام سرخسی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عائشہ صدیقہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ زیارت کا ترک کرنا اولے ہے لیکن چونکہ اونکا زیارت کرنا موت کے وقت فوت ہوا تھا اسواسطے اونھون نے اونکی قبر کی زیارت کی تا کہ مقام ملاقات کے ہو جاوے اور یہ واسطے عام عورتون کے دلیل ہوگئی اور جبکہ عورت بغیر حکم اپنے شوہر کے نکلے تو اوس پر احتساب کرنا واجب ہے لیکن جبکہ وہ اپنے شوہر کے حکم سے ساتھ پاکیزگی اور پارسائی کے نکلے تو وہ معذور ہے اور اگر عورت بیمار یا حالت نفاس مین ہو تو بعد گزرنے مدت نفاس کے حمام مین جانا مباح ہے اور اگر بے عذر اپنے شوہر کی اجازت سے نکلے تاہم مباح ہے اور اسی کی طرف سرخسی رح نے بھی میل کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح نہین ہو کیونکہ مروی ہے کہ عورتین شہر حمص کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئین تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ حمام کو جایا کرتی ہو کہا کہ ہان پس آپ نے اونکو مجلس سے نکالنے کا حکم دیا اور اگر عورت گھوڑے بے سامان پر بسبب عذر کے جیسے حج اور عمرہ یا جہاد میں بن پہنکر سوار ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے اسواسطے کہ مہاجرین کی عورت اکثر گھوڑون پر سوار ہوتی تہین اور واسطے جہاد کے نکلتی تہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو بارہا دیکھتے تھے لیکن منع نکرتے تھے اور اسیطرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیٹیان جہاد مین گھوڑون پر سوار ہوتی

آدمی پرہیزگار کے تیرا کھانا کوئی نہ کھاوے اور تو بھی سواے مرد پرہیزگار اور صالح کے کسیکا کھانا نہ کھا پس اگر کہا جاوے کہ اسی منع کرنے کے سبب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر اللہ تعالے کا عتاب ہوا تھا تو ہم کہینگے کہ تنا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اوسوقت تک ساتھ تبلیغ کے مامور نہونگے اور اُمت محمدیہ ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے مامور ہے آور فاسقون کو صدقہ اور خیرات دینے مین فعل نہی منکر سے انکار نہین ہوتا ہے بلکہ وہ لوگ جس بُرائی اور قباحت مین ہین اوسپر اُونکو مدد دینا ہے مسئلہ بعضے سائل شاہ مین بیٹھتے ہین اور وہ کپڑا کہ جس مین بزرگان دین کی قبرون کی صورت بنی ہوتی ہے بطور تبرک کے پیش کرتے ہین اور باجا بجاتے ہین اور جہلا اور بیوقوف جمع ہوتے ہین تو اونکے ساتھ کسطور سے پیش آنا چاہیے جواب اس فعل سے اوسکو منع کرنا چاہیے اور اگر امام کچھ مصلحت جانکر اوس کپڑے کو پھاڑ ڈالے تو اوسپر کچھ تعزیر نہین ہے اسلیے کہ وہ مجتہد ہے اور اسکا پھاڑنا حکم مین توڑنے باجون کے ہے مسئلہ جو فقرا کہ اپنے بالون کو پراگندہ رکھتے ہین اور نہ اوسمین کبھی تیل لگاتے ہین اور نہ کنگھی کرتے ہین اور نہ اونکو مونڈاتے ہین یہانتک کہ اوسمین جوئین اور کیڑے پڑجاتے ہین مدعتی ہین اسلیے کہ وہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے ہین اور بعضے بت پرستون کے طریقے پر چلتے ہین اور فعل مستحب مین دست اندازی کرتے ہین وہذا کلہ فی باب الاحتساب علی بدع شعر الراس مسئلہ اگر کسی فقیر نے کہا کہ درویشی بدبختی ہے تو یہ کہنا خطا ہے فائدہ جو فقرا واسطے اظہار اپنے فقر کے صوف پہنتے ہین گناہ کبیرہ کرتے ہین جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعا محبۃ الصالحین وترک فعلھم وذم الاغنیاء والاخذ منھم ورجل لا یری الکسب یاکل من کسب الناس یعنی صوف پہننا واسطے طلب کرنے دنیا کے اور صالحون کے محبت کا دعوے کرنا اور اونکے فعل کو چھوڑ دینا اور توانگر اور مالدار کی برائی کرنا اور اونسے لینا اور کسب کو حقیر جاننا اور لوگون کے کسب سے کھانا گناہ کبیرہ ہے یہ تفسیر کشاف مین سورہ ہود مین منقول ہے واللہ اعلم

ساتوان باب باعانت مظلوم ظالم کے احتساب مین

اپنی ندامت کا حال بیان کیا کعبؓ نے کہا کہ آپ مسلمانون کو ادب سکھانے والے ہین
اونکی حفاظت کرنے والے ہین اگر وہ عورت اوسکی بی بی تھی اپنے گھر کیون نہ لیگیا پس
آپ خوش ہوے اور ابی بن کعب رونے لگے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اب تمہارے رونے
کا کیا سبب ہے اونھون نے کہا کہ ایک حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجکو
یاد آئی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب قیامت کے دن گروہ لوگون کے جمع کیے جاوینگے
تو اسلام ساتھ خوبصورتی کے آئے گا اور کہے گا کہ ای عمر تجکو آج اللہ تعالی عزت دے
جیسی تونے مجکو عزت دی تھی پس عمرؓ نے سجدۂ شکر کیا اور وارث کے حصہ سے سات
غلام آزاد کئے اور بعد اس گفتگو کے ابی بن کعب نے واسطے استراحت عمرؓ کے تکیہ رکھدیا
آپ نے منع کیا تب اونھون نے کہا کہ آپ مجکو اس نعمت سے کیون باز رکھتے ہین اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو آرام دیتا ہے
تو قبل آرام پانے اوسکے اللہ تعالے دونون کے گناہ کو بخش دیتا ہے **مسئلہ** جو عورت
قبرون کی زیارت کرتی ہین اونپر احتساب کیا جاوے یا نہین اور وہ ثواب پاتی ہین یا نہین
جواب کفایۂ شعبیہ مین باب خروج النساء الی المقابر مین مذکور ہے کہ قاضی سے کسی نے
پوچھا کہ عورتون کو پنجشنبہ کے دن زیارت قبرون کے واسطے جانا جائز ہے یا نہین قاضی
نے کہا کہ تو اسکا جواز اور عدم جواز نہ پوچھ بلکہ اسکی لعنت کا حال پوچھ پس جان تو کہ عورتین
جسوقت زیارت قبور کی نیت کرتی ہین تو اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اونپر لعنت
بھیجتے ہین اور جب واسطے زیارت کے نکلتی ہین تو شیطان اونکو گھیر لیتے ہین اور جب قبر
پر آتی ہین تو میت کی روح اونپر لعنت کرتی ہے اور پھرتے وقت پھر لعنت خدا مین شامل
ہوتی ہین حدیث شریف مین وارد ہے کہ ایما امرأۃ خرجت الی مقبرۃ لعنہا ملائکۃ
السموات والارض فمتشی فی لعنۃ اللہ وایما امرأۃ دعت للمیت فی دارہا یعطیہا اللہ تعالی
ثواب حجۃ وعمرۃ یعنی جو عورت جسوقت قبر کی زیارت کیلیئے نیت کرتی ہے اور نکلتی ہے
تو اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اوسکے پہونچنے تک اوسپر لعنت کرتے ہین اور جو عورت
کہ اپنے گھر مین واسطے میت کے دعا کرتی ہے اوسکو حج اور عمرے کا ثواب اللہ تعالے

عطا کرتا ہے اور سلمان و ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد
نماز کے مسجد سے نکلکر حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے کہ فاطمہؓ تشریف لائین آپنے پوچھا
کہ کہانسے آتی ہو فرمایا کہ فلان موتے کے گھر سے پھر آپنے پوچھا کہ کیا تم اوسکی قبر پر بھی گئی تھین
فرمایا کہ معاذ اللہ خلاف حکم آپکے کرتی پس آپنے فرمایا کہ اگر تم جاتین تو تمکو جنت کی خوشبو ہرگز
میسر نہوتی پس اسی بنا پر عورتونکو جنازے کے ساتھ بھی جانا مباح نہین ہوا اور مروی ہی
کہ پہلی مرتبہ حضرت کو مدینہ مین جنازے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو عورتون کو پیچھے
جنازے کے جاتے ہوے دیکھا پس اون لوگون سے پوچھا کہ آیا تم جنازہ اوٹھاتے ہو یا
جماعت کے ساتھ اوسکی نماز پڑھتے ہو کہا کہ ہم کچھ نہین کرتے ہین پس آپنے کہا کہ اے
گنہگارو اپنے گھر پھر جاؤ مسئلہ شرح طحاوی مین ہے کہ عورت موتے کو قبر مین رکھنے کے
لیے اوسکا ذو رحم محرم اولے ہے اور بشرط نہونے اونکے اجنبی کا ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی
مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مکان مین بغیر حکم اوسکے مالک کے داخل ہووے تو وہ مستوجب
احتساب ہی یا نہین جواب اگر وہ عورت مالک مکان کی قرابت مین ہے تو اوسکا جانا
حلال ہے اسیطرح اگر شوہر اوسکا ذو رحم ہے تو اوسکی عورت کو بھی بغیر اجازت کے جانا
حلال ہے اور محیط مین ہے کہ اسی سبب سے نزدیک امام اعظمؒ کے ہاتھ کاٹنا اوس عورت کا
جسنے اپنی شوہر کے محرم کے گھر مین چوری کی ہو درست نہین ہے اور سوائے اس صورت کے
سب پر احتساب درست ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتی تستانسوا یعنی جب تک کہ اجازت نہو مسئلہ عورتون کو اپنے مُنہ پر برقع ایسے طور سے
ڈالنا چاہیے کہ وہ منہ سے علیحدہ رہے پس یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے کہ بغیر ضرورت کے
اونکو منہ کھولنا درست نہین ہے جیسا کہ ایام حج مین انکو منہ چھپانے سے ممانعت ہی کتاب
النکاح مین نوازل کے مذکور ہے کہ ابو بکر رحمہ اللہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے
جو اپنے بالونکو کاٹ ڈالتی تھی تو کہا کہ اس فعل سے توبہ کرے پھر پوچھا گیا کہ اپنے شوہر
کی اجازت سے اگر کاٹ ڈالے تو کہا کہ طاعت مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین نہین ہی اسلیے
کہ اسنے اپنی جان کو مردون کے ساتھ مشابہ کیا اور مشابہت کرنے والون پر خدا نے لعنت

کی ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کیونکہ بال عورت کے لیے مثل مرد کی ڈاڑھی کے ہین
پس جسطرح سے مرد کو ڈاڑھی منڈانا حلال نہین ہی ویسا ہی عورت کو بال کاٹنا حلال نہین ہے
اور اپنے بالون کو غیر کے بال مین وصل کرنا حلال نہین ہی اور اسی جگہ سے مشاطہ پر احتساب
کرنا درست ہوا ہے تاکہ وہ ایسا فعل نہ کرنے پاے اور معرب مین مذکور ہے کہ بال چننے والے
اور چنوانے والے اور دانت بنانے والے اور بنوانے والے اور بال ملانے والے اور ملوانے
والے اور گدنا لگانیوالے اور لگوانے والے پر خدا کی لعنت ہی واللہ اعلم

نوان باب بیان مین احتساب کے بسبب بچون کے

بچون کے پانون مین گھونگرو پہنانا اور مہندی لگانا مکروہ ہے اور لڑکون کے سامنے شراب
پینا اور حرام کھانا گناہ ہے اور اونکو ان سب کا کھلانے والا اور پلانے والا گنہگار ہی اور
ملتقط ناصری مین ہی کہ نابالغ لڑکے کو گھونگرو پہنانا مکروہ ہے اور آئینہ مین ہی کہ لڑکا جب کہ
بلوغیت کو پہونچے اور خوبصورت اور صبیح نہو تو اوسکا حکم مثل حکم مردون کے ہی اور اگر وہ حسین
اور خوبصورت ہی تو اوسکا حکم مثل عورتون کے ہے یعنی اوسکی طرف بھی دیکھنا حرام ہے لیکن سلام
کرنا اور بغیر شہوت کے دیکھنا کچھ مضائقہ نہین ہے اور اسیوجہ سے وہ پردے اور نقاب کے
ساتھ مامور نہین ہے استحسان کفایۂ شعبی مین ایک حکایت ہی کہ کسی نے ایک عالم کو بعد
مرنے کے خواب مین دیکھا کہ منہ اوسکا کالا ہے اوسنے پوچھا کہ حضرت یہ کیا وجہ ہے تو کہا
کہ مین نے فلان مقام مین ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھا تھا اس وجہ سے میرا منہ آگ مین جل
گیا ہے اور آخبار مین مروی ہے کہ کسی نے ایک عابد سے بعد مرنے کے خواب مین پوچھا کہ
اللہ تعالی تمہارے ساتھ کسطور سے پیش آیا پس جواب دیا کہ جس گناہ سے ہمنے توبہ کی تھی وہ بخش
دیے گئے اور جس سے شرمایا اوسکے عوض مجھپر عذاب کیا گیا پھر پوچھا کہ وہ کون گناہ تھا کہا کہ
مین نے ایک لڑکے کیطرف بری نظر سے دیکھا تھا اور اخبار مین مذکور ہے کہ ایک روز حضرت
عبداللہ بن عمرؓ اپنے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت لڑکے پر نظر پڑی تو آپ فوراً دیکھنے کے اندر گھر
کے تشریف لیگئے جب وہ لڑکا چلا گیا تو پھر آپ باہر آئے لوگون نے پوچھا کہ آپ کے گھر مین
جانے کا کیا باعث تھا تو کہا کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ مرد حسین اور

عطا کرتا ہے اور سلمانؓ وابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد
نماز کے مسجد سے نکلکر حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے کہ فاطمہؓ تشریف لائین آپنے پوچھا
کہ کہا ن سے آتی ہو فرمایا کہ فلان موتے کے گھر سے پھر آپنے پوچھا کہ کیا تم اوسکی قبر پر بھی گئی تھین
فرمایا کہ معاذ اللہ خلاف حکم آپکے کر تی پس آپنے فرمایا کہ اگر تم جاتین تو تمکو جنت کی خوشبو ہرگز
میسر نہو تی پس اسی بنا پر عورتونکو جنازے کے ساتھ بھی جانا مباح نہین ہوا اور مروی ہی
کہ پہلی مرتبہ حضرت کو مدینہ مین جنازے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو عورتون کو پیچھے
جنازے کے جاتے ہوے دیکھا پس اون لوگون سے پوچھا کہ آیا تم جنازہ اوٹھاتے ہو یا
جماعت کے ساتھ اوسکی نماز پڑھتے ہو کہا کہ ہم کچھ نہین کرتے ہین پس آپنے کہا کہ اے
گنہگار و اپنے گھر پھر جاؤ مسئلہ شرح طحادی مین ہے کہ عورت موتے کو قبر مین رکھنے کے
لیے اوسکا ذو رحم محرم اولے ہے اور بشرط نہونے اونکے اجنبی کا ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی
مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مکان مین بغیر حکم اوسکے مالک کے داخل ہووے تو وہ مستوجب
احتساب ہی یا نہین جواب اگر وہ عورت مالک مکان کی قرابت مین ہے تو اوسکا جانا
حلال ہے اسیطرح اگر شوہر اوسکا ذو رحم ہے تو اوسکی عورت کو بھی بغیر اجازت کے جانا
حلال ہے اور محیط مین ہے کہ اسی سبب سی نزدیک امام اعظمؒ کے ہاتھ کاٹنا اوس عورت کا
جسنے اپنی شوہر کے محرم کے گھر مین چوری کی ہو درست نہین ہے اور سوائے اس صورت کے
سب پر احتساب درست ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتی تستانسوا یعنی جب تک کہ اجازت نہو مسئلہ عورتون کو اپنے منہ پر برقع ایسے طور سی
ڈالنا چاہیے کہ وہ منہ سے علیحدہ رہے پس یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے کہ بغیر ضرورت کے
اونکو منہ کھولنا درست نہین ہے جیسا کہ ایام حج مین انکو منہ چھپانے سے ممانعت ہی کتاب
النکاح مین نوازل کے مذکور ہے کہ ابو بکر رحمہ اللہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے
جو اپنے بالونکو کاٹ ڈالتی تھی تو کہا کہ اس فعل سے توبہ کرے پھر پوچھا گیا کہ اپنے شوہر
کی اجازت سی اگر کاٹ ڈالے تو کہا کہ طاعت مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین نہین ہی اسلیے
کہ اسنے اپنی جان کو مردون کے ساتھ مشابہ کیا اور مشابہت کرنے والون پر خدانے لعنت

تو مکروہ ہے اور اگر کبھی کبھی کھائے تو کچھ مضائقہ نہین ہے کہتا ہو بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکی عمل کو یہ پان کے ساتھ چونا کھانے پر قیاس کیا گیا ہے کہ وہ مباح ہے کیونکہ وہ تھوڑا اور مفید اور نافع ہے اور نمکدان کا روٹی پر رکھنا مکروہ ہے نہ نمک کا رکھنا روٹی پر اور روٹی کو خوان پر لٹکانا اور نیچے پیالے کے رکھنا مکروہ ہے اور بھی کہا گیا ہے کہ مکروہ نہین ہے اور مشرکون کے بغیر دھوے ہوئے برتنون مین کھانا پینا مکروہ ہے اور بسبب احتمال آلودگی اونکے برتن کے حرام نہین ہوتا ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل اوسکا کہ ہم لوگ گھی اور سرکہ اور دودہ اور چھاچھہ وغیرہ کے خریدنے مین ہندؤن سے مبتلا ہین حالانکہ اونکے برتنون کی آلودگی کا احتمال ہے کیونکہ اونکی عورتین گوبر اور جس جانور کو یہ لوگ مارتے ہین اوسکے کھانے سے پرہیز نہین کرتین ہین پس محتسب کو لازم ہے کہ اگر اونسے رہائی کا کوئی چارہ دیکھے تو ان سب باتون سے پرہیز کی تاکید کرے پھر جب اونپر وثوق اور اعتماد ہو جاوے تو اونکو حکم کرے کہ اپنے برتن مسلمانون کو دھونے کے لیے دین اور وہ بھی اپنا ہاتھہ مسلمانونکے سامنے دھوڈالین اگر یہ سب نہوسکے تو اسکے اباحت پر فتوے ہے اور اس سے بچنا تقوے ہے قال اللہ تعالی یسالونک ماذا احل لھم اس قول تک وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم بغیر فرق درمیان ذبیحہ وغیرہ کے اور اسیطرح مجوس کے طعام مین کچھ مضائقہ نہین ہے مگر انکا ذبیحہ حرام ہو مسئلہ پس خوردہ اور جھوٹا اوٹھانا بغیر اجازت صاحب ضیافت کے حرام ہے مسئلہ جس حرام چیز پر کہ شفا کا یقین نہو اوسکے ساتھہ علاج کرنا جائز نہین ہے اور اگر شفا کا یقین ہو اور اوسکا بدل بھی دوسری دوا ہو تو اوس دوا کا استعمال کے ساتھہ بھی علاج کرنا نہین جائز ہے اور اگر کوئی دوسری دوا اوسکا بدل نہین ہے تو بعضے عدم جواز کے قائل ہین موافق قول ابن مسعود کے کہ اللہ تعالے نے حرام چیز مین شفا نہین دی ہے اور بعضون نے حالت پیاس مین شراب کے پینے پر قیاس کرکے جائز کہا ہے اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ جب وہ حالت ضرورت مین حرام نہین ہے تو شفا حرام مین نہوئی پس محتسب کو چاہیے کہ واسطے تاکید کے طبیبون پر امین مقرر کرے تاکہ لوگون کے معالجے مین حرام چیز کے استعمال کرانے سے باز رہین اور جب پچھنے لگانے والے اور فصد کھولنے والے اور کیڑیان لگانیوالی عورت حاملہ کو ساقط

عطا کرتا ہے اور سلمان ؓ و ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد
نماز کے مسجد سے نکلکر حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے کہ فاطمہ ؓ تشریف لائین آپنے پوچھا
کہ کہانسے آتی ہو فرمایا کہ فلان موتے کے گھرسے پھر آپنے پوچھا کہ کیا تم اوسکی قبر پر بھی گئی تھین
فرمایا کہ معاذ اللہ خلاف حکم آپکے کرتی پس آپنے فرمایا کہ اگر تم جاتین تو تمکو جنت کی خوشبو ہرگز
میسر نہوتی پس اسی بنا پر عورتونکو جنازے کے ساتھ بھی جانا مباح نہین ہوا اور مروی ہی
کہ پہلی مرتبہ حضرت کو مدینہ مین جنازے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو عورتون کو پیچھے
جنازے کے جاتے ہوے دیکھا پس اون لوگون سے پوچھا کہ آیا تم جنازہ اوٹھاتے ہو یا
جماعت کے ساتھ اوسکی نماز پڑھتے ہو کہا کہ ہم کچھ نہین کرتے ہین پس آپنے کہا کہ اے
گنہگارو اپنے گھر پھر جاؤ مسئلہ شرح طحاوی مین ہے کہ عورت موتے کو قبر مین رکھنے کے
لیے اوسکا ذو رحم محرم اولے ہے اور بشرط نہونے اونکے اجنبی کا ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی
مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مکان مین بغیر حکم اوسکے مالک کے داخل ہووے تو وہ مستوجب
احتساب ہی یا نہین جواب اگر وہ عورت مالک مکان کی قرابت مین ہے تو اوسکا جانا
حلال ہے اسیطرح اگر شوہر اوسکا ذو رحم ہے تو اوسکی عورت کو بھی بغیر اجازت کے جانا
حلال ہے اور محیط مین ہے کہ اسی سبب سے نزدیک امام اعظم ؒ کے ہاتھ کاٹنا اوس عورت کا
جسنے اپنے شوہر کے محرم کے گھر مین چوری کی ہو درست نہین ہے اور سوائے اس صورت کے
سب پر احتساب درست ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتی تستانسوا یعنی جب تک کہ اجازت نہو مسئلہ عورتون کو اپنے منہ پر برقع ایسے طورسے
ڈالنا چاہیے کہ وہ منہ سے علیحدہ رہے پس یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے کہ بغیر ضرورت کے
اونکو منہ کھولنا درست نہین ہے جیسا کہ ایام حج مین انکو منہ چھپانے سے ممانعت ہی کتاب
النکاح مین نوازل کے مذکور ہے کہ ابوبکر رحمہ اللہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے
جو اپنے بالونکو کاٹ ڈالتی تھی تو کہا کہ اس فعل سے توبہ کرے پھر پوچھا گیا کہ اپنے شوہر
کی اجازت سے اگر کاٹ ڈالے تو کہا کہ طاعت مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین نہین ہی اسلیے
کہ اسنے اپنی جان کو مردون کے ساتھ مشابہ کیا اور مشابہت کرنے والون پر خدا نے لعنت

وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انا من الدد ولا الدد منی یعنی مین بازی کھیلنے والا نہین ہون
اور نہ بازی کھیلنے والا مجھسے ہے یعنی مین اوس سے بری و بیزار ہون وقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ما الہاک عن ذکر اللہ تعالے فہو میسر یعنی جو چیز کہ اللہ تعالے کے ذکر سے باز رکھے وہ
جوا ہے اور عطا رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہر قمار جوا ہے یہانتک کہ لڑکون کا ساتھ کعب کے
بھی کھیلنا جوا ہے اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شطرنج کھیلنے والون کیطرف سے
گذرے تو فرمایا کہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون اور اکثر حال بازی شطرنج کا یہ ہے
کہ نماز سے باز رکھتی ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس سے قواعد لڑائی کے معلوم ہوتے ہین
تو ایسا کہنا جائز نہین اسواسطے کہ فعل لعب سے قربت مراد ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تتخذوا آیات اللہ ہزوا یعنی اللہ تعالے کی آیتون کو مذاق نہ ٹہراؤ اور
بستی رح نے وان تستقسموا بالازلام کی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ ازلام شطرنج ہے اور اسی پر سفیان
ثوری و وکیع رحمہما اللہ نے بھی موافقت کی ہے اور سیر ذخیرہ مین مذکور ہے کہ ابوبکر عیاض
رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ وقت شطرنج کھیلنے کے اوسکی بی بی نے اوس سے
کہا کہ ہمنے علما سے سنا ہے کہ شطرنج کا کھیلنے والا خدا کا دشمن ہے اور منع کیا تو شوہر نے
فارسی مین کہا کہ دون کہ من دشمن خدا ام شکیبم ونیارم یعنی جب مین دشمن خدا ہون تو آرام
اور صبر مین نہین کرتا پس ابوبکر رح نے جواب دیا کہ بموجب قول علما کے یہ سخت امر ہے چاہئے
کہ اوسکی عورت باین ہو جاوے اور نکاح کی تجدید کرے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین
ہوتا ہے اور منجملہ لعب کے کبوتر بازی ہے اور امام محمد رح نے کہا ہے کہ جو شخص ساتھ کبوتر بازی
اور جوا اور صید کے مشغول ہو وہ سفلہ اور کمینہ ہے **مسئلہ** شطرنج کھیلنا بہ نیت تیزی ذہن اور
زیادتی فہم کے جائز ہے یا نہین **جواب** نہین جائز ہے تجنیس اور مزید مین مذکور ہے کہ
ایک شخص نے عربی مین کہا کہ تیزی ذہن او زیادتی فہم کے واسطے شطرنج کھیلنا حرام نہین ہے
اور پھر فارسی مین کہا کہ اگر کتاب یا خبر یا قیاس سے یہ بازی حرام ہے تو اپنی عورت کو تین
طلاق ہے پس المجرد اس کہنے کے اوسکے عورت پر طلاق واقع ہوئی اسواسطے کہ خبر سے
ثابت ہو چکا ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام ہے پھر اگر کوئی کہے کہ نزدیک امام شافعی رح کے اسکا کھیلنا

عطا کرتا ہے اور سلمانؓ و ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز کے مسجد سے نکلکر حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے کہ فاطمہؓ تشریف لائین آپنے پوچھا کہ کہانسے آتی ہو فرمایا کہ فلان موتے کے گھر سے پھر آپنے پوچھا کہ کیا تم اوسکی قبر پر بھی گئی تھین فرمایا کہ معاذ اللہ خلاف حکم آپکے کرتی پس آپنے فرمایا کہ اگر تم جاتین تو تمکو جنت کی خوشبو ہرگز میسر نہوتی پس اسی بنا پر عورتونکو جنازے کے ساتھ بھی جانا مباح نہین ہوا اور مروی ہی کہ پہلی مرتبہ حضرت کو مدینہ مین جنازے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو عورتون کو پیچھے جنازے کے جاتے ہوے دیکھا پس اون لوگون سے پوچھا کہ آیا تم جنازہ اوٹھاتے ہو یا جماعت کے ساتھ اوسکی نماز پڑھتے ہو کہا کہ ہم کچھ نہین کرتے ہین پس آپنے کہا کہ اے گنہگارو اپنے گھر پھر جاؤ مسئلہ شرح طحاوی مین ہے کہ عورت موتے کو قبر مین رکھنے کے لیے اوسکا ذو رحم محرم اولے ہے اور بشرط نہونے اونکے اجنبی کا ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مکان مین بغیر حکم اوسکے مالک کے داخل ہووے تو وہ مستوجب احتساب ہی یا نہین جواب اگر وہ عورت مالک مکان کی قرابت مین ہے تو اوسکا جانا حلال ہے اسیطرح اگر شوہر اوسکا ذو رحم ہے تو اوسکی عورت کو بھی بغیر اجازت کے جانا حلال ہے اور محیط مین ہے کہ اسی سبب سے نزدیک امام اعظمؒ کے ہاتھ کاٹنا اوس عورت کا جنسنے اپنے شوہر کے محرم کے گھر مین چوری کی ہو درست نہین ہے اور سوائے اس صورت کے سب پر احتساب درست ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا یعنی جب تک کہ اجازت نہو مسئلہ عورتون کو اپنے منہ پر برقع ایسے طور سے ڈالنا چاہیے کہ وہ منہ سے علیحدہ رہے پس یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے کہ بغیر ضرورت کے اونکو منہ کھولنا درست نہین ہے جیسا کہ ایام حج مین انکو منہ چھپانے سے ممانعت ہی کتاب النکاح مین نوازل کے مذکور ہے کہ ابوبکر رحمہ اللہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے جو اپنے بالونکو کاٹ ڈالتی تھی تو کہا کہ اس فعل سے توبہ کرے پھر پوچھا گیا کہ اپنے شوہر کی اجازت سے اگر کاٹ ڈالے تو کہا کہ طاعت مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین نہین ہی اسلیے کہ اوسنے اپنی جان کو مردون کے ساتھ مشابہ کیا اور مشابہت کرنے والون پر خدا نے لعنت

وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انا من الدد ولا الدد منی یعنی مین بازی کھیلنے والا نہین ہون
اور نہ بازی کھیلنے والا مجھسے ہے یعنی مین اوس سے بری وبیزار ہون وقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ما الهاک عن ذکر اللہ تعالے فهو میسر یعنی جو چیز کہ اللہ تعالے کے ذکر سے باز رکھے وہ
جوا ہے اور عطا رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہر قمار جوا ہے یہانتک کہ لڑکون کا ساتھ کعبتین کے
بھی کھیلنا جوا ہے اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شطرنج کھیلنے والون کیطرفسے
گذرے تو فرمایا کہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون اور اکثر حال بازی شطرنج کا یہہ ہے
کہ نماز سے باز رکھتی ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس سے قواعد لڑائی کے معلوم ہوتے ہین
تو ایسا کہنا جائز نہین اسواسطے کہ فعل لعب سے قربت مراد ہوجاتا ہے حالانکہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تتخذوا آیات اللہ ہزوا یعنی اللہ تعالے کی آیتون کو مذاق نہ ٹھراؤ اور
بستی رح نے وان تستقسموا بالازلام کی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ ازلام شطرنج ہے اور اسی پر سفیان
ثوری ووکیع رحمہما اللہ نے بھی موافقت کی ہے اور سیر ذخیرہ مین مذکور ہے کہ ابوبکر عیاض
رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ وقت شطرنج کھیلنے کے اوسکی بی بی نے اوس سے
کہا کہ ہمنے علما سے سنا ہے کہ شطرنج کا کھیلنے والا خدا کا دشمن ہے اور منع کیا تو شوہر نے
فارسی مین کہا کہ چون کہ من دشمن خدا ام نشکیبم ونیارام یعنی جب مین دشمن خدا ہون تو آرام
اور صبر مین نہین کرتا پس ابوبکر رح نے جواب دیا کہ بموجب قول علما کے یہ سخت امر ہے چاہیے
کہ اوسکی عورت باین ہوجاوے اور نکاح کی تجدید کرے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین
ہوتا ہے اور منجملہ لعب کے کبوتر بازی ہے اور امام محمد رح نے کہا ہے کہ جو شخص ساتھ کبوتر بازی
اور جوا اور صید کے مشغول ہو وہ سفلہ اور کمینہ ہے **مسئلہ** شطرنج کھیلنا بہ نیت تیزی ذہن اور
زیادتی فہم کے جائز ہے یا نہین **جواب** نہین جائز ہے تجنیس اور مزید مین مذکور ہے کہ
ایک شخص نے عربی مین کہا کہ تیزی ذہن او زیادتی فہم کے واسطے شطرنج کھیلنا حرام نہین ہے
اور پھر فارسی مین کہا کہ اگر کتاب یا خبر یا قیاس سے یہ بازی حرام ہے تو اپنی عورت کو تین
طلاق ہے پس بمجرد اس کہنے کے اوسکے عورت پر طلاق واقع ہوئی اسواسطے کہ خبر سے
ثابت ہوچکا ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام ہے پھر اگر کوئی کہے کہ نزدیک امام شافعی رح کے اسکا کھیلنا

کسی شخص نے واسطے دفن کرنے مردے کے زمین غیر ملک مین قبر کھودی اور دوسرے نے اپنی
میت کو اوسمین دفن کیا تو اوسکو اجرت کھدائی قبر کی لینا جائز ہے نہ نکالنا اوس مردیکا تا اوسی
اجرت سے دوسری قبر کھدوا کر دفن کرنے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب
کوئی شخص مردے کو زمین غیر مملوکہ مین دفن کرے تو اوسکے مالک کو اختیار ہے کہ مردے کو
نکالڈالے اور اوس زمین کو برابر کرکے کھیتی کرے اور امام محمد رحمہ اللہ نے وقف ذخیرہ مین
ذکر کیا ہے کہ جس زمین کو قبرستان قرار دیا گیا تو اوسمین مالک کے اجازت کی کچھ ضرورت نہین ہے
جب چاہے دفن کرے اور بعد نہ باقی رہنے زمین کے پھر اوسمین دفن کرنا نہین جائز ہے
مسئلہ مجوس کے قبرستان مین مسلمانون کا قبرستان بنانا جائز ہے جبکہ نشان قبرونکا اوسمین
باقی نہو اور اگر ایسا نشان باقی ہو کہ اوسکے کھودنے سے ہڈیان نکلین تو اوسکو دور کرکے
اپنا قبرستان بنالین کیا تمکو نہین معلوم ہے کہ پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مجوس کا
قبرستان تھا اوسکو کھودکر مسجد نبوی بنائی گئی اور کتاب الصلوۃ مین شرح طحاوی کے مذکور ہے
کہ نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قبر کو روندنا یا اوس جگہ قضای حاجت کرنا یا نماز پڑہنا یا
اوسپر سونا مکروہ ہے **مسئلہ** واسطے خواب کے قبر پر سر رکھنا جائز ہے یا نہین **جواب** قبر پر سر
رکھنے سے میت ایذا پاتی ہے اسلیے اوسپر سر رکھکر سونا نہین جائز ہے جیسا کہ ابو قلابہ نے
احیا مین کہا ہے کہ ہم شام سے بصرے کو آئے اور خندق مین اوترکر طہارت کی اور نماز پڑہی
اور رات کو قبر پر سر رکھکر سو رہا یس ناگاہ صاحب قبر نے ندا دی کہ بیشک تو نے مجکو ایذا دی

پچدھوان باب بیان مین احتساب کے اوس شخص پر جسنے محتسب کو منکرات کی خبر دی

اگر کسی نے کسی کے گناہ کرنے پر بادشاہ کو خبر دیتی تا اوسکو باز رہنے کے واسطے تنبیہ اور منع کرے تو
کچھ مضائقہ نہین ہے اور خانیہ مین مذکور ہے کہ اگر جانے کہ بادشاہ اوسکے منع کرنے پر قادر ہے
تو بادشاہ کو اوسکے حال سے خبر دینا جائز ہے اور اگر جانے کہ وہ قادر نہین ہے تو نہ کہے
اور کفایہ شعبی مین مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور شکایت
کی کہ ایک شخص میرے مال کے چھین لینے کے واسطے آیا کرتا ہے تو اسمین آپ کیا حکم فرماتے ہین فرمایا کہ
اوسکو اللہ تعالے کا خوف دلا اور اگر نہ ڈرے تو بادشاہ سے مدد مانگ اور اگر بادشاہ نہو تو

ہمسائے کے مسلمانون سے مدد مانگے اور اگر مسلمان نہون تو اوس سے قتال کرتا تو شہید ہوئے یا
اپنے مال سے نفع پاوے

پندرہوان باب بیان مین اوس احتساب کے جو مسجد مین کیا جاے

جو شخص کہ تعویذ مین توراۃ یا انجیل یا قرآن مجید لکھکر مسجد مین فروخت کرے اور کہے کہ مین ہدیہ دیتا ہون اور بعوض اوسکے مال لیوے تو اوسکو مال لینا نہین جائز ہے اور ہدیے پر مال لینے مین کچہ مسجد کی تخصیص نہین ہے بس مسجد اور غیر مسجد مین احتساب عام ہے مسئلہ مسجد کی بھری ہوئی مٹی یا بوریے پر مسح کرنا حلال نہین ہے لیکن وہ مٹی کہ گوشۂ مسجد مین جمع ہو اوسپر کچہ مضائقہ نہین ہے مسئلہ مسجد مین بیٹھکر معلم یا کاتب کو باجرت پڑہانا یا لکھنا جائز نہین ہے اور خانیہ مین محمد بن سلمہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص حفاظت کے واسطے مسجد مین بیٹھکر سیتے تو کچہ مضائقہ نہین ہے اور قبل نماز عید کے نفل پڑہنا یا اوس مسجد مین کہ نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو جنازے کی نماز پڑہنا مکروہ ہے اور پڑہنے والا مستوجب احتساب ہے اور مسجد کی چھت پر چڑہنا موجب احتساب ہے اور مسجد کے اندر کنوان بنانا نچاہئے اور اگر پرانا کنوان موجود ہو تو اوسکو بند کرنا بھی نچاہیے اوسکا حکم مثل چاہ زمزم کے ہے مسئلہ درزیون کو مسجد مین بیٹھکر کپڑا سینا مکروہ ہے اور اگر مسجد مین سیتے ہوے پائے جائین تو نکالدینا جائز ہے مسئلہ جو آدمی پورب کیجانب منہ پھیر کے بیٹھا ہو تو اوس کے سامنے ہوکر نماز پڑہنا مکروہ اور غیر مشروع ہے کیونکہ مثل کعبہ کے ہو جاتا ہے مسئلہ مسجد مین یا مسجد کے بوریے پر تھوکنا نچاہیے کیونکہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان المسجد لینزوی من النخامۃ کما تنزوی الجلد من النار یعنی مسجد کو کھکار سے پاک رکھنا چاہئے جیسے کہ چمڑا آگ سے بچایا جاتا ہے اور وجہ نہ ڈالنے تھوک کی بوریے پر یہ ہے کہ وہ مسجد کے تابع ہین اور متبوع اپنے تابع کے حکم مین ہمیشہ رہتا ہے اور اگر نماز مین کھکار آجاوے تو اپنی آستین یا کپڑے مین لیلے اور اگر اوس سے مضطر ہو تو اوپر بوریے کے تھوک دے کیونکہ بوریا عین مسجد نہین ہے مسئلہ مسجد مین درخت لگانا واسطے سائے اور آرام پانے آدمیونکے درست ہے بشرطیکہ اوس سے صفوف مین تفرقہ نہو اور اگر اپنے نفع کے لیے ہو اور صف مین آئے

موجب تفرقے کا ہو یا درخت کا لگانا ایسی جگہ ہو کہ ساتھہ معبد نصارے کے مشابہت رکھتا
ہو تو نہین درست ہے اور اوس سائل کو صدقہ دینا مکروہ ہے جو صفونکو پھاڑکر اگلی صفین
جا بیٹھے اسواسطے کہ گویا یہ گناہ پر اعانت کرنا ہے اور ملتقط مین ہی کہ جامع مسجد کے فقیرونکو
صدقہ دینا مکروہ ہے تو فقیہ نے کہا کہ یہ تخطی پر اعانت کرنا ہے اسواسطے مکروہ ہے اور خلف
ابن ایوب نے کہا ہے کہ اگر مین قاضی ہوتا تو جامع مسجد مین خیرات کرنے والے کی گواہی قبول
نہ کرتا اور فقیہ ابو بکر بن اسمٰعیل نے کہا ہے کہ ایک پیسہ مسجد مین خیرات کرنا ستر پیسے کے برابر
ہے اور اوسکے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور ملتقط ناصری مین ہے کہ مسجد سے ابابیل اچمگادر
کے گھونسلے کو دور کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور کفایۂ شعبی مین ہے کہ کسی نے قاضی سے
پوچھا کہ وقت خطبہ کے یا پہلے اوس سے جامع مسجد مین خیرات یا صدقہ دینا جائز ہے یا نہین
تو کہا کہ نہین جائز ہے اگرچہ سائل کی ہلاکت کا خوف ہو اسلیے کہ خطبہ جمیع عبادات کا سر ہے
اور اسوقت مین تسبیح اور تہلیل یا تلاوت قرآن مجید جائز نہین ہے پس بدرجۂ اولے خیرات
دینا منع ہے لیکن پہلے خطبے کے پس اگر سائل اپنی جگہ پر بیٹھا ہے اور صفون مین نہین پھرتا ہے
تو اوسکو خیرات دینا جائز ہے لیکن جو کہ صفونکو چیرتے ہین اور تخطی مین مشغول ہین تو ایسونکو
دینا حرام ہے اور وہ ملعون ہے کیونکہ یہ ذکر اور فکر مین تشویش ڈالنیوالا ہے مروی ہی کہ حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد الا یا قوم اعداء
اللہ فلا یقوم الا سوال المسجد لان المسجد انما بنیت للصلوۃ والذکر لا للکسب الشکایۃ من اللہ تعالی
یعنی قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ اے اللہ تعالے کے دشمن کھڑے ہو پس کوئی
نہ کھڑا ہوگا مگر سائل جامع مسجد کا اسواسطے کہ مسجد نماز کے لیے بنائی گئی ہے نہ واسطے کسب اور
شکایت کے قال اللہ تعالی وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا پس جان تو کہ دنیا اور آخرت
اور اونمیں سب واسطے اللہ تعالے کے ہے لیکن فقط مسجد کا ذکر کرنا اور اپنی طرف نسبت کرنا
بسبب اشرفیت اور فضیلت کے ہے اور مسجد خانۂ خدا ہے اور مومنین اللہ کے دوست
ہین پس جبکہ اوسکا دوست اوسکے دربار مین آوے اور اللہ تعالے اپنے دوستون کے
ساتھہ دربار مین ہو اور کوئی شخص آئے اور اوسکی سلطنت کی اوسکے سامنے شکایت کرے

تو اوسوقت اوسپر کیا ہوگا ضرور ہے کہ اوسپر بادشاہ غصہ کریگا کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ
تعالی اوسکے عمل کو کہ قیاس یہ ہے کہ جامع مسجد مین صدقہ کرنا کسی صورت سے جائز نہین ہے
لیکن تخطی نکرنے والونکو صدقہ دینا استحسان سمجھا ہے کیونکہ نصوص عامہ سے تصدق اور حق
سائل کے بیان مین ثابت ہوچکا ہے اور خانیہ کے کتاب الخطر والاباحت مین ابونصر عیاض
رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سوال کرنے والون کو جامع مسجد سے نکالے تو مین امید وار ہون
کہ اللہ تعالے اوسکے گناہ کو بخشدے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ
اس سے ثابت ہوا کہ محتسب کو جائز ہے سوال کرنے والون کو جامع مسجد سے نکالدین اور مغفرت
اوسکی اور اوسکے مددگارون کی ثابت ہوئی اور تجنیس و مزید مین مذکور ہے کہ جب سائل صفونکو
نہ چیرتا ہو اور نہ سامنے نمازیون کے گذرتا ہو اور بسبب الحاف اور تعفف کے لوگون سے
سوال نہ کرتا ہو یا حاجت ضروری کے لیے سوال کرتا ہو تو اوسکے دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہے
کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین لوگ مسجد مین سوال کیا کرتے تھے یہانتک
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع مین صدقہ دیدی پس اللہ تعالے نے
اونکی مدح کی اور فرمایا کہ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون اور اگر سائل ایسا نہو جیسا کہ ہم بیان کرچکے
تو صدقہ دینا مکروہ ہے اور خلاصہ مین مذکور ہے کہ حالت خطبہ مین کلام نکرے اگرچہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر ہو لیکن ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرنا درست
ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل کو اوسکے کہ محتسب کے مددگار کو چاہیے کہ حالت
خطبے مین فقیرونکو ساتھ کلام کے منع نہ کرین بلکہ اشارے سے اور ابن مسعود سے مروی ہے
کہ ہمنے جمعے کے دن حالت خطبے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے
اشارے سے سلام کا جواب دیا اور وہ چیزین کہ جنپر مسجد مین احتساب کیا جاوے چھ ہین
کہ جسکو شیخ ابوبکر خصاف نے کتاب احکام القرآن مین تفسیر مین فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
کے روایت کی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی مسجدون کو لڑکے
اور دیوانے اور آواز بلند کرنے اور خرید و فروخت اور حدود کے قائم کرنے سے بچاؤ کہتا
ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ ہمنے اسی حدیث پر عمل کیا اور جمعے کو ون

مسجد مین پانی اور پنکھے اور مسواک وغیرہ کے بیچنے اور لڑکے اور دیوانے کے آنے سے منع کیا
اور خانیہ مین ہے کہ معتکف کو مسجد مین خریدنا اور بیچنا کسی چیز کا بارادہ حاصل کرنے طعام اور
اشیای ضروری کے درست ہے اور اگر بارادہ نفع اور تجارت کے ہو تو مکروہ ہے اور
تفسیر امام المعانی مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اپنی مسجدون کو
بچون اور دیوانون اور کھینچنے تلوار اور بلند کرنے آواز اور قائم کرنے حدود اور خرید فروخت
اور خصومت اور جھگڑون سے بچاؤ اور جمعے کے دن مسجدون کو خوشبودار کرو اور دروازے
کے اوپر مقام طہارت اور غسلخانہ بناؤ اور ظہیریہ مین مذکور ہے کہ مسجد مین وضو کرنا مکروہ ہی
مگر وہ جگہ کہ واسطے وضو ہی کے بنائی گئی ہو اور مسجد مین راستہ بنانا مکروہ ہے مگر بعذر
اور بغیر ضرورت نماز کے مسجد مین بیٹھنا کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن اگر بسبب اوسکے کوئی چیز
مسجد کی ضائع ہو جاوے تو بیشک وہ ذمہ دار ہے اور مسجد مین سوگ کے واسطے بیٹھنا مکروہ
ہے اور غیر مسجد کے لیے رخصت اور اجازت ہے اور اسکا ترک کرنا بھی اولے و افضل ہے
اور محیط مین ہے کہ کعبہ پر نماز پڑھنا یا اوسکی چھت پر چڑھنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے اور
اسیطرح سے ہر مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اور اسی وجہ سے شدت گرمی مین چھت پر
چڑھکر نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ مکروہ ہوا مگر جبکہ مسجد تنگ ہو تو چھت پر چڑھ جانا مکروہ
نہین ہے اور شدتِ گرمی سے جب ضرورت نہین ہو سکتی لہذا منع ہوا بلکہ سختی گرمی کی باعث
زیادتی اجر اور ثواب کی ہے اور محیط کے باب الوقف مین مذکور ہے کہ ایک مسجد ایسی تنگ
تھی کہ اوسمین محلے کے نمازی نہین سما سکتے تھے پس بعضون نے کہا کہ یہ مسجد ہمسایہ کو دیدو
کہ وہ اس تنگی کو دیکھکر شاید اپنا مکان دیدے تا جگہ مسجد کی فراخ اور کشادہ ہو جاوے پس
امام محمدؒ نے کہا کہ یہ درست نہین ہے اور ملتقی مین ہے کہ مسجد کے بنانے والے اور قبضہ
رکھنے والے کو مسجد پر دریچہ بنانا درست ہے اور اگر اوسنے اپنے قبضے سے نکالدیا اور
دوسرے کے قبضے مین ہو گئی اور پھر اوسنے چاہا کہ مین کچھ بناؤن تو پھر اوسکو بنانا نہین
درست ہے اور مثلاً کسی نے اپنی زمین کو مسجد قرار دیا اور اوس سے منفعت لینا چاہا تو یہ
صحیح نہین ہے اور وقف محیط کی فصل بائیسوین مین مذکور ہے کہ کسی نے امام شمس الاسلام در

جندی سے پوچھا قبرستان بنانے مین اوس مسجد کے کہ متولی اوسکا مرگیا تھا اور بسبب بے پروائی
امیرون کے شکستہ اور ویران ہوگئی تھی تو جواب دیا کہ نہین جائز ہے اور مسجد مین جانماز
بچھانے سے منع نہ کیا جاوے اسواسطے کہ فتاوے مین مذکور ہے کہ جو کوئی جانماز مسجد مین
بچھاوے یا مسافر خانے مین ٹھہرے اور بعد اوسکے پھر کوئی دوسرا آدمی آوے تو اگر مکان
مین گنجایش ہو تو مسافر اوس سے مزاحمت نہ کرے کیونکہ اسمین وحشت ڈالنا ہے اور اگر
گنجایش نہو تو مزاحمت کرنی روا ہے پس اسنے اسبات پر دلالت کی کہ یہ منع اور منکر نہین
ہے اور باوجود ہونے گنجایش کے اوّل سے مزاحمت کرنی بالاکراہ جائز ہے اور یہ اس مسئلہ
پر قیاس کیا گیا ہے کہ کسی نے زمین مباح مین قبر کھودی اور باوجود گنجائش ہونے کے دوسرے
نے آکر اوسی مین دوسرے مردے کو دفن کیا تھوڑا اور کھود کر تو اسکا دفن کرنا بالاکراہ جائز
ہے اور مسجد مین چونا یا سونے کے پانی سے نقش بنانا واسطے زینت دنیا اور ریا کے مکروہ
ہے لیکن جبکہ تعظیم مسجد کے واسطے ہو تو درست ہے کیونکہ عثمانؓ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و
وآلہ وسلم کو منقش کیا تھا اور باوجود ہونے بہت اصحابؓ کے کسی نے اوسپر انکار نہ کیا پھر
اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب یہ اُمّت مسجد اور
قرآن کو زینت دیگی تو مسخ اور قذف اور خسف اسمین نازل ہوگا پس جواب دیا جائیگا کہ ہم
اس حدیث کو وجہ اوّل پر حمل کرتے ہین اور فعل عثمانؓ کا واسطے تعظیم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے تھا نہ بہ نیت ریا اور زینت دنیا کے اور نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی مکروہ
ہے پس کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اسیطرح مسجد مین اوس دیکو
رکھنا مکروہ ہے کہ جو رات کو مرگیا ہو اور بوجہ دقّت کے قبرستان مین نہ لیجا سکتے ہون اور
شرح کرخی مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنبوا مساجدکم صبیانکم
لانہ لا یومن منہ النجاستہ یعنی اپنی مسجدون کو لڑکون سے بچاؤ اسواسطے کہ اسنے پلیدی کا
خوف ہو اور یہی تاتارخانیہ مین بھی ہے مسئلہ اور مثل وضو کے مسجد مین کلی کرنا بھی مکروہ ہے
اور مسجد مین جھگڑا کرنا منع ہے اسلیے کہ مسجد واسطے ذکر اور عبادت اللہ کے بنائی گئی
ہے نہ واسطے خصومت اور جھگڑانے کے اور اسی پر فتوے ہے اور بعضے سلف رحمہ اللہ نے

مسجد مین سونے کو بھی مکروہ جانتا ہے جیسا کہ فرمایا ابن عباس رضؓ نے کہ لا تتخذ وہ بیتا ولا مقیلا یعنی مسجد کو شب باش اور خوابگاہ نہ بناؤ اور بعضون نے اجازت دی ہے اور اصح یہ ہے کہ مسجد مین سونا مکروہ ہے اور دلیل اسکی اوپر گذرچکی ہے اور مسجد مین فضول بات اور شور وغل کرنا مکروہ ہے اور احتساب واجب ہی اوس شخص پر کہ تخطی فی الرقاب کرتا ہو اور صفون کو چیرتا ہو کفایہ شعبی مین مذکور ہے کہ تخطی فی الرقاب یعنی لوگون کو پھاندکر آگے جا بیٹھنا نہین جائز ہی اسواسطیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ لان اشرب قدحا من الخمر احب الی ان اترک صلوۃ الجمعۃ ولان اترک صلوۃ الجمعۃ احب الی من ان اتخطی رقاب الناس یعنی ایک پیالہ شراب کا پینا مجکو محبوب ہی اس سے کہ نماز جمعہ کی چھوڑ دون اور نماز جمعہ کی چھوڑنا مجکو محبوب ہی زیادہ اس سے کہ تخطی فی الرقاب کرون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ من تخطی رقاب الناس یوتے یوم القیمۃ ویجعل قنطرۃ حتی یمر الناس علیہ یعنی جو کوئی لوگون کو جمعہ مسجد مین پھاندے وہ دن قیامت کے آئے گا اور بجائے پل کے رکھا جاے گا تاکہ اوسپر سے لوگ گذرین مسئلہ جمعے کے دن قصہ خوانون کے نزدیک بیٹھنا مکروہ ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلقہ کرنے سے پہلے نماز جمعے کے منع فرمایا ہے مگر عالم کو کہ منع کرے فعل منکر سے اور ڈراوے اللہ تعالے کے عذاب سے اور قوت القلوب مین مذکور ہے کہ قصہ خوانی بدعت ہی اور قصہ خوان کو جمعہ مسجد سے نکالنا درست ہے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ مسجد مین آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے اور ایک قصہ خوان کو قصہ خوانی کرتے دیکھا پس فرمایا کہ اسکو نکالو قصہ خوان نے کہا کہ مین نہین جاتا اسلیے کہ مین تمسے پہلے آیا ہون پس آپنے حکم دیا پیادہ سپہ بازار کو کہ نکالدے اسکو اور نکالدیا پس اس حدیث نے بہت چیزون پر دلالت کی ایک یہ کہ اگر قصہ سنت ہوتا تو کیون ابن عمرؓ اوسکے اوٹھانے مین اوس جگہ سے کوشش کرتے حالانکہ وہ پہلے اونسے آیا ہوا تھا اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لا یقمن احدکم اخاہ من مجلس ولکن تفسحوا یعنی ہرگز کوئی اپنے بھائی کو مجلس سے نہ اوٹھاوے بلکہ مجلس کو کشادہ کردے اور یہی حال تھا اون حضرت کا بھی کہ جب مجلس سے کوئی اوٹھ جاتا

تو آپ اوسکی جگہ پر نہ بیٹھتے تھے یہانتک کہ وہ واپس آتا تھا اور ساتھ اس قصہ خوان کے
ایسا نہ کیا دوسرے یہ کہ انکی مجلس مسجد مین مقرر تھی اور بعضون نے اسکو مکروہ کہا ہے اور
دلیل انکی اوپر گذر چکی ہے تیسرے یہ کہ ظالم کی شکایت کو توال سے کرنا درست ہی
اور قوت القلوب مین مذکور ہے کہ ایک قصہ خوان نزدیک حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
کے بیٹھکر قصہ کہا کرتا تھا یہانتک کہ اوس سے آپکو ایذا پہونچتی تھی پس آپنے حضرت عمرؓ کو
اس سے خبر دی پس حضرت عمرؓ نے اوسکو اسقدر مارا کہ آپکی لکڑی ٹوٹ گئی اور پھر اوسکو
بھگا دیا اس حدیث نے بھی بہت احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ قصہ خوانی بدعت ہی
دوسرے یہ کہ شکایت ظلم کی محتسب سے کرنا جائز ہے تیسرے یہ کہ قصہ خوانکو لکڑی سے
مارنا درست ہی چوتھے یہ کہ قصہ خوان کو نکالدینا درست ہی بلکہ سنت ہی اور فقیہ ابو اللیث
رحمہ اللہ نے تنبیہ مین ذکر کیا ہے کہ بعض زاہدون سے مروی ہے کہ مجلس مسجد مین ہمنے
کسی چیز سے تکیہ نہ لگایا اور اپنا پانون کبھی دراز نہ کیا اور نہ دنیا کی بات کی اور وجہ ذکر
کرنے روایت زاہد کی یہ ہے کہ اسپر اقتدا کیا جاوے اور فقیہ نے بھی تنبیہ مین ذکر کیا
ہے کہ حرمت اور عظمت مسجد کی پندرہ چیزون سے ہے ایک یہ کہ بوقت داخل ہونے
کے مسجد مین سلام کرے جسوقت کہ لوگ ذکر اور فکر مین نہ بیٹھے ہون اور اگر اوسمین کوئی
نہو یا نماز مین مشغول ہون تو اسطرح سے کہے کہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین
دوسرے یہ کہ پہلے بیٹھنے سے دو رکعت نماز پڑہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لکل شیٔ تحیۃ وتحیۃ المسجد رکعتان یعنی ہر چیز کے واسطے تحیت
ہے اور تحیت واسطے مسجد کے دو رکعت نماز ہے تیسرے یہ کہ مسجد مین خرید و فروخت
نہ کرے چوتھے یہ کہ مسجد مین تلوار میان سے نہ نکالے پانچوین یہ کہ مسجد مین جو چیز گم ہو
اوسکو نہ ڈھونڈے چھٹے یہ کہ بغیر ذکر اللہ تعالے کے مسجد مین آواز بلند نہ کرے ساتوین
یہ کہ مسجد مین دنیا کی باتین نہ کرے آٹھوین یہ کہ تخطی فی الرقاب نہ کرے نوین یہ کہ مسجد مین
جھگڑا نکرے دسوین یہ کہ صف مین جگہ کو تنگ نہ کرے گیارہوین یہ کہ نمازی کے سامنے
ہو کر نہ گذرے بارہوین یہ کہ مسجد مین نہ تھوکے تیرہوین یہ کہ انگلیان مسجد مین نہ چٹکاوے

چودہوین یہ کہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھے اور بچے اور دیوانے کو آنے نہ دے اور مسجد مین حدود شرعی نہ قائم کرے پندرہوین یہ کہ اللہ تعالے کا ذکر کرے اور سیر ذخیرہ کی کتاب الکفر مین مذکور ہے کہ شیخ عبدالکریم رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ جس سے ایک اشرفی واسطے مرمت مسجد کے طلب کی گئی یا مسجد مین حاضر ہونے کو کہا گیا تھا تو اوسنے جواب دیا کہ مجکو مسجد سے کیا کام ہے نہ مین اشرفی دونگا نہ مسجد مین آؤنگا تو فرمایا کہ اس کہنے سے کافر نہین ہوتا ہے بلکہ اوسپر تعزیر واجب ہی مسئلہ جب مسجد کثرت حاضرین سے تنگ ہوا ور کوئی شخص نماز پڑہنے کے لیے آیا اور کوئی ایسی جگہ خالی نہ پائی کہ وہ نماز پڑہے مگر نزدیک اوس شخص کے کہ وہ ذکر خدا مین مشغول تھا تو آیا محتسب کو جائز ہے کہ اوس شخص کو اوس جگہ سے ہٹائے یا نہین تا وہ نماز پڑہ لے **جواب** محتسب کو ہٹانا اوسکا جائز ہی جیسا کہ جنایات ذخیرے کی فصل چھبیسوین مین مذکور ہی کہ جب نمازی سے صحن مسجد تنگ ہو تو نمازی کو اوٹھانا اوس شخص کا اپنی جگہ سے جائز ہے تاکہ نماز پڑہ لے اگرچہ وہ اللہ تعالے کے ذکر مین یا قرآن مجید کی تلاوت یا اعتکاف مین مشغول ہو **مسئلہ** مسجد مین بیٹھنا عبادت کیواسطے شرعا درست ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ اہل صفہ جو ملازم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اوس مین سوتے تھے اور ایسی باتین کرتے تھے جنمین گناہ نہین ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو منع نہ کرتے تھے **مسئلہ** مسجد مین پیشاب کرنے والے کو عین حالت پیشاب مین منع کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** جبتک کہ وہ پیشاب سے فارغ نہو منع نہ کیا جاوے کیونکہ مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای اعرابیا یبول فی المسجد فقاموا علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاتزرموا ہ ثم دعا بدلو من ماء فصب علیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسجد مین پیشاب کرتے دیکھا پس بہت سے آدمی اوسپر جمع ہوے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر غصہ نکرو پھر آپ نے ایک ڈول پانی منگواکر اوسپر بہا دیا۔

سولہوان باب بیان مین احتساب کے اوس شخص پر جو واسطے تعزیت کے مسجد اور مقبرہ مین بعد تین دن مرنیکے حاضر ہو اور نیز امور مکروہ کے بیان مین

ازانجملہ ایک ترک ہونا سجدۂ تلاوت کا مجمع مین ہے شرح طحاوی کبیر مین ہے کہ نماز وغیرہ مین سجدے کا
ترک کرنا وقت تلاوت کے مکروہ ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اذا قرئ علیہم القرآن
لا یسجدون پس گویا کہ وقت تلاوت کے ترک سجدے پر اونکی مذمت اور برائی بیان کی گئی
اور عام ہونا وجوب سجدے کا مقتضی ہے تمام قرآن مجید مین وقت تلاوت کے خواہ وہ محل
سجدے کا ہو یا نہو پس جاننا چاہیے کہ تمام مجتہدونکا سقوط سجدے پر اتفاق ہے مگر اون
مقامات سے جو خاص کئے گئے ہین پھر اگر کہا جاوے کہ جو کچھ کہ بیان کیا گیا ہے ترک سجدے کے
متعلق ہی لیکن جبکہ تلاوت کرنے والا بعد زمانے کے سجدہ کرے تو یہ ترک نہین ہے بلکہ تاخیر
ہے تو اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ سجدے کا ترک کرنا تلاوت کے وقت مطلق ہی خواہ
بعد مین ادا کرے یا نہ کرے حکم اوسکا ترک کا ہوگا اور یہ مکروہ ہے اور علاوہ اسکے سجدے
مین تاخیر کرنی بھی مکروہ ہے خواہ نماز مین ہو یا غیر نماز مین اسی طرح سے شرح طحاوی مین منقول
ہے دوسرے بسبب مصیبت کے مسجد مین بیٹھنا مکروہ ہے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کے نزدیک
مکروہ نہین ہے اور غیر مسجد مین بیٹھنا مکروہ نہین ہے لیکن اسکا ترک کرنا افضل ہے انشاء اللہ
احتساب مین باب موتے کے ہم بیان کرینگے تیسرے ایام تعزیت مین فرش بچھانا تمام برائیون سے
بدتر ہے اسکو بھی باب موتے مین بیان کرینگے اسواسطے کہ یہ مقید گھر اور حظیرے کے ساتھ نہین
ہی چوتھے یہ کہ عین تلاوت قرآن مجید مین کسی کی تعظیم کے واسطے اوٹھنا مکروہ ہے مگر باپ اور
استاد کی تعظیم کے لیے درست ہی پانچوین یہ کہ بطور بدعت کے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اسواسطے
کہ نظم قرآن کو بطور غنا اور راگ کے تغیر دینا اور پڑھنا حرام ہے چھٹے یہ کہ صورت ذی روح
بنی ہوئی انگیٹھیان مہیا کرنا مکروہ ہے کیونکہ جس جگہ پر کہ تصویر رہتی ہے وہان فرشتے
نہین آتے ہین اور کراہت محیط مین مذکور ہے کہ کپڑون پر یا مکانون مین صورت بنانیکا حکم
ونظر ہے اگر ایسی جگہ ہو کہ اونکی تعظیم پائی جاوے تو مکروہ ہے وگرنہ نہین اور اسی بنا پر
فرش مین صورت بنانا مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ اسمین پامالی اور تحقیر ہے اور اگر پردے
مین ہو تو مکروہ ہے اور جامع خانی مین مذکور ہے کہ اگر صورت بنی ہوئی پیچھے یا نیچے قدم کے
ہو تو اس سے نماز مکروہ نہین ہوتی ہی کیونکہ اسمین اوسکی اہانت اور تحقیر ہے لیکن تصویر بنانے

اور رکھنے کی کراہت باقی ہے پھر اگر کہا جاوے کہ اگر مجمر غیر مصور یعنی صورت بنی نہو تو کیا اوسمین بھی کراہت ہوگی ہم کہتے ہین کہ یہ بھی مکروہ ہے جیسا کہ جنائز محیط مین مذکور ہے کیونکہ مروی ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنازے مین تشریف لے گئے تھے تو ایک عورت کو ہاتھ مین مجمر اور عود وان لیے دیکھا پس آپنے اوسکو دھمکایا اور نکالدیا پس اس سے معلوم ہوا کہ تصویر یعنی مجمر مین کراہت کے لیے دو وجہ ہین اور تغیر صورت والے مین ایک وجہ ہے ساتوین وقت فارغ ہونے صدر مجلس کی قرات سے لوگون سے مصاحف کا لیلینا تاکہ لوگ پڑھنے سے باز رہین اور صدر مجلس کے جاہ کا لحاظ رکھین منع ہی اور عمل کے ترک کرنیمین لوگون کے واسطے خطر عظیم ہے آٹھوین واسطے زیارت کے عورتوان کا آنا مکروہ ہے اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین نوین قبر پر سماع اور رقص کرنا حرام ہے، اور یہ بھی اہل اباحت کے احتساب مین بیان کر چکے ہین دسوین جھوٹھ بولنا کہ ہم واسطے زیارت المیت کے آئے ہین بلکہ انکا آنا صرف بسبب محافظت جاہ اور خاطر داری اولیای میت کے ہے نہ زیارت اہل میت کے پھر اگر کہا جاوے کہ اونکے ارادۂ باطنی کو تمنے کیونکر جانا تو ہم کہتے ہین کہ اسکی بہت علامتین ہین ایک یہ کہ جب کوئی امیر مرتا ہے تو بہت لوگ اوسکی قبر پر جمع ہوتے ہین اگرچہ وہ بُرا اور بدبخت ہو بخلاف فقیر نیکبخت اور صالح کے اسلیے کہ اگر یہ معاملہ واسطے اللہ تعالی کے ہوتا تو برعکس ظہور مین آتا دوسرے یہ کہ جب قبر میت پر کوئی شخص نہین آتا ہی تو اقربای میت بہت ناراض ہوتے ہین اور ایذا پاتے ہین پس اگر یہ کام انکے واسطے نہوتا تو کیون کر ترک سے ایذا پاتے تیسرے یہ کہ جب انسے کوئی عذر خواہی کرتا ہے تو یہ اوسکو اپنے حق مین منت اور احسان سمجھتے ہین پس اگر یہ کام للہ ہوتا تو انسے عذر خواہی کیون ہوتی گیارھوین قبر پر شربت پینا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ علامات قسوة القلب الاکل فی المقابر اور دوسری حدیث مین ہے کہ الاکل فی المقابر یقسی القلب بارھوین درخت نگی پتی توڑکر اور اوسی کوئی چیز مثل درخت کے بناکر کنارۂ قبر کو زینت دینا منع ہے اور بغیر ضرورت گھانس بھی کاٹنا منع ہے کیونکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشاکے درمیان مین گھانس اوکھاڑنے سے منع کیا ہے اور پھر یہ آیت پڑھی کہ ان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن

لا تفقهون تسبيحهم اور قید ساتھ عشا کے اسواسطے ہے کہ مابین مغرب اور عشا کے نباتات کا او کھیڑنا سجاتے ہیں اگر ضرورت سے کیونکہ آیت مطلق ممانعت پر دال ہے لیکن مباح ہونا بسبب ضرورت کے ہے اور خلاصۃ الافتخار مین مذکور ہے کہ لکڑی اور گھاس تر کا کاٹنا بغیر حاجت کے مکروہ ہے تیرہوین اہل مصیبت پر ساتھ آواز کے قرآن پڑہنا خواہ بعد ختم کے ہو یا قبل ختم کے مکروہ ہے اسواسطے کہ اہل مصیبت ساتھ گروہ آدمیون کے مشغول رہتے ہین اور یہ خلاف تعظیم ہے اور محیط مین مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبر پر قرآن پڑہنا مکروہ ہے اور نزدیک محمد رح کے مکروہ نہین ہے اور اسی پر فتوی ہے اور صدر الشہید شیخ الجلیل ابوبکر بن محمد فضیل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہین کہ قبرستان مین قرآن پڑہنا ساتھ آواز کے مکروہ ہے اور آہستہ سے پڑہنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور شیخ محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ قبرستان مین سورہ ملک کا پڑہنا درست ہو نہ دوسری سورتون کا خواہ آواز سے ہو خواہ چپکے سے چودہوین بعض حاضرین کو مجمع مین آواز سے قرأت کرنا مکروہ ہے اور محیط مین مذکور ہے کہ جن مشائخ رحمہم اللہ نے سیپارہ خوانی کو آواز سے مجمع مین مکروہ کہا ہے تمسک پکڑا ہے ساتھ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ تلاوت قرآن مجید کو آواز بلند سے مکروہ جانتے تھے پندرہوین خوشبو لگانا تیسرے روز مشابہت ہو ساتھ عورتون کے اور یہ مشابہت منع ہے کیونکہ عورتکو اوپر میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع آیا ہے اور ما بین سوگ خوشبو بھی لگانا حرام ہو لیکن اپنے شوہر کے سوگ مین تیسرے دن خوشبو لگانا اسلیے درست ہے کہ سوگ تین دن سے زیادہ نہونے پائے کیونکہ اگر چوتھے روز خوشبو لگائے گی تو البتہ سوگ کے دن کچھ زیادہ ہوجاوینگے حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ مروی ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے روز خوشبو منگوا کر اپنے منہ پر لگائی اور کہا کہ اگر مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنتی تو بیشک مین اس سے محروم رہتی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ لا يحل لامرأة تؤمن بالله

واليوم الآخر ان تحد على ميت فوق ثلثة ايام الا على زوجها فانها تحد عليه اربعة اشهر وعشرا یعنی عورت مومنہ کو تین دن سے زیادہ اپنی میت پر سوگ کرنا حلال نہین ہے مگر اپنے شوہر پر اسواسطے کہ سوگ بیچ شوہر کا چار مہینے اور دس دن ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے

اور رکھنے کی کراہت باقی ہے پھر اگر کہا جاوے کہ اگر مجمر غیر مصور یعنی صورت بنی نہو توکیا اوسمین
بھی کراہت ہوگی ہم کہتے ہین کہ یہ بھی مکروہ ہے جیسا کہ جنائز محیط مین مذکور ہے کیونکہ
مروی ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنازے مین تشریف لے گئے تھے تو ایک
عورت کو ہاتھ مین مجمر اور عود وان لیے دیکھا پس آپنے اوسکو دھمکایا اور نکالدیا پس اس سے
معلوم ہوا کہ تصویر یعنی صورت مجمر مین کراہت کے لیے دو وجہ ہین اور تغیر صورت والے مین ایک وجہ
ہے ساتوین وقت فارغ ہونے صدر مجلس کی قرأت سے لوگون سے مصاحف کا لیلینا تاکہ
لوگ پڑھنے سے باز رہین اور صدر مجلس کے جاہ کا لحاظ رکھین منع ہے اور عمل کے ترک کرنیمین
لوگون کے واسطے خطر عظیم ہے آٹھوین واسطے زیارت کے عورتون کا آنا مکروہ ہے اور
ہم اوپر بیان کرچکے ہین نوین قبر پر سماع اور رقص کرنا حرام ہے، اور یہ بھی اہل اباحت کے
احتساب مین بیان کرچکے ہین دسوین جھوٹھ بولنا کہ ہم واسطے زیارت اہلمیت کے آئے
ہین بلکہ انکا آنا صرف بسبب محافظت جاہ اور خاطرداری اولیای میت کے ہے نہ زیارت
اہل میت کے پھر اگر کہا جاوے کہ اونکے ارادۂ باطنی کو تمنے کیونکر جانا تو ہم کہتے ہین کہ اسکی
بہت علامتین ہین ایک یہ کہ جب کوئی امیر مرتا ہے تو بہت لوگ اوسکی قبر پر جمع ہوتے ہین
اگرچہ وہ برا اور بدبخت ہو بخلاف فقیر نیکبخت اور صالح کے اسلیے کہ اگر یہ معاملہ واسطے اللہ تعالی
کے ہوتا تو برعکس ظہور مین آتا دوسرے یہ کہ جب قبر میت پر کوئی شخص نہین آتا ہی تو اقربای
میت بہت ناراض ہوتے ہین اور ایذا پاتے ہین پس اگر یہ کام انکے واسطے نہوتا تو کیون کر
سے ایذا پاتے تیسرے یہ کہ جب انسے کوئی عذرخواہی کرتا ہے تو یہ اوسکو اپنے حق مین منت
اور احسان سمجھتے ہین پس اگر یہ کام للہ ہوتا تو انسے عذرخواہی کیون ہوتی گیارھوین قبر پر
شربت بینا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ علامات قسوة القلب الاکل فی المقابر اور
دوسری حدیث مین ہے کہ الاکل فی المقابر یقسی القلب بارھوین درخت کی پتی توڑکر اور اوسسے
کوئی چیز مثل درخت کے بناکر کنارۂ قبر کو زینت دینا منع ہے اور بغیر ضرورت گھانس بھی
کاٹنا منع ہے کیونکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشاکے درمیان
مین گھانس اوکھاڑنے سے منع کیا ہے اور پھر یہ آیت پڑھی کہ ان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن

دیکھکر پڑہنا عبادت ہی اور قرآن کا رکھنا بھی عبادت ہی تو برزبان پڑہنا دو عبادتون سے باز رہنا ہے اور واسطے پڑہنے کے مجلس مین بھی قرآن مجید کا لانا اور نہ پڑہنا یہ بھی ایک قسم کا استخفاف ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جب کھانا موجود ہو تو کھاوے اور منتظر سالن وغیرہ کا نہ ہو کیونکہ اسمین حقارت کھانیکی ہوتی ہے اکیسوین یہ کہ جب کسی میت کی قبر یعنے آدمی کے مکان سے دور ہو تو واسطے ہمراہی قریب والے لوگون کے نماز فجر سے پہلے بعد طلوع صبح صادق کے گھر سے نکلنا مکروہ ہے جیسا کہ خلاصہ کی فصل پندرہوین امامت اور اقتدا کے بیان مین مذکور ہے کہ جو شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہو اور اپنے محلہ مین امامت نہیں کرتا ہے بلکہ ماہ رمضان مین دوسرے محلہ مین امامت کرتا ہے تو اوسکو چاہیئے کہ قبل آنے وقت نماز عشا کے اس محلے سے نکلجاوے اسواسطے کہ بعد آنے وقت نماز عشا کے دوسرے محلہ مین جانا واسطے امامت کے مکروہ ہے اور یہ قیاس کیا گیا ہے مسائل سفر پر یعنی بعد داخل ہونے وقت جمعہ کے سفر کرنا مکروہ ہے بائیسوین دوسرے اور تیسرے روز حاضر ہونا نماز کی جگہ پر بیٹھنے کو ترک کرنا ہے اور یہ مستحب ہی اور دونون کو اسطور پر جمع کرنا ممکن ہی کہ وقت طلوع آفتاب تک بیٹھے اور پھر واسطے زیارت کے جاوے اگر نیت زیارت کی رکھتا ہو اور اگر ریا اور اپنے کو دکھلانا مقصود ہو تو یہ عار ہے اور بعد نماز فجر کے طلوع آفتاب تک مقام نماز پر بیٹھنا مستحب ہی جیسا کہ تجنیس اور مزید مین ہے بلکہ چاہیے کہ یہ سنت ہو جیسا کہ قوت القلوب مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز پڑہتے تھے تو آفتاب نکلنے تک بیٹھتے تھے اور دو رکعت نماز پڑہتے تھے تیئسوین یہ کہ تیسرے دن یا ایام زیارت مقررہ مین مردونکی قبر کو کپڑے سے چھپانا غیر مشروع ہے اور اسیطرح بعد برابر ہوجانیکی عورتونکی قبر کو بھی چھپانا غیر مشروع ہے جیسا کہ روایت مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شخص کی قبر پر گذرے اور دیکھا کہ قبر اوسکی چھپائی ہوئی ہے تو آپنے اوس سے منع فرمایا اور کہا کہ قبر مرد کی ہی واللہ اعلم

سترہوان باب خطیبون کے احتساب مین

روایت ہی حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج مین ایک قوم پر گذرے کہ اونکے ہونٹھ اور زبان کاٹی جاتی تھی اور

ہر بار بدستور رہو جایا کرتے تھے تو آپنے پوچھا کہ ای اخی جبرئیل یہ کون لوگ ہین تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ خطیب ہین آور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ابو الحسن رحمہ اللہ نے کہا ہر کہ خطبہ کو دراز نکرنا چاہیے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اختصار خطبہ کے حکم کیا ہے اور حسن رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہین کہ خطبہ چھوٹا پڑھنا چاہیے اور ساتھ حمد وثنا اور کلمۂ شہادت اور درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شروع کرنا چاہیے اور بعد اسکے لوگون کو کچھ نصیحت اور پند کرکے ایک چھوٹی سورت پڑھکر ایک لحظہ بیٹھکر پھر کھڑا ہو اور بعد حمد وثنا وتشہد ودرود کے واسطے مومنون کے دعا کرکے خطبہ تمام کرے اور یہ دونون خطبہ برابر سورۂ طوال مفصل کے ہو آور قوۃ القلوب مین مذکور ہے کہ جو شخص اپنے نزدیک ہونے مین امام سے آفت اور فساد کا خوف کرے مثلاً جس چیز سے انکار کرنا چاہیے اوسکو سُنے یا ایسی چیز دیکھے کہ جسپر امر اور نہی واجب ہی تو اوسکو صفوف متقدمہ سے دور بیٹھنا واجب ہے کیونکہ اوسکے دل کے لئے صالح اور ہمت اور عزم کے لیے جامع ہے آور اس زمانے مین خطیبون کے منکرات دو طرح پر ہین ایک یہ کہ وہ خطبہ مین ایسی بات کہتے ہین کہ جسپر نہی واجب ہی دوسری یہ کہ وہ ایسا کپڑا پہنتے ہین کہ جو مردون پر حرام ہے یعنی خالص ریشمی آور سیر محیط مین امام الہدی ابو منصور ماتریدی سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ جو شخص ہمارے زمانے کے بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ خطیبون کو واجب ہی کہ ایسے کلمات زبان پر لانے سے پرہیز کرین تا ایمان مین خلل نہو مروی ہے کہ حضرت علیؓ سوال کیے گئے اون خطیبونسے کہ جو منبر پر چڑھکر ساتھ ان الفاظ کے بادشاہون کی تعریف کرتے ہین کہ السلطان العادل والسلطان العالم الاعظم شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ ناصر عباد اللہ معین خلیفۃ اللہ تو آیا یہ تعریف جائز ہے یا نہین پس آپنے فرمایا کہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ اسمین بعض الفاظ کفر کے ہین اور بعض جھوٹ اور ابو المنصور ماتریدی سمرقندی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شخص بادشاہ ظالم کو عادل کہے وہ کافر ہے خواہ وہ بالکلیہ ظالم ہو یا بعض افعال مین

ایسا ہو اور لفظ شاہنشاہ کا اللہ تعالی کے خاص نامون سے ہی پس بندہ کو اس نام کے
ساتھ تعریف کرنا نہین جائز ہے اور لفظ مالک رقاب الامم انس اور جن اور ملائکہ اور جمیع
مخلوقات کو شامل ہی حالانکہ یہ جمیع کا مالک نہین ہی پس یہ صریحا جھوٹ ہی اور اللہ تعالی کی
زمین کا بادشاہ کہنا مطلقا جھوٹ ہی اور عموم احوال پر جھوٹ بولنا نہین جائز ہی فکیف بحجر
فی مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہا امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ نے کہ اگر
انسان مبتلا ہوا اور بادشاہ کو سلطان الاعظم یا سلطان العادل کہے اور دل مین اسکا بطور لقب
یا مجاز کے اعتقاد کرے تو امید ہی خدا سے کہ وہ گنہگار نہوگا اسواسطے کہ سپید کا سیاہ اور اندھے
کا بینا نام رکھنا مجازا جائز ہے اور اسکی شریعت سے رخصت ہی اور ایسے کلمات کا ترک کرنیوالا
افضل ہی اور ہمارے زمانے کی بادشاہت مین ایسے گناہ سے بچنا غیر ممکن ہی پس ایسی صورت
مین خطابت اور خطیب ہونے کا ترک کرنا اور تقوی اور پرہیزگاری مین مشغول ہونا بہتر
ہی کیونکہ جاہ آرایش اخروی زیادہ پائدار ہی جاہ اور آرایش دنیوی سے اور اسپر اطمینان
اور بھروسہ کرنا سوای شقی اور بدبخت کے کسی مومن کو نچاہیے معاذ اللہ منہا واللہ اعلم

اٹھارہوان باب اوس شخص کے احتساب مین جو غیر اللہ کی قسم کھائے

مسئلہ کسی کی زندگی یا عزت کی قسم کھانا جائز نہین ہے اور حانث اسکا گنہگار ہی اور جس
بات پر قسم کھائی تھی اور پھر اوسکو کیا تو یہ گناہ کبیرہ ہی اور بعضون نے کہا کہ کفر ہے اور اوسکی
ساتھ قسم کھانا نہین جائز ہے پس جسنے کہ قسم کھائی تو بموجب اوسکے عمل کرنا جائز نہین ہی
بلکہ اوسکے برخلاف اور برعکس کرنا واجب ہی اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالے
کے ساتھ جھوٹی قسم کھانا مجکو زیادہ محبوب ہی اوس سے جو کہ ساتھ ماسوای اللہ تعالی کے
سچی قسم کھائی جاے اور بھی ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ غیر اللہ تعالے کے ساتھ قسم کھانا
شرک کرنا ہے اور اسی طرح ابن عمرؓ سے مروی ہے اور حاکم کو نہین جائز ہے کہ ساتھ طلاق
یا عتاق یا حج کے کسی کو قسم کھلاوے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہتا ہی بندہ نیک کرے
اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اس بنا پر تعلیق اور شرط قسم قرار دیا گیا اور ناجائز رکھا گیا ہی
اور قسم کھانے والا اور قسم دینے والا ساتھ اوسکے گنہگار ہی اور ہدایہ اور کفایہ کے باب الایمان مین

مذکور ہے کہ جب مدعی قاضی پر ساتھ قسم کے اصرار کرے تو قاضی کو قسم لینا ساتھ طلاق کے
حقوق رسانی کے واسطے جائز ہی اور جامع صغیر اور سیر محیط مین مذکور ہے کہ علی رازی نے
کہا کہ مجکو اوس شخص سے خوف کفر کا ہے کہ جو اپنی زندگی یا دوسرے کی زندگی کی قسم کھاوے
اور اگر یہ بات عام نہوتی اور لوگ اسکو نہ جانتے تو البتہ مین کہتا کہ یہ شرک ہی اسواسطے
کہ قسم نہین کھائی جاتی مگر ساتھ اللہ کے اور جبکہ ماسوای اللہ کے قسم کھائی تو شرک کیا

اونیسواں باب اوس شخص کے احتساب مین جو کلمہ کفر کا بولے

اور اس مسئلہ مین چند امر ہین بعضے مفتی کے متعلق ہین اور بعضے محتسب کے متعلق اور بعضے قائل
کے متعلق ہین پس جو کہ محتسب کے متعلق ہین وہ ہر بات ہی کہ ہر طرح سے موجب کفر کا ہے یا کسی
ایک وجہ سے موجب کفر کا ہے نہ دوسری وجہ سے یا کسی طور سے موجب کفر کا نہین ہی لیکن کہنا
خطا ہے پس محتسب کو چاہیے کہ بقدر جرم کے ہر بات سے منع کرے اور جو مفتی اور قائل کے متعلق ہی
وہ یہ ہے کہ جب مسئلہ مین بعضے وجوہ موجب تکفیر اور بعضے وجوہ مانع تکفیر ہون تو مفتی کو
چاہیے کہ وجہ مانع تکفیر سے طرف حسن ظن کے مائل ہو پھر اگر نیت قائل کی وہ وجہ ہے کہ جو
مانع تکفیر ہے تو مسلم ہے اور اگر وجہ موجب تکفیر ہے پس مفتی ساتھ توبہ کرنے اور تجدید نکاح
کے حکم کرے اور جو جانکر لفظ کفر زبان پر لایا وہ کافر ہوا لیکن جو شخص کہ نہین جانتا تھا مگر اوسنے
قصداً کہا تو عام علما کے نزدیک کافر ہوا اور نادانستگی کا عذر نہ مانا جاوے گا اور اگر اوسنے
قصداً نہ کہا مثلاً اوسنے الفاظ بدل کر بولنے کا ارادہ کیا اور اوسکی زبان سے بغیر قصد کے
کفر کا کلمہ نکل آیا تو کافر نہین ہوا اسکی مثال اسطور سے ہی کہ کسی نے چاہا کہ لا الہ الا اللہ کہون
اور اوسکی زبان سے مع اللہ الہا آخر نکل آیا یا اوسنے چاہا کہ کہے حق آنکہ تو خدائی و ما بندگان تو
اور اوسکی زبان سے برعکس نکلا تو اس سے کافر نہوگا کیونکہ یہ قصداً اوسنے نہین کہا ہی اور
امام محمد سے اجناس مین مذکور ہے کہ کسی شخص نے ارادہ کیا کہ لفظ اکلت کہے اور اوسکی زبان سے
لفظ کفرت نکل آیا تو وہ کافر نہوگا اور جس شخص نے چاہا کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اوسکی زبان سے
فقط لفظ لا الہ نکلا اور الا اللہ تک نہ پہونچا تو کافر نہوگا اسواسطے کہ وہ اللہ کی وحدانیت پر
معتقد ہو چکا تھا بسبب کسی دوسری وجہ کے بقیہ لفظ اوس سے نہ نکلا لیکن جو شخص کہ کسی بات سے

ناخوش ہوکر کفر کا کلمہ زبان پر لایا اور قلب اوسکا ایمان سے مطمئن ہی تو وہ کافر ہوگا اور طمینان
قلب اوسکو کافی نہوگا اسواسطے کافر کا امتیاز مومن سے بھی ہے کہ جو زبان سے نکلے پس جبکہ
وہ کلمہ کفر زبان پر لاے گا تو بیشک وہ نزدیک اللہ اور اوسکے بندون کے کافر ہوگا اور اگر
کسی نے کہا کہ کل اگر ایسا ہوگا تو مین کفر کرونگا تو ابوالقاسم رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ شخص اوسوقت سے
کافر ہوجاویگا اور سیرالاجناس مین ہے کہ جس شخص نے ارادہ کیا کہ غیر کو ساتھ کفر کے حکم کرے تو اس
قصد کرنیسے کافر ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسا خیال گذرے کہ جو موجب کفر ہو اور اوسکو
زبان پر نہین لایا اور مکروہ جانا تو یہ اوسکو مضر نہوگا اور اسیطرح سے جس شخص نے دلمین چوری
یا زنا کا ارادہ کیا لیکن ہنوز اوس سے صدور فعل نہین ہوا ہی تو اوسپر مواخذہ نہوگا اور جس
شخص نے کلمہ کفر زبان پر جاری کیا اور سننے والا اسکو ہنسا تو سننے والا اور کہنے والا دونون کافر
ہوے اور اگر کلمہ کفر بولا اور لوگون نے اوسکو قبول کرلیا تو سب کافر ہوئے اور جو شخص کہ کفر
سے خوش ہوگا کافر ہوگا اور جو شخص کہ غیر کے کفر سے خوش ہوا وسمین مشائخ کا اختلاف ہی تفسیر
کبیر مین ہے کہ غیر کے کفر پر خوش ہونا کفر مین داخل نہین ہی اور اسکو اسپر قیاس کیا کہ اخذوا
اسیرا وخافوا ان یسلم فحکلوہ ای شدوا فمہ بشئی حتی لا یسلم اوضربوا حتی یشتغل بالضرب فلا یسلم فقد اساؤا
فی ذلک ولم یقل فقد کفروا یعنی لوگون نے کسی چوٹے کو پکڑا اور اوسکے اظہار اسلام سے ڈرے
پس اوسکے منہ کو کسی چیز سے بند کردیا تا اظہار اسلام نکرسکے یا اوسکے درد مین مشغول ہوا اور اظہار اسلام
کی اوسکو مہلت نہ ملے تو لوگون نے برا اور خطائی اور اسپر لوگون نے لفظ کفروا کا نکہا
اور امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اسطرحپر بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ دلیل کی صلاحیت
نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ اس مسئلہ کی تاویل اسطرح سے ہی کہ اہل اسلام جانتے ہین کہ وہ حقیقت
مین مسلمان نہین ہے لیکن منہ سے اسلام ظاہر کرنے کا خوف ہی تا کہ قتل ہونے سے بچے اور
جب اسکی تاویل اسطرحپر ہے تو اس سے راضی ہونا غیر کے کفر پر نہین ہوا اور شیخ الاسلام رحمہ
سیر مین اسطور سے ذکر کیا ہے کہ راضی ہونا غیر کے کفر پر اوسوقت کفر ہے کہ جب اوسکو مستحسن
جانے لیکن جبکہ وہ اوسکو مستحسن نہین جانتا ہی اور موت یا قتل کو زیادہ محبوب رکھتا ہی تو وہ
کفر نہین ہے اور جسنے اس قول اللہ تعالی ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا مین

تامل کیا کافر ہوا اور جسوقت کہ ظالم پر بددعا کی کہ اماتک اللہ علی الکفر یا کہا سلب اللہ عنک الایمان
یا فارسی مین کہا کہ خدا جان تیبکافرے ستاند بس اس کہنے سے کافر نہین ہوگا اسواسطے کہ اوسمین
اچھا جاننا کفر کا شرط ہے لیکن جب کسی کے سلب ایمان کی تمنا کی یہانتک کہ اللہ تعالے
نے بدلہ ظلم یا ایذای خلق کا اوسسے لیا تو کافر ہوگا اسلیے کہ اسمین وہ شرط پائی جاتی ہے اور
امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا بغیر فصل کے کفر ہے اور موجب ضایع
ہونے عمل کا ہے یہانتک کہ اگر اوسنے حج کیا ہے تو اوسکو اعادہ حج کا لازم ہے اور اپنی
عورت کے ساتھ وطی کرنا داخل زنا ہے اور جو لڑکا اس حالت مین پیدا ہوگا وہ ولد الزنا ہے
تجدید نکاح اوسپر ضرور ہے اور اگر اوسنے کلمہ شہادت کا موافق عادت کے پڑہا لیکن
اوس قول سے نہ پھرا تو مسلمان نہوگا اسواسطے کہ موافق عادت کے کلمہ شہادت پڑہنا کفر کو
دور نہین کر سکتا ہے اور خطائً ایسے الفاظ کا منہ سے نکالنا موجب کفر نہین ہے اور نہ اوسپر
تجدید نکاح لازم ہے لیکن واسطے استغفار اور باز رہنے کے حکم کیا جاوے

بیسوان باب احتساب مین والدین کے اپنی اولاد پر

جان تو کہ امر معروف اور نہی عن المنکر ساقط نہین ہوتی ہے باپ اور ماں ہونے سے اسلیے
کہ اس باب مین نصوص مطلق وارد ہین اور اسواسطے کہ امر معروف اور نہی عن المنکر مین منفعت
ہے اور والدین زیادہ مستحق اس امر کے ہین کہ اولاد اونکو نفع پہونچاوے قصہ حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ السلام کا سنو کہ اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ساتھ آیت
یا ابت لم تعبد ما لایسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا کے خبر دی اور بطور تعریض اور کنایہ کے
باطل ہونے پر اونکے دین کے حجت بتادی کہ وہ اپنے باپ سے دین باطل کا سوال کرین
پس جبکہ عاجزی اپنے باپ کی اور قبح اور بطلان اونکے دین کا ظاہر ہوا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو اپنے نفس کی حالت سے ساتھ آیت یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک کے
خبر دی جب آپکا عالم ہونا اور باپ کا جاہل ہونا ثابت ہوگیا تو اونکو واسطے امر بالمعروف کے
حکم کیا اور چند نیکیون کا وعدہ کیا اور تبعیت شیطان سے منع فرمایا اور کہا کہ فاتبعنی اہدک
صراطا سویا اور فعل منکر سے منع کیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ

یا ابت لا تعبد الشیطان ان الشیطان کان للرحمن عصیا اور پھر وعید مخالفت کا بیان

کیا اور کہا کہ یا ابت انی اخاف علیک ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا پس جاننا چاہیے کہ جب اولاد اپنے باپ کو واسطے اختیار کرنے نیک کام کے حکم کرے تو تبعیت مثل خلیل اللہ علیہ السلام کے کرے یعنی تبعیت کے آگے کی عبارت سے معلوم ہونگے اور مثل انکے دلیل بیان کرے اور ہدایت کرے پھر اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مان جاوے تو بہتر ورنہ اوس سے منہ پھیر لے اور کبھی تعرض نہ کرے اور استغفار اپنے گناہونکی چاہیے اسواسطے کہ جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے باپ کی شان مین یہ آیت لئن لم تنتہ لارجمنک واہجرنی ملیا سنی پس سلام علیک کہکر منہ پھیر لیا اور بموجب آیت سا استغفر لک ربی کے واسطے بخشایش گناہ کے وعدہ کیا اور درگاہ خدا مین دعا کی کہ واغفر لابی انہ کان من الضالین اسیواسطے شریعت الاسلام مین مذکور ہی کہ مان باپ کو پہلے ایک مرتبہ امر بالمعروف کرے اگر قبول کرین بہتر ورنہ خاموش ہو رہے اور اونکے لیے استغفار مین مشغول ہوتا اللہ تعالے اونکے ارادہ مین کافی ہووے اور جو شخص کہ کسیکو مرتکب معصیت کا دیکھے تو اوسکے باپ کو اوسکے حال سی خبر دینا واجب ہی اگر جانتا ہو کہ اوسکا باپ منع پر قادر ہی اور اگر قادر نہو تو منع کرے اسلیے کہ ایسی خوف عداوت کا ہے اور ملتقط مین مذکور ہی کہ والدین پر واجب ہی کہ اپنی اولاد کو جاہلونکی صحبت سی باز رکھین اور اگر وہ منع کرنے سے باز نہین تو پھر نہ منع کرین اسواسطے کہ بعضی اولاد منع کرنے سے اوس فعل کی زیادتی مین کوشش کرتی ہین اور یہ من وجہ اعانت ہی۔

اکیسوان باب بیان احتساب مین خصومت ہمسایہ کے

جس شخص نے اپنے مکان کو واسطے بنانے کے گرایا اور پھر اوسنے نہ بنایا اور اسوجہ سے محلہ والونکو ضرر ہوا تو بشرط قدرت کے ہمسایہ کو جبر کرنا اوسپر جائز ہے اسواسطے کہ دفع ضرر پر انکو اختیار ہے اور مختار یہ ہے کہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ اپنی مالک کی تعمیر کرنے پر آدمی مجبور نہین کیا جاتا ہے مسئلہ ایک شخص نے چاہا کہ اپنے گھر کو بلند کرے لیکن ہمسایہ اوسکو منع کرتا ہے تو یہ منع کرنا اوسکو جائز ہے یا نہین جواب یہ دوحال سی خالی نہین ہے

اگر اوسکا منع کرنا بسبب بند اور موقوف ہو جانے روشنی کے ہے تو جائز ہے کیونکہ روشنی
حوائج اصلیہ ضروریہ سے ہے اور اگر اوسکا منع کرنا بسبب حاجب ہونے آفتاب اور ہوا کے
ہے تو جائز نہین ہے اسواسطے کہ یہ حوائج زائدہ سے ہی اور اصل آئمین یہ ہی کہ جب اپنے
ملک مین تصرف کرنے سی ہمسایہ کو حالت ضرر مین دیکھے تو تصرف سے باز رہے وگرنہ نہین اور
اسپر فتوی ہے اور دوسرے اصل بالاخانے اور نیچے والے گھر مین یہ ہے کہ اگر بالاخانے
والے کے تصرف کرنے سے نیچے والے کو ضرر بالیقین یا بالشک پہونچتا ہے تو اوسکو بغیر
اجازت اسکے تصرف کرنا نہین جائز ہے اور اگر بالیقین اوسکو کچھ ضرر نہین ہے تو آئمین
اختلاف ہی اور مختار اور راجح یہ ہے کہ بالاخانہ والا واسطے تصرف کے ہی اور دوسری
اصل یہ ہی کہ اپنی ملک مین تصرف کرنے سے مالک نہ روکا جاوے اگرچہ اس سی ہمسایہ
کے نفع کا نقصان ہو اور اوسکی صورت یہ ہی کہ محلہ مین ایک درخت ہی اور ہمسایہ کے
لوگ اوسکے سایہ مین بیٹھتے ہین اور مالک نے کاٹنا چاہا تو آیا مالک کاٹنے سے باز رکھا جاے
یا نہین اور دوسری اصل یہ ہی کہ دوسرے کی ملک سی نفع لینا اوسوقت جائز ہے کہ مالک
اوسکو منع نکرے اور ہوا ملک ہے مالک زمین اور صاحب مکان کی اور وارث اور خریدار
قائم مقام مالک کے ہین یعنی حکم مالک کا حکم وارث اور خریدار کا ہی اور مثال اوسکی یہ ہے
کہ کسی نے زمین خریدی یا میراث مین پائی اور کسی کے باغ کے درخت کی شاخ اوس زمین
مین لٹکی ہوئی تھی تو آیا خریدار یا وارث کو خالی کرنا اپنی زمین کا جائز ہی یا نہین کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی طرح جائز ہے ہمسایہ کو واسطے فراغت ہوا
اور توڑنے دیوار کے مواخذہ کرے جبکہ بلند یا ٹیڑہی دیوار ہو طرف گھر ہمسایہ کے اور ڈر ہو
ہوا کا اگر خوف گرنے کا ہو اور اس قیاس پر قبرستان مین گھر یا مسجد بنانا نہین جائز ہے
اسواسطے کہ یہ حق مدفون کا ہی اور اسیواسطے قبر کا کھودنا نہین جائز ہی جبکہ قبر اوسکی ملک ہو
ہوا اور اسیطرح سے کسی وارث اور ہمسایہ کو ہوای قبر مین تصرف کرنا نہین جائز ہے اور مسئلہ
درخت کا اسطرح بھی ہے کہ جب صاحب درخت نے اپنے درخت کی شاخ کو نہ کاٹا بلکہ
شاخ کو رسی سے باندہ کر اپنے باغ کی سمت مائل کر لیا تا اوسکی زمین خالی ہو جاوے اور

اوسکی ہوا اسکے تصرف مین نہ رہے مگر تاہم اوسکا مقصد حاصل نہوا اور ہنوز ہوا اوسکی تصرف
مین رہی تو آیا ہمسایہ کو کاٹنا اوس شاخ کا جائز ہے یا نہین **جواب** نزدیک امام محمدرح
کے بغیر حکم مالک درخت کے شاخ درخت کا کاٹنا ہمسایہ کو جائز ہی اور بعضون نے اس مسئلہ
مین دو طریقے بیان کئے ہین پہلا یہ ہی کہ اگر ہوا کا خالی کردینا بغیر کاٹنے کے ممکن ہو تو
نہ کاٹا جاوے برابر ہے کہ ہوا کا خالی کرنا رسی باندہ کر ہو یا دوسرے طور سے ہو پھر
اگر اوسنے رسی سے بھی باندہ کر ہوا کو خالی نکیا تو حاکم کے اجلاس مین مقدمہ پیش کرے
اور اوس سے حکم اسکا دلوا وے اور اگر رسی کے باندھنے سے بھی تفریغ ہوا ممکن نہو تو مالک
سے اجازت چاہی اگر اوسنے کاٹنے کی اجازت دی فبہا ورنہ معاملہ حاکم کے اجلاس مین
پیش کرین تاکہ اوسکو کاٹنے کا حکم دے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر اوسنے خود اپنی رائے
سے کاٹ ڈالا تو یہ دو طرح پر ہے اگر کاٹنا ایسی جگہ سے ہو کہ بہ نسبت دوسری جگہ کے نفع نہین
ہے تو ضامن نہوگا اور اگر برخلاف اسکے ہی تو ضامن ہوگا اور اگر مالک درخت کی طرفسے
کاٹنے مین کم ضرر ہے تو ہمسایہ کو کاٹنا نہین جائز ہے بلکہ معاملہ کو قاضی تک پہونچانا لازم ہی
تاکہ وہ واسطے کاٹنے کے حکم کرے پھر اگر قاضی کے حکم سے انکار کیا تو قاضی کو چاہیے کہ کاٹنے
کے واسطے ایک امین بھیجے تا وہ مالک درخت کیطرفسے قطع کرے اور اگر دونون نے آپہین
اتفاق کرکے کاٹ لیا تو یہ احسان ہے **مسئلہ** ایک مکان ہے کہ جسکا دروازہ ایک گلی
مین ہی اور وہ گلی آمدورفت کی راہ نہین ہی اور اوسی کے ہمسایہ مین کسی نے ایک مکان
خریدا کہ جسکا دروازہ دوسری گلی مین تھا اور پشت اوس مکان کی اس گلی مین اور اس
خریدار نے چاہا کہ اپنے مکان کا دروازہ اس گلی مین کھودے تو آیا اسکو کھودنا جائز
ہے یا نہین **جواب** خریدار کو اس گلی مین دروازہ کھودنا نہین جائز ہے اور ہمسایہ
اول کو منع کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ جائز ہے اور اگر چاہا کہ اس گھر کا دروازہ
اپنے گھر مین کھولے تا اپنے گھر سے اس گھر مین آمدورفت کرے اور اس گھر سے ہو کر گلی
مین آوے تو اہل کوچہ کو نہین جائز ہے کہ اسکو منع کرین مگر جبکہ ایک مکان کو کرایہ پر دیا یا
اور دوسرے مکان کو واسطے اپنی آمدورفت کے رکھا تا اس کوچہ اور رستا جب کہ مکان سے

اگر اوسکا منع کرنا بسبب بند اور موقوف ہو جانے روشنی کے ہے تو جائز ہے کیونکہ روشنی
حوائج اصلیہ ضروریہ سے ہے اور اگر اوسکا منع کرنا بسبب حاجب ہونے آفتاب اور ہوا کے
ہے تو جائز نہین ہے اسواسطے کہ یہ حوائج زائدہ سے ہی اور اصل امین یہ ہی کہ جب اپنے
ملک مین تصرف کرنے سی ہمسایہ کو حالت ضرر مین دیکھے تو تصرف سے باز رہے وگرنہ نہین اور
اسپر فتوی ہے اور دوسرے اصل بالاخانے اور نیچے ولے گھر مین یہ ہے کہ اگر بالاخانے
والے کے تصرف کرنے سے نیچے والے کو ضرر بالیقین یا بالشک پہونچتا ہے تو اوسکو بغیر
اجازت اسکے تصرف کرنا نہین جائز ہے اور اگر بالیقین اوسکو کچھ ضرر نہین ہے تو امین
اختلاف ہی اور مختار اور راجح یہ ہے کہ بالاخانہ والا واسطے تصرف کے ہی اور دوسری
اصل یہ ہی کہ اپنی ملک مین تصرف کرنے سے مالک نہ روکا جاوے اگرچہ اس سی ہمسایہ
کے نفع کا نقصان ہو اور اوسکی صورت یہ ہی کہ محلہ مین ایک درخت ہی اور ہمسایہ کے
لوگ اوسکے سایہ مین بیٹھتے ہین اور مالک نے کاٹنا چاہا تو آیا مالک کاٹنے سے باز رکھا جاے
یا نہین اور دوسری اصل یہ ہی کہ دوسرے کی ملک سی نفع لینا اوسوقت جائز ہے کہ مالک
اوسکو منع نکرے اور ہوا ملک ہے مالک زمین اور صاحب مکان کی اور وارث اور خریدار
قائم مقام مالک کے ہین یعنی حکم مالک کا حکم وارث اور خریدار کا ہی اور مثال اوسکی یہ ہے
کہ کسی نے زمین خریدی یا میراث مین پائی اور کسی کے باغ کے درخت کی شاخ اوس زمین
مین لٹکی ہوئی تھی تو آیا خریدار یا وارث کو خالی کرنا اپنی زمین کا جائز ہی یا نہین کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی طرح جائز ہے ہمسایہ کو واسطے فراغت ہوا
اور توڑنے دیوار کے مواخذہ کرے جبکہ بلند یا ٹیڑہی دیوار ہو طرف گھر ہمسایہ کے اور ڈر ہو
ہوا کا اگر خوف گرنے کا ہو اور اس قیاس پر قبرستان مین گھر یا مسجد بنانا نہین جائز ہے
اسواسطے کہ یہ حق مدفون کا ہی اور اسیواسطے قبر کا کھودنا نہین جائز ہی جبکہ قبر اوسکی ملک نیز
ہوا اور اسیطرح سے کسی وارث اور ہمسایہ کو ہوای قبر مین تصرف کرنا نہین جائز ہے اور مسئلہ
درخت کا اسطرح بھی ہے کہ جب صاحب درخت نے اپنے درخت کی شاخ کو نہ کاٹا بلکہ
شاخ کو رسی سے باندہ کر اپنے باغ کی سمت مائل کر لیا تا اوسکی زمین خالی ہو جاوے اور

اور پست کرنے کے واسطے مواخذہ کرنا درست ہی اسواسطے کہ وہ مشترک ہی اور مکان مشترک
سے ساتھ رضامندی شرکا کے نفع لینا جائز ہے نہ اوسمین کچھ بنانا اور کوچہ غیر نافذہ سے
مٹی لینا جائز ہے اگر بقدر راہ چلنے کے راستہ چھوڑ دے اور اوسی وقت مٹی اوٹھالے
مسئلہ محلہ آباد مین مالک کو اپنا مکان ویران کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** بموجب
قیاس کے جائز ہے اور اسپر صدر الشہید حسام الدین رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہے اور بموجب
استحسان کے نہین جائز ہے اور اسپر ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہی **فائدہ**
بیان مین ضرر بین کے ضرر بین کی چند قسمین ہین پہلی چکی گھومنے سے ہمسایہ کی
دیوار کا کمزور ہونا یا اوسکی ہوا سے دیوار مین فساد واقع ہونا اور اسیواسطے گھر مین گرہی
کی چکی بنانا منع ہی دوسری اپنے گھر مین حمام بنانا کہ اوسکے دھوئین سے ہمسایہ ایذا پاتے
ہون اور اسیواسطے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب حمام کے دھوئین سے ہمسایہ
ایذا پاتے ہون تو اوسکو منع کرنا جائز ہے لیکن جبکہ دھوان حمام کا انکے دھوئین کے مثل
ہو تو کچہ مضائقہ نہین ہی تیسری اپنے گھر کو اصطبل بنانا اور جانور کی پچھاڑی ہمسایہ کی دیوار
کیطرف کرنا اور یہ اسواسطے منع ہی کہ جسوقت جانور اپنے پانون کو دیوار پر مارتا ہی تو قریب
ہی کہ خرابی اور سستی دیوار مین پیدا ہو اور اگر اسکے پانون مارنے سے دیوار ہمسایہ کی خراب
ہوگئی ہی تو اوسکا کچہ تاوان نہین ہی اسلیے کہ خرابی اوس شخص کی ذات سے واقع نہین ہوئی ہی
بلکہ بواسطہ اور بوجہ اسکے البتہ اسپر تاوان درست ہی چوتھی درخت پر چڑھنا کہ جس سے بے پردگی
ہوتی ہو جیسا کہ نقل ہی کہ ایک شخص نے درخت شاہتوت کی شاخ کو بیچا تھا اور جب خریدار
اوسپر چڑھتا تھا تو ہمسایہ کے لوگون کے احوال سے واقف ہوتا تھا تو بعضون نے کہا ہے کہ
ہمسایہ کو واجب ہی کہ قاضی کو خبر کرے تا وہ چڑھنے سے باز رکھے اور صدر الشہید رحمہ اللہ نے
اپنی واقعات مین ذکر کیا ہی کہ مختار یہ ہی کہ خریدار ہمسایہ کو وہ ایک مرتبہ خبر کر دے تا وہ لوگ
اپنا پردہ کر لین کیونکہ اس صورت مین دونون کے حق کا اجتماع ہی اور اگر ایسا نکیا تو قاضی
تک پہونچانا لازم ہے تاکہ قاضی اپنی مصلحت سے جو چاہی کرے پانچوین اپنے مکان کی دیوار
مین روزن کھولنا کہ اوس سے ہمسایا کی عورتین نظر پڑتی ہون اور روزن کھولنے والے کے منع

کرنے مین دو حکم ہین بموجب کتاب قسمت کے روزن کھولنے والیکو منع نکرنا چاہیے لیکن فتویٰ اسکے خلاف پر ہے یعنی منع کیا جاوے مسئلہ ملتقط ناصری مین ہے کہ درمیان دکان بزازونکے نانبائی کو دکان بنانا نچاہیے اور اگر بنائے تو اوس سے منع کیا جاے اسطرح ہر ضرر عام کا حکم ہے اور ابو القاسم رحمہ اللہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالےٰ اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ہم چونہ پھونکنے والیکو بازار مین چونہ پھونکنے سے منع کرتے تھے تا بازار والون کو اوس سے ایذا نہ پہونچے اور اسی طرحسے جسنے اپنے گھر کو حمام بنایا اور اوسکے دہوئین سے ہمسایہ ایذا پانے لگے تو نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اوسکو منع کرنا جائز ہے جبکہ حمام کا دہوان ہمسایہ کے دہوئین سے زیادہ ہو مسئلہ شرب الملتقط مین ہے کہ جو دیوار درمیان مکان دو شخصون کے حائل ہو اور اونمین سے ایک کا گھر دو ہاتھ اونچا ہے تو تعمیر دیوار کی دونون پر واجب ہے اور اگر ایک کا مکان چار گز اونچا ہے تو نیچے والے پر اوسکی مرمت درست ہے یہانتک کہ اپنے مکان کے مقابل پہونچ جاوے مسئلہ فتاوی نسفیہ مین مذکور ہے کہ جب ذمی مسلمانون کے شہر مین اپنے مکانکو بنائین تو نہ منع کیے جاوین اسواسطے کہ منع کرنا دوسرے کی ملک مین تصرف کرنا ہے اور یہ مسئلہ باب الاحتساب اہل ذمہ مین مفصل مذکور ہے اور فتاوی نسفیہ مین ہے کہ پوچھا گیا نسبت ایک مکان کے جو دو ہمسایون کے درمیان مین تھا اور ایک کی چھت بلند اور دوسرے کی نیچی تھی اور بہاؤ پانی کا اسی نیچے کی چھت پر تھا تو نیچے والے نے چاہا کہ اپنی چھت کو اونچا کرے تا پانی کا بہاؤ اسطرف نہو تو آیا اوسکو چھت بلند کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** جائز ہے اسواسطے کہ یہ تصرف اپنی ملک مین ہے لیکن اوسکے پانی کا بھی رستہ بنا دے تا کہ اوسکو نہ نکلنے پانی سے کچھ نقصان نہو پھر کہا گیا کہ اگر اوسکے پانی کے بہاؤ سے اسکا مکان شکست ہو جاوے تو آیا ہمسایہ کو کہنا واسطے اعادہ بنا مکان اور بہنے پانی کے اندر گھر مین درست ہے یا نہین **جواب** نہین درست ہے بلکہ یہ خود اپنے مال سے تعمیر اپنے مکانکی کرے اور اوسکا مالک نفع لینے سے منع کرے جبتک کہ وہ اوسکا خرچہ نہ دے۔

بائیسواں باب بیان مین فضیلت منصب احتساب کے

احتساب کی فضیلت چند وجھون سے ثابت ہی ایک بوجہ فضیلت امر معروف کے دوسری
بوجہ فضیلت نہی منکر کے تیسری بوجہ وعید کے اوپر چھوڑنے والے دونون کے یا ایک کے
بموجب کتاب اور سنت کے قال اللہ تعالی والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یامرون
بالمعروف وینہون عن المنکر یعنی مومنین اور مومنات آپسمین دوست ہین ساتھ معروف کے
حکم کرتے ہین اور منکر سے منع کرتے ہین اور علی ابن ابوطالب رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہی
کہ عمدہ اعمال امر معروف و نہی عن المنکر اور فاسقونکا دشمن رکھنا ہی پس جسنے امر کیا معروفکا
اوسنے مومنونکی کمر مضبوط کردی اور جسنے فعل منکر سے نہی کی اور منافقونکو ذلیل کیا اوسنے
اونکی ناک پکڑ کر رگڑ دی اور سعید نے قتادہ سے روایت کی ہی کہ مکہ شریف مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ کون عمل اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہے
فرمایا کہ اللہ تعالے کو ایمان لانا اور صلہ رحم کرنا اور امر معروف و نہی عن المنکر کرنا پسند ہی پھر
پوچھا کہ اللہ تعالی کے نزدیک کون عمل زیادہ بُرا ہے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا
اور قطع رحم کرنا اور امر معروف اور نہی منکر کو ترک کرنا اور پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ نہین ہی کوئی قوم کہ اونمین کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور اوسکے تغیر پر قادر ہو مگر اللہ تعالے
اونکے مرنے سے پہلے عذاب عام کرتا ہی اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر یعنی تم بہتر امت ہو نکالے گئے ہو واسطے لوگونکے
تاکہ اونکو ساتھ بھلے کام کے حکم کرو اور برُے کام سے منع کرو اور بعضون نے ترجمہ کیا ہی کہ
تم لوح محفوظ مین لکھے ہوے ہو پس معروف وہ ہے کہ جو کتاب اور عقل کے موافق ہو اور منکر
وہ ہی کہ جو انکے مخالف ہو اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر
یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر اور اللہ تعالی نے اون قومونکی برائی کی جنہونے نہی عن المنکر کو
ترک کیا اور فرمایا کہ کانوا لایتناہون عن منکر فعلوہ یعنی لوگون کو فعل منکر کے کرنے سے منع
نہ کرتے تھے اور فرمایا لبئس ما کانوا یفعلون یعنی اونکا کام جو کرتے تھے برُا ہی اور فرمایا لولا ینہاہم
الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون یعنی علما اور فقہا نے انکو
قول فاحش اور اکل حرام سے کیون نہین منع کیا ہر آئینہ یہ کام برُا ہی اور عمر بن عبد العزیزؓ نے

کہا ہے کہ اللہ تعالی کسی کے عمل کرنے سے عذاب عام نہین کرتا ہے مگر جبکہ فعل منکر کرتے ہوئے دیکھین اور اوسکو منع نہ کرین اور مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ تمہاری قوم مین سے چالیس ہزار نیکی کرنے والونکو اور ساٹھ ہزار برائی کرنیوالونکو ہلاک کرونگا تو عرض کی کہ یا رب العالمین اشرار تو بیشک مستحق عذاب کے ہین مگر اخیار یعنی نیکون کا کیا قصور ہے کہ یہ بھی عذاب مین شامل کئے جاتے ہین تو پھر وحی ہوئی کہ ان لوگون نے اون لوگونکو فعل منکر سے منع نکیا اور انسے پرہیز نکیا اور ان لوگون کے ساتھ کھایا پیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والی اور اوسمین واقع ہونے والے کی اور اوسپر مکروہ ہونے والے کی مثال مانند مثال اون تین آدمیون کے ہے جو ایک کشتی مین بیٹھے تھے اور اسکا قصہ اسطور پر ہے کہ ایک کشتی پر تین آدمی سوار ہوئے اور ہر ایک نے جگہ تقسیم کرلی پس نیچے والا بسولہ لیکر اپنی جگہہ کو کاٹنے لگا تا پانی قریب ہو پس اونمین سے ایک نے پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہا کہ مین اپنی جگہ کو واسطے قریب ہونے پانی کے کاٹتا ہون پس بعضون نے کہا کہ اوسکو چھوڑ دو اپنے حق مین جو چاہے سو کرے اور بعضون نے کہا کہ نہ چھوڑو ورنہ یہ سبکو ہلاک کریگا پس اگر ان لوگون نے اوسکے ہاتھ پکڑ لیا تو سب بچگئے ورنہ سب ہلاک ہوے اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اگر لوگونکو ساتھ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے باز رکھوگے تو بہتر ورنہ اللہ تعالے تمپر کسی بادشاہ ظالم کو مسلط کریگا کہ وہ کسی بڑے کی توقیر اور اجلال نہ کریگا اور نہ چھوٹون پر رحم کریگا اور اگر تم مین سے کوئی صالح اور نیک دعا کریگا تو قبول بھی نہوگی اور مدد چاہینگے تو مدد بھی نملیگی اور اگر گناہ کی مغفرت چاہینگے تو بخشش گناہ کی بھی نہوگی اور حذیفہ یمانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ البتہ تم ساتھ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے منع کروگے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالے تمپر عذاب نازل کرے اور پھر تم دعا کروگے تو قبول بھی نہوگی کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ منجملہ اسباب ترک امر معروف و نہی عن المنکر کے دوستی دنیا کی بھی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انتم الیوم علی بینۃ من ربکم یعنی علی بیان قد بین اللہ لکم

وایقکم ما لم یظہر فیکم السکرتان سکرۃ العیش وسکرۃ الجہل فانتم الیوم تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتجاہدون فی سبیل اللہ وستحولن عن ذلک اوا خشی فیکم حب الدنیا الخ یعنی ابتک روز تم اللہ تعالی پر حجت ہو یعنی جو کچھ کہ اللہ تعالے نے تمہارا طریقہ بیان کر دیا ہے او سپر قائم ہو جبتک کے تم میں نشہ عیش اور جہل اور نادانی کا ظاہر نہو پھر تم آجکے روز فعل معروف کا حکم کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرتے ہو اور ایک دن قریب ہی کہ تم اس سے پھر جاؤ گے اور وہ دن دوستی دنیا کا ہی یعنی تمکو جب دنیا سے دوستی ہو جاوے گی تو فعل معروف اور منکر کی امر اور نہی نہ کروگے اور نہ اللہ تعالے کی راہ میں جہاد کروگے اور وہ لوگ انصار اور مہاجرین ہیں اور منجملہ دوستی دنیا کے لوگوں کی محبت ہی سفیان رح نے کہا ہی کہ جب تو اپنے ہمسایہ میں قاری کو دوست اور نیک دیکھے تو یہ بات جان لے کہ وہ اللہ تعالے کے حق میں سستی کرنے والا ہی اور روضہ میں مذکور ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کا ترک کرنے والا مثل ترک کرنے والے نماز کے ہی اور فعل معروف کا امر کرنے والا مثل نمازی کے ہی اور جسطرح سے کہ نماز کا ترک کرنا نہیں درست ہی اوسیطرح سے امر معروف کا بھی ترک کرنا نہیں درست ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یحشر یوم القیمۃ اناس من امتی من قبورہم الی اللہ تعالے علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اہل المعاصی وکفوا عن نہیہم وہم یستطیعون یعنی قیامت کے دن میری امت سے چند لوگ قبروں سے بصورت بندر اور سور کے محشور ہونگے اسواسطے کہ وہ لوگ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سستی کرتے تھے اور درہ بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے دریافت کیا کہ ای رسول اللہ لوگوں میں بہتر کون ہے تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے سے بہت ڈرنے والا اور لوگوں سے صلۂ رحم کرنے والا اور فعل معروف اور فعل منکر سے امر و نہی کرنے والا بہتر ہے اور مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل کلام ابن آدم علیہ السلام لا الہ الا اللہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر اوذکر اللہ اور منجملہ اوسکے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہی کہ جو اس حکایت میں مذکور ہی **حکایت** تابعین میں سے ایک زاہد نے مروان بن حکم خلیفہ کی لڑکی کے ملاہی یعنی آلات لہو لعب کے

کہا ہے کہ اللہ تعالی کسی کے عمل کرنے سے عذاب عام نہین کرتا ہے مگر جبکہ فعل منکر کرتے ہوئے
دیکھین اور اوسکو منع نہ کرین اور مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی
نازل کی کہ تمہاری قوم مین سے چالیس ہزار نیکی کرنے والونکو اور ساٹھ ہزار برائی کرنے والونکو
ہلاک کرونگا تو عرض کی کہ یا رب العالمین اشرار تو بیشک مستحق عذاب کے ہین مگر اخیار یعنی
نیکون کا کیا قصور ہے کہ یہ بھی عذاب مین شامل کئے جاتے ہین تو پھر وحی ہوئی کہ ان لوگون نے
اون لوگونکو فعل منکر سے منع نکیا اور انسے پرہیز نکیا اور ان لوگون کے ساتھ کھایا پیا اور نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والی اور اوسمین واقع ہونے والے لوگ
اور اوسپر کھڑے ہونے والے کی مثال مانند مثال اون تین آدمیون کے ہے جو ایک کشتی مین بیٹھے
تھے اور اسکا قصہ اسطور پر ہے کہ ایک کشتی پر تین آدمی سوار ہوئے اور ہر ایک نے جگہ تقسیم کر لی
پس نیچے والا بسولہ لیکر اپنی جگہہ کھ کاٹنے لگا تا پانی قریب ہو پس اونمین سے ایک نے پوچھا
کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہا کہ مین اپنی جگہ کو واسطے قریب ہونے پانی کے کاٹتا ہون پس بعضون نے
کہا کہ اوسکو چھوڑ دو اپنے حق مین جو چاہے سو کرے اور بعضون نے کہا کہ نہ چھوڑو ورنہ یہ سبکو
ہلاک کریگا پس اگر ان لوگون نے اوسکے ہاتھہ پکڑ لیا تو سب بچگئے ورنہ سب ہلاک ہوئے
اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اگر لوگونکو
ساتھہ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے باز رکھوگے تو بہتر ورنہ اللہ تعالے تمپر کسی
بادشاہ ظالم کو مسلط کریگا کہ وہ کسی بڑے کی توقیر اور اجلال نہ کریگا اور نہ چھوٹون پر رحم کریگا
اور اگر تم مین سے کوئی صالح اور نیک مرد دعا کریگا تو قبول بھی نہوگی اور مدد چاہینگے تو مدد
بھی نملیگی اور اگر گناہ کی مغفرت چاہینگے تو بخشش گناہ کی بھی نہوگی اور حذیفہ یمانی
رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے کہ
البتہ تم ساتھہ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے منع کروگے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالے
تمپر عذاب نازل کرے اور پھر تم دعا کروگے تو قبول بھی نہوگی کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی
اوسکے عمل کو کہ منجملہ اسباب ترک امر معروف و نہی عن المنکر کے دوستی دنیا کی بھی ہے اور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انتم الیوم علی بینۃ من ربکم یعنی علی بیان قد بین اللہ لکم

وایقکم ما لم یظہر فیکم السکرتان سکرۃ العیش وسکرۃ الجہل فانتم الیوم تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتجاہدون فی سبیل اللہ وستحولون عن ذلک اذا فشی فیکم حب الدنیا الخ یعنی آجکے روز تم اللہ تعالی پر حجت ہو یعنی جو کچھ کہ اللہ تعالے نے تمہارا طریقہ بیان کر دیا ہے اوسپر قائم ہو جبتک کے تم مین نشہ عیش اور جہل اور نادانی کا ظاہر نہو پھر تم آجکے روز فعل معروف کا حکم کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہو اور ایک دن قریب ہے کہ تم اس سے پھر جاؤگے اور وہ دن دوستی دنیا کا ہے یعنی تمکو جب دنیا سے دوستی ہو جاوے گی تو فعل معروف اور منکر کی امر اور نہی نہ کروگے اور نہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کروگے اور وہ لوگ انصار اور مہاجرین ہین اور منجملہ دوستی دنیا کے لوگون کی محبت ہے سفیان رح نے کہا ہے کہ جب تو اپنے ہمسایہ مین قاری کو دوست اور نیک دیکھے تو یہ بات جان لے کہ وہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والا ہے اور روضہ مین مذکور ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کا ترک کرنے والا مثل ترک کرنے والے نماز کے ہے اور فعل معروف کا امر کرنے والا مثل نمازی کے ہے اور جسطرح سے کہ نماز کا ترک کرنا نہین درست ہے اوسیطرح سے امر معروف کا بھی ترک کرنا نہین درست ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یحشر یوم القیمۃ اناس من امتی من قبورہم الی اللہ تعالے علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اہل المعاصی وکفوا عن نہیہم وہم یستطیعون یعنی قیامت کے دن میری امت سے چند لوگ قبرون سے بصورت بندر اور سور کے محشور ہونگے اسواسطے کہ وہ لوگ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سستی کرتے تھے اور درۃ بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ لوگون مین بہتر کون ہے تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے سے بہت ڈرنے والا اور لوگون سے صلہ رحم کرنے والا اور فعل معروف اور فعل منکر سے امر و نہی کرنے والا بہتر ہے اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل کلام ابن آدم علیہ السلام لا الہ الا اللہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر وذکر اللہ اور منجملہ اوسکے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہے کہ جو اس حکایت مین مذکور ہے **حکایت** تابعین مین سے ایک زاہد نے مروان بن حکم خلیفہ کی لڑکی کے ملاہی یعنی آلات لہو لعب کے

مین جب نقیض واقع ہوئی تو لوگ اپنے بھائی کو گناہ کرنے سے منع کرتے تھے پھر جب دوسرا روز ہوتا تھا اور آپس میں صلح اور میل ہو جاتا تھا تو نہ منع کرتے تھے اور سب ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے پس یہ آیت یعنی الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد سے کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ تک نازل ہوئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلا والذی نفسی بیدہ حتی تاخذوا بید الظالم فتاطروہ علی الحق یعنی جبتک کہ تم ظالم کا ہاتھ پکڑ و اور حق پر مستاطرہ کرو اور مروی ہے کہ حذیفہ بن یمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ لوگ امر معروف اور نہی منکر کو کب چھوڑینگے حالانکہ یہ دونوں جمیع اعمال سے افضل ہین فرمایا کہ جب لوگ مثل بنی اسرائیل کے نیک کام مین سستی کرینگے اور انکے اچھے لوگ ساتھ برون کے میل اور محبت کرینگے اور بادشاہ انپر ظلم کریگا تو یہ فساد انکو چھوجائیگا اور امر معروف اور نہی منکر کو ترک کرینگے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیل او قلت یا رسول اللہ یخسف الارض وفیہا الصالحون قال نعم باو ہانہم وسکوتہم عن اہل المعاصی یعنی یہ مجکو خیال اور دھیان نہین ہو کہ کسی نے مجھسے پوچھا یا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ زمین اشرار کو نگلتی ہے حالانکہ ان مین اچھے لوگ بھی ہوتے ہین فرمایا کہ ہان بسبب سستی اور خاموشی کے نہ منع کرنے اہل معاصی کے ایسا ہوتا ہی اور عبد الرحمن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان اناس من امتی یحشرون من قبورہم علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اناس واکلوہم وشاربوہم وجالسوہم یعنی قیامت کے دن بعضی میری امت سے اپنی قبرون سے بصورت بندر اور سور کے اوٹھینگے اسواسطے کہ وہ لوگ اچھے کامون مین سستی کرنے والے ہونگے اور لوگونکو گناہ کرنے سے منع نہ کرینگے بلکہ میل اور محبت سے اونکے ساتھ کھائین پئین اور بیٹھین گے اور ابن عباس رضی سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا ولم یامر بالمعروف ولم ینہ عن المنکر یعنی جو شخص کہ بڑونکی تعظیم اور چھوٹون پر رحم نکرے اور لوگونکو ساتھ اچھے کامونکے حکم اور برے کامون سے منع نکرے وہ مجھسے نہین ہے اور مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہمنے زبور مین دیکھا ہے کہ جو شخص کہ ہمسایہ کو

داریقکم مالم یظہر فیکم السکرتان سکرۃ العیش وسکرۃ الجہل فانتم الیوم تامرون بالمعروف وتنہون عن
المنکر وتجاہدون فی سبیل اللہ وستحولون عن ذلک اذا فشی فیکم حب الدنیا الخ یعنی اسکے روز تم
اللہ تعالی پر حجت ہو یعنی جو کچھ کہ اللہ تعالے نے تمہارا طریقہ بیان کر دیا ہے اوسپر قائم ہو جبتک کے
تم مین نشہ عیش اور جہل اور نادانی کا ظاہر نہو پھر تم آجکے روز فعل معروف کا حکم کرتے ہو اور
فعل منکر سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہو اور ایک دن قریب ہی کہ تم
اس سے پھر جاؤگے اور وہ دن دوستی دنیا کا ہی یعنی تمکو جب دنیا سے دوستی ہو جاوے گی
تو فعل معروف اور منکر کی امر اور نہی نہ کروگے اور نہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کروگے
اور وہ لوگ انصار اور مہاجرین ہین اور منجملہ دوستی دنیا کے لوگون کی محبت ہی سفیان ؒ
نے کہا ہی کہ جب تو اپنے ہمسایہ مین قاری کو دوست اور نیک دیکھے تو یہ بات جان لے کہ
وہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والا ہی اور روضہ مین مذکور ہی کہ امر معروف اور نہی
منکر کا ترک کرنے والا مثل ترک کرنے والے نماز کے ہی اور فعل معروف کا امر کرنے والا مثل
نمازی کے ہی اور جسطرح سے کہ نماز کا ترک کرنا نہین درست ہی اوسیطرح سے امر معروف کا بھی
ترک کرنا نہین درست ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یحشر یوم القیمۃ اناس من
امتی من قبورہم الی اللہ تعالے علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اہل المعاصی وکفوا عن
نہیہم وہم یستطیعون یعنی قیامت کے دن میری امت سے چند لوگ قبرون سے بصورت بندر
اور سور کے محشور ہونگے اسواسطے کہ وہ لوگ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر سے سستی کرتے تھے اور درہ بنت ابی لہب ؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مین نے دریافت کیا کہ ای رسول اللہ لوگون مین بہتر کون ہے تو ارشاد فرمایا کہ
اللہ تعالے سے بہت ڈرنے والا اور لوگون سے صلۂ رحم کرنے والا اور فعل معروف
اور فعل منکر سے امر و نہی کرنے والا بہتر ہے اور مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ کل کلام ابن آدم علیہ السلام لا الہ الا اللہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر وذکر اللہ
اور منجملہ اوسکے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہی کہ جو اس حکایت مین مذکور ہی **حکایت**
تابعین مین سے ایک زاہد نے مروان بن حکم خلیفہ کی لڑکی کے ملاہی یعنی آلات لہو لعب کے

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایما قوم حضروا ظالما نظلم فلم یقولوا ظلمت عمھم اللہ تعالی بعذاب یعنی جو
لوگ کہ ظلم سے ظالم کے پاس گرفتار ہوجاوین تو نہ کہین کہ تو نے ظلم کیا تا اللہ تعالی انپر عذاب
مین سبکو شامل کرے اور نقل ہی کہ ایکدن جامع دمشق مین منبر پر بیٹھکر حضرت معاویہ نے
خطبہ پڑہا اور کہا کہ ای لوگو تمکو ملک شام مین رہنا لازم ہی اسواسطے کہ وہ زمین مقدس ہی
اور جگہ اوترنے انبیا علیہم الصلوۃ والسّلام اجمعین کی ہی اور وہ زمین حشر ونشر کے واسطے
ہی اور ای لوگو تم لوگ میری موت کی آرزو نکرو کیونکہ مین واسطے تمہارے سپر اور ڈہال ہون
خدا کی قسم اگر تمام آدمی ابوسفیان سے پیدا ہوتے تو وہ لوگ متحمل اور بردبار ہوتے کیا تم مین
کوئی ایسا نہین ہی کہ مجکو اسبات کا جواب دے پس ایک شخص صعصعہ نام اوٹھا اور کہا کہ کہنا
آپکا کہ وہ زمین مقدس ہی بجا ہی لیکن آدمی کو زمین مقدس پاک نہین کرتی ہے بلکہ اونکے
اعمال اور افعال اونکو پاک کرتے ہین اور کہنا آپکا کہ وہ زمین حشر اور نشر کی ہی پس محشر مومن
سے دور نہین ہی اور کافر سے قریب نہین ہی اور یہ کہنا کہ وہ جگہ اوترنے انبیا علیہم الصلوۃ
والسّلام کی ہی پس مجکو قسم ہی کہ جو کوئی انبیا علیہم الصلوۃ والسّلام کی جگہ مین اوترے تو ہرگزوہ
داخل نہوسکیگا اونکے مقامات اور مرتبہ مین لیکن اپنے اچھے عمل سے جو مانند اونکے اعمال
کے ہوگا اور یہ کہنا کہ تمام آدمی ابوسفیان سے پیدا ہوتے تو حلیم اور بردبار ہوتے پس ثابت
ہے کہ ابوسفیان سے اچھے لوگ اور اونسے زیادہ عقلمند اور بیوقوف پیدا ہوے اور کہنا
آپکا کہ مین تمہارے واسطے سپر ہون پس یہ فرماییے کہ جب خود سپر جلجاوے اور اوسکی
امن بیکار ہو اور اوسکی زبان مین اختلاف ہوجاوے تو اوسکے پیروی کرنے والون کا کیا
حال ہوگا تب معاویہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تیرے منہ مین آگ لگے اوسنے جواب دیا کہ یہ سختی ہے
پھر معاویہ نے کہا کہ مین نہین راضی ہون کہ تم یہان رہو اوسنے جواب دیا کہ ان الارض یورثہا
من یشاء من عبادہ پھر حضرت نے کہا کہ مین تمکو تشہیر کراؤنگا اور تخت سے اوتار دونگا جواب دیا
کہ مین زمین مین فراخی اور کشادگی سے ہون اور تمہاری جدائی مین کشایش اپنی دیکھتا ہون
اور فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے امر بالمعروف کا نام غوغا رکھا تھا پس اگر
اوسنے بطریق رد اور انکار کے کہا تو اوسپر کفر کا خوف ہی اور اسیطرح سے اگر کسی شخص سے کہا گیا

کہ تو لوگونکو واسطے کرنے فعل معروف کے کیون نہین حکم دیتا ہی اوسنے جواب مین کہا کہ مجھکو اس سے کیا کام ہی یا اوس سے کہا گیا کہ فلان شخص کو واسطے اچھے کام کرنے کے حکم کر تو اوسنے جواب دیا کہ مجھے کیا ہوا ہی یا کہا کہ مجکو اوس سے کیا دکھ ہے یا کہا کہ اوسکو جائز ہے یا کہا کہ مین نے عافیت اور سلامتی اختیار کی ہے یا کہا کہ مجکو اس فضولی سے کیا کام ہی تو اسپر کفر لازم آتا ہی

تیئسواں باب ستر کھولنے اور ستر دیکھنے کے احتساب مین

محتسب کو واسطے جاری کرنے احتساب کے غیر کا ستر دیکھنا جائز ہی اگرچہ وہ ستر حقیقی ہو جیسا کہ استحسان کفایۂ شعبیہ مین ہی کہ محتسب کسی شخص کو عورت غیر محرم کے ساتھہ زنا کرتے دیکھے اور چاہے کہ اوسپر احتساب کرے تو محتسب کو اوسکا ستر دیکھنا مثل چھری کے میان مین جائز ہے اور اگر دیکھنا ساتھہ شہوت کے ہو تو نہین جائز ہے اور اسیطرح سے واسطے معالجہ کی بھی حکم ہے کیونکہ اسمین ضرورت ہی اور جہانتک ہوسکے شہوت سے بچے کیونکہ یہ حرام ہے اور استحسان مین کفایہ شعبی کے ہی کہ اللہ تعالی نے طرف موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے وحی بھیجی کہ تم دیکھنے مین اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ لائق ہو میرے غضب کی اوسقدر کہ دیکھنا میرے غضب کا لائق ہی اور مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ یعنی دیکھنے والے پر اور اوسپر جو دیکھی گئی خدا کی لعنت ہی اور ہدایہ کے بیان کراہت مین منقول ہی کہ جو کوئی گھٹنون کو نہ چھپاوے وہ ساتھہ نرمی اور ملائمت کے منع کیا جاوے اسواسطے کہ اسکے ستر ہونے مین اختلاف ہی اور جو کوئی رانکو نہ چھپاوے وہ ساتھہ غصے کے منع کیا جاوے اسواسطے کہ اسکے ستر ہونے مین بعض اہل حدیث اختلاف کرتے ہین اور جو کوئی کہ ناف کو نہ چھپاوے وہ ساتھہ ادب درناک کے منع کیا جاوے کیونکہ اسکے ستر ہونے مین کسی کا اختلاف نہین ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن الخ امام ناصرالدین لبستی رحمہ اللہ نے قول من ابصارہم مین تین تفسیرین بیان کین ہین ایک یہ کہ لفظ من کا بیان صلہ زائد ہی اب یہ معنی ہوئے کہ تم اپنی آنکھین چھپاؤ اور یہ قول سعید کا ہی دوسری یہ کہ بیان تجبیر

مستعمل ہے اور تقدیر اوسکی یہ ہی کہ یغضوا ابصارہم عما لا یحل لہم من النظر اور یہ قتادہ کا قول ہے
تیسرے یہ کہ مضمر کا استعمال نہین ہی بلکہ مظہر کا استعمال ہی کیونکہ آنکھہ کا بند کرنا حلال سے لازم
نہین ہی بلکہ حرام سے لازم ہے اسیواسطے آنکھون کے بند کرنے مین من تبعیضیہ داخل ہوا ہے
اب یہ ترجمہ ہوا کہ اپنی آنکھون کو تمام چیزون سے نہ بند کرین بلکہ حرام چیز سے بند کرین اور یہ
ابن شجر کا قول ہے اور پہلی نظر معاف ہی اور دوسری نظر قصداً ہے اور حدیث مین ہے کہ
اے اولاد آدم پہلی نظر تجکو معاف ہی پھر دوسری نظر کا کیا حال ہی جصاص رحمہ اللہ نے
کہا کہ پہلی نظر اگر بھول سے ہو تو معاف ہی ورنہ پہلی اور دوسری برابر ہے اور قول ویحفظوا فروجہم
اے لیعفوا یعنی حرام سے بچے رہین اسواسطے کہ یعفو التعفیف سے ہے اور معنی تعفیف کے پاکدامنی
ہی اور پاکدامنی اوسی کو کہتے ہین جو فعل حرام سے بچے اور یہی وجہ ہی کہ من تبعیضیہ اسپر داخل
نہین ہوا اور ابو العالیہ نے کہا ہی کہ فرج کی نگہبانی آنکھون سے فرض ہی تا ظاہر ہو **فائدہ**
اسجگہ فرج سے مراد ستر ہی نہ زنا اور عبادہ بن صامت رضہ روایت کرتے ہین حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا اضمنوا ستا من انفسکم اضمنت لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم
واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم یعنی تم لوگ چہہ
چیزون کا ذمہ کرو تو مین بھی تمہارے واسطے ضامن ہونگا ایک یہ کہ جب تم بولو سچ بولو
دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو پورا کرو تیسرے یہ کہ امانت کو ادا کرو چوتھے یہ کہ اپنے ستر کو
بچاؤ پانچوین یہ کہ اپنی آنکھون کو حرام کے دیکھنے سے بند کرو چھٹے یہ کہ اپنے ہاتھون کو فعل
منہی کرنے سے روکو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہی کہ النظر الی محاسن
المراۃ سہم من سہام الابلیس مسموم فمن رد بصرہ ابتغاء ثواب اللہ تعالے بدلہ اللہ تعالی بذلک
عبادۃ تسرہ یعنی عورت خوبصورت کیطرف دیکھنا ایک تیر زہر دار ہی تیر شیطان سے
پس جسنے نظر پھیری واسطے چاہنے ثواب کے تو اللہ تعالی اوسکو بدلہ دیگا ساتھ ایسی عبادت کے
جو اوسکو خوش اور مسرور کریگی اور ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ بینما رجل یصلی اذ امرت بہ امراۃ فنظر الیہا واتبعہا بصرہ ذہبت عیناہ
الزینۃ ما تتزین بہ المراۃ من الثیاب والحلی ونحوہما یعنی زینت اوسکو کہتے ہین کہ عورت

اپنے کو کپڑے اور زیور وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرے قال اللہ تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد اور کسی شاعر نے کہا کہ ؎ یا خذنی زینتھن احسن ما تری ✤ واذا عطلن فھن غیر عواطل ✤ اور ظاہری زینت کا چھپانا واجب نہین ہے اور اوسکی طرف دیکھنا حرام بھی نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ الا ما ظھر منھا اور اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ زینت ظاہری کپڑا اور لباس ہے اور یہ ابن مسعود کا قول ہے دوسرے یہ کہ زینت ظاہری سرمہ لگانا اور انگوٹھی پہنا ہے اور یہ ابن عباس اور مسعود ابن مخرمہ کا قول ہے تیسرے یہ کہ زینت ظاہری منہ اور ہتھیلیان ہین اور یہ سعید بن جبیر اور حسن کا قول ہے۔ لیکن زینت باطنی پس ابن مسعود نے کہا ہے کہ گوشوارہ اور ہار اور بازو بند اور خلخال زینت باطنی ہین اور کنگن مین اختلاف ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کنگن زینت باطنی ہے اسواسطے کہ یہ دونو کف سے تجاوز کئے ہوئے ہین لیکن خضاب پس یہ اگر دونون ہتھیلیون مین ہے تو زینت ظاہری ہے اور اگر دونون قدمون مین ہے تو زینت باطنی ہے اور اوسکی طرف دیکھنا غیر ونکو حرام ہے نہ محرمون کو جیسا کہ مروی ہے کہ جناب امام حسنین رضی اللہ عنہما اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کے پاس جایا کرتے تھے درانحالیکہ وہ کنگھی کرتی رہتی تھین اور یہ دلیل ہے واسطے محرمون کے جواز کی اور صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے گمان کیا ہے کہ زینت ظاہری دنیا ہے اوسپر بھروسا اور امید نہ رکھنا چاہیے اور نہ اوسپر فخر کرنا چاہیے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ طاعت ظاہری اور طاعت باطنی ہے حالانکہ دونون تاویل بعیدہ ہین اور جصاص رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میرے اصحاب رحمہ اللہ نے اس سے ہتھیلیان اور منہ مراد لیا ہے کیونکہ سرمہ زینت منہ سے ہے اور انگشتری زینت ہتھیلیون سے پس جبکہ منہ کی زینت دیکھنا مباح ہوا تو منہ بھی دیکھنا مباح ہوا اور یہ اسیطرح سے ہتھیلیان پس اسنے اس بات پر دلالت کی کہ عورتون کو منہ اور ہتھیلیان کھولکر نماز پڑہنا درست ہے اسواسطے کہ اگر یہ ستر قرار دیا جاتا تو اسکو کھولکر نماز پڑہنا جائز نہوتا کتاب الاستحسان مین فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجکو اس مسئلہ مین شک تھا کہ عورت نماز پڑہتی ہو اور پشت پا اوسکا کھلا ہو تو آیا نماز جائز ہے یا نہین یہانتک کہ مینے ایک روایت حسن رحمہ اللہ سے پائی کہ وہ روایت کرتے ہین امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ سے کہ نماز اوسکی جائز ہے

اوراس قیاس پر جائز ہے اوسکے پشت پا کی طرف دیکھنا اگر ساتھ شہوت کے نہو اور
جب اوسکے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو اوسکو دیکھنا جائز ہے اگرچہ ساتھ شہوت کے ہو اور
اسیطرح وقت علاج کے اور اسکی تصریح ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور مغیرہ بن شعبہ رض
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوس عورت کے بارہ مین سوال کیا کہ جس سے
نکاح کرنا چاہتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اوسکو دیکھتے
تو بہتر تھا کہ محبت اور الفت تم مین ہو جاتی اور یہ قول کہ ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن یعنی
اپنی نقاب اور چادر کو اپنے سینہ پر ڈالین خمر کے معنی مقنعہ اور نقاب اور چادر کے ہین
کہا گیا ہی کہ اوسوقت مین عورتون کے کرتے کا گلا ڈھیلا ہوتا تھا کہ جس سے اونکا سینہ معلوم
ہوتا تھا اور اونکو خمار کا ڈالنا اپنے سینہ پر واسطے چھپانے کے حکم ہوا اور لفظ جیوب سے
سینہ مراد لینا کنایۃً ہے اسواسطے کہ وہ اوسپر پہنا جاتا ہی اور قول ولا یبدین زینتہن
الا لبعولتہن یعنی زینت کا ظاہر کرنا اپنے شوہر کے واسطے جائز ہے اگر وہ خواہش اور استدعا
کرے اسواسطے کہ آپس مین محبت زیادہ ہوتے ہی اسیواسطے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون عورتون پر لعنت کی ہی جو کبھی مہندی نہین لگاتی ہین اور نہ سرمہ
لگاتی ہین اور اون عورتون پر جو کہ موفہ اور مغلہ ہین موفہ اوسکو کہتے ہین کہ جب شوہر
اوسکو مباشرت کے واسطے بلائے تو وہ بہانہ کرے اور کہے کہ اب آتی ہون اور مغلہ
اوسکو کہتے ہین کہ جب شوہر اوسکو مباشرت کے واسطے طلب کرے تو وہ کہے کہ مین
حائضہ ہون حالانکہ ایسا نہین ہی اور اون عورتون پر جو کہ غائصہ اور معوصہ ہین غائصہ
اوسکو کہتے ہین جو حیض سے ہو اور شوہر کو خبر نکرے یہانتک کہ شوہر اوسکے ساتھ مجامعت
کرے اور معوصہ اوسکو کہتے ہین کہ جو حائضہ ہونے کا دعوی کرے تا شوہر کی قربت سے
بچے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ قول ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن اسبات پر دلالت
کرتا ہے کہ عورت کا سینہ وغیرہ ستر ہی اجنبی کو اوسکی طرف دیکھنا نہین جائز ہے اور قول
ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا مقتضی ہے اوپر اباحت ظاہر کرنے زینت ظاہری کے
اور وہ زینت ظاہری منہ اور ہاتھ ہین اور یہ قول کہ ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن اذ

آبائهن الخ مقتضی ہی اباحت کا واسطے دیکھنے مذکورین کی طرف زینت باطنی کے اور ابراہیم
رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ کان اور سر دیکھنا درست ہی اور ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کان
اور سر کی کوئی خصوصیت نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے واسطے زینت کے کوئی مقام
خاص نہین کیا ہی اور اللہ تعالی نے درمیان شوہر اور باپ کے برابری کا درجہ رکھا ہے
تو اسنے تقضا کیا عموما اباحت نظر کو طرف موضع زینت کے اور جبکہ اللہ تعالی نے ساتھہ
باپ کے ذوی المحارم کو اور اونکو کہ جنسے نکاح کرنا حرام ہی بیان کیا تو اسنے اسبات پر
دلالت کی کہ جو لوگ کہ حرمت کے مرتبہ مین ہین اونکا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسے داماد
اور خسر اور محرمات رضاعی اور مثل انکے اور یہ تحریم مقصور اور مخصوص ہی ساتھہ عورتون
حرائر کے اونکے محارم سے اسواسطے کہ اجنبی کو چھوکری کے بالونکی طرف دیکھنے مین کوئی
اختلاف نہین ہی اور عمر رضہ سے مروی ہے کہ آپ چھوکریون پر سر کے چھپانے سے تعزیر
جاری کرتے تھے اسواسطے کہ اسمین مشابہت ہی ساتھہ عورت نو آزاد کے اور چھوکری کا
مرد اجنبی کے ساتھہ سفر کرنا درست ہی اسواسطے تمام آدمی اجنبی واسطے چھوکری کے مثل
ذوی الارحام کے ہین اور ساتھہ ذوی الارحام کے عورت حرائرہ اور آزاد کو سفر کرنا
جائز ہے اور مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لایحل لامرأۃ تومن باللہ
والیوم الآخر ان تسافر سفرا فوق ثلثۃ ایام الا مع ذی رحم محرم او زوج یعنی اوس عورت کو
کہ جو اللہ اور دن قیامت پر ایمان لاتی ہے نہین حلال ہی کہ زیادہ تین روز سے سفر
کرے مگر ساتھہ مرد محرم یا شوہر کے پس جبکہ چھوکری کو ساتھہ مرد غیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے
تو ہمنے جانا کہ وہ واسطے محرم کے مثل حرہ کے ہی اور اوسکی طرف دیکھنا مباح ہی اور اسمین
کہا گیا ہی کہ آیت مخصوص ہی مردون ہی کے دیکھنے مین نہ عورتون کے اسواسطے کہ عورتونکو
دیکھنا عورت کیطرف اوسیقدر جائز ہے کہ مردونکو دیکھنا طرف مردونکے یعنی ناف سی سر
تک نہ ناف سی گھٹنون تک اور قول اللہ تعالی کا ہی او نسائهن او ما ملکت ایمانهن والتابعین
غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظهروا علی عورات النساء اسی بنا پر عورتکو حلال
نہین ہی کہ سامنے عورت مشرکہ کے ننگی ہو مگر اوسحالت مین کہ عورت مشرکہ چھوکری ہو

اور ماملکت ایمانہم مین ابن عباسؓ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہؓ نے تاویل کی
ہی کہ غلام مملوک کو اپنی عورت مالکہ کے بالون کی طرف دیکھنا جائز ہی اور ابن مسعود اور مجاہد اور حسن
اور حسین اور ابن سیرین اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نہین جائز ہی اور یہی
مذہب ہی ہمارے اصحاب کا مگر ذو رحم محرم عورت کا اور تاویل کی ہی قول و ماملکت
ایمانہن کی چھوکریون پر کیونکہ غلام اور آزاد حرمت مین برابر ہین اور کہا کہ عورتونکے خاص
کرنے کا فائدہ قولہ تعالے او نسائہن مین یہ ہی کہ جو لوگ کہ پہلے ذکر ہو چکے ہین مرد ہین
پس کوئی گمان کرنے والا گمان کرسکتا تھا کہ اسکے ساتھ مرد ہی مخصوص ہین جبکہ وہ لوگ محارم
ہون کیونکہ اباحت نظر ان مواضع مین واسطے عورتون کے برابر ہے خواہ وہ
محرم ہون یا غیر محرم پھر اسپر عطف کیا اماء کا ساتھ قول و ماملکت ایمانہن کے تا اسبات کا
گمان نہو کہ اباحت عورت حرہ ہی پر مقصور اور مخصوص ہو نہ اماء پر جیسا کہ قولہ تعالے
فاستحوا الایامی مقصور تھا حرائر پر نہ اماء پر اور قولہ تعالی شہیدین من رجالکم مین لفظ رجال
محمول ہی مرد آزاد پر بسبب منسوب ہونے انکے میری طرف اور اسیطرح سے قول اللہ تعالی کا
او نسائہن عورت حرہ پر پھر اسپر اماء کو عطف کیا پس انکے واسطے بھی مباح ہوا مانند اباحت
حرائرہ کے اور قولہ تعالی والتابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال مین حضرت ابن عباس
اور قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ تابع وہ ہی جو بسبب تمہاری پیروی اور خدمتگذاری
کے کھانا پاوے اور اوسکو عورتونکی کچہ حاجت نہو جصاص رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اسمین
آٹھ وجہین ہین ایک یہ کہ تابع سے مراد چھوٹا اور کم عمر ہے کہ بسبب صغر سنی کے عورتونکی
حاجت نرکھتا ہو اور یہ ابن زید کا قول ہی دوسری موافق روایت ابن عباسؓ کے یعنی تابع
وہ ہی کہ جس سی عورت حیا اور شرم نہ کرے تیسری موافق قول عکرمہ کے یعنی تابع عنین اور
نامرد کو کہتے ہین چوتھی موافق قول مجاہد اور عطاء اور طاؤس اور حسن کے کہ مراد اس سی
احمق اور بیوقوت ہی پانچوین موافق قول بعضونکے کہ مراد اس سی وہ احمق اور بیوقوت
ہی کہ جسکو حاجت عورت کی نہو اور یہ قتادہ کا قول ہی چھٹی مراد اس سی مجنون اور دیوانہ
ہی کہ کسی سبب سے اوسکو احتیاج عورت کی نہو اور یہ قول ماثور ہے ساتوین یہ کہ اوس سے

مراد بوڑہا آدمی ہی اور یہ یزید بن حبیب کا قول ہی آٹھوین یہ کہ تابع سے مراد وہ شخص ہی
کہ سوای سیری شکم کے دوسرے کسی کام کا فکر اور اندیشہ نرکھتا ہو اور یہ مجاہد کا قول ہے
حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے مروی ہے کہ ایک مخنث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون کے
مکانمین ہمیشہ آیا کرتا تھا اور وہ سب اوسکو غیر اولی الاربہ جانتی تھین پس ایکبرتبہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے
پاس نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ عورتون کے حالات سی واقف ہی پس سبھون نے اوس سے
پردہ کرلیا اور ام سلمہ رضہ سے مروی ہے کہ ایکمرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
تشریف لائے اور ایک مخنث میرے بھائی عبد اللہ سے باتین کرتا تھا کہ ای عبد اللہ اگر
اللہ تعالی نے طائف پر ہملوگون کو فتحمندی دی تو غیلان کی بیٹی کے حالات سی تمکو آگاہ
کرونگا کہ وہ ساتھ چار کے آتی ہے اور ساتھ آٹھ کے جاتی ہے پس اوسکی یہ بات سنکر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورتون کے حالات جانتا ہے تم لوگون کے پاس
نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ اولی الاربہ ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جو مخنث کہ غیر اولی الاربہ ہو
اوسکا مکان مین آنا مباح ہی اور اس سی پہچان اولی الاربہ اور غیر اولی الاربہ کی بھی ثابت
ہوئی کہ جو مخنث عورتون کے احوال اور اوصاف سی آگاہ نہو وہ غیر اولی الاربہ ہی اور جو
واقف ہو وہ اولی الاربہ ہی اور لفظ اربہ کے معنی مین اختلاف ہی اور اربہ ماخوذ ہی ارب سے
اور معنی اسکے حاجت کے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکے معنی عقل کے ہین اور فقیہ رحمہ اللہ نے
کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے مین بیبیونکا بوسہ
لیتے تھے حالانکہ آپ واسطے حاجت کے تمسے زیادہ قادر تھے اور قولہ تعالی اوالطفل الذین لم
یظہروا علی عورات النساء مین تین وجہین ہین ایک یہ کہ عورت کے ستر سے بسبب نہونے
شہوت کے مطلع نہین ہوتے ہین دوسری یہ کہ عورتون کے ستر کو بسبب عدم تمیز اور عقل کے
نہین پہچانتے ہین تیسری یہ کہ جماع کی طاقت نہین رکھتے ہین لیکن بوڑہا آدمی پس اگر
اوسمین شہوت باقی ہی تو حکم اوسکا حکم جوان کا ہی ورنہ اوسکو زینت باطنہ کیطرف دیکھنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بعضے کتب مین مین نے دیکھا ہی کہ ایکمرتبہ معاویہ عورتون کے گھر مین داخل ہوے

ہوے اور اونکے ساتھ ایک شخص خصی یعنے نامرد تھا پس اوسکو اونکی بی بی نے دیکھکر پردہ کرلیا معاویہ رضی نے کہا کہ کوئی حرج نہین ہی یہ شخص مثل عورتکے ہے پس اونکی بی بی نے جواب دیا کہ کیا مثلہ کو اللہ تعالی نے عورت اجنبیہ کیطرف دیکھنا حلال کیا ہی پس معاویہ رضی اونکی دانائی اور بینائی سے متعجب ہوئے اور عورت کو عورت اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ماخوذ ہی عورت سے جسکے معنے بھی ستر کے ہین اسواسطے کہ اسسے چشم پوشی کرنا واجب ہی اور قولہ تعالی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن کی تفسیر مین قتادہ رح نے کہا کہ عورتین چلنے کے وقت اپنے پانون کو زور سے زمین پر دے مارتی تھین تاکہ اونکی خلخال سے آواز نکلے پس یہ آیت نازل ہوئی اور اسطرح چلنے سے منع کی گئین اسواسطے کہ یہ معنی مین تبرج اور زینت اور خود آرائی کے ہی اسی سبب سے منع کیا گیا ہی کہ ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی شیخ ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت اور چند معانی کے دلالت کرتی ہی ایک یہ کہ جبکہ آواز زیور کی پوشیدہ کرنے کی ممانعت ہی تو عورتونکو اپنی آواز پوشیدہ کرنیکی بدرجہ اولی ممانعت ہوگی اور قول دلالت کرتا ہے ساتھ صحت قول کے بناپر قیاس جلی کے خفی پر اور یہی سبب ہی کہ عورتون کو آواز بلند کرنا بولنے کے وقت منع ہی کیونکہ یہ واسطے فتنہ کے آواز گھنگرو سے بہت قریب ہی اور اسیواسطے ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے عورت کا اذان دینا مکروہ جانا ہے اور دلالت کرتا ہی اوپر منع ہونے نظر شاہدون کے انکے منہ کی طرف جسوقت کہ زینت کئے ہون اسواسطے کہ یہ سبب ہی فتنہ اور فساد کا واللہ اعلم۔

چوبیسوان باب اوس شخص کی احتساب مین جو چھوٹی قبر بناکر کعبہ کی مقبرہ سے مشابہت دے

کفایہ شعبیہ کے باب التراویح مین مذکور ہے کہ ایک قوم بصورت حجاج کے واسطے زیارت کرنے بیت المقدس کے نکلی تھی پس اونکو حضرت عمر نے لوٹا یا اور درہ سے مارا اور فرمایا کہ کیا تم بیت المقدس کو مثل بیت اللہ اور مسجد الحرام کے بنایا چاہتے ہو اور سبب درے مارنے اور لوٹا دینے کا اونکے یہ تھا کہ وہ لوگ ایک نیا کام کرتے تھے اور دار الاسلام مین نیا کام کرنا کسیکو جائز نہین ہی۔

پچیسوان باب گھرون مین تصویر رکھنے کے احتساب مین

مراد بوڑہا آدمی ہی اور یہ یزید بن حبیب کا قول ہی آٹھوین یہ کہ تابع سے مراد وہ شخص ہی
کہ سوای سیری شکم کے دوسرے کسی کام کا فکر اور اندیشہ نرکھتا ہو اور یہ مجلد کا قول ہے
حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے مروی ہے کہ ایک مخنث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون کے
مکانین ہمیشہ آیا کرتا تھا اور وہ سب وسکو غیر اولی الاربہ جانتی تھین پس ایکمرتبہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے
پاس نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ عورتون کے حالات سی واقف ہی پس سبھون نے اوس سے
پردہ کرلیا اور ام سلمہ رضہ سے مروی ہے کہ ایکمرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
تشریف لائے اور ایک مخنث میرے بھائی عبد اللہ سے باتین کرتا تھا کہ ای عبد اللہ اگر
اللہ تعالی نے طائف پر ہملوگون کو فتحمندی دی تو غیلان کی بیٹی کے حالات سی تمکو آگاہ
کرونگا کہ وہ ساتھ چار کے آتی ہے اور ساتھ آٹھ کے جاتی ہے پس اوسکی یہ بات سنکر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورتون کے حالات جانتا ہے تم لوگون کے پاس
نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ اولی الاربہ ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جو مخنث کہ غیر اولی الاربہ ہو
اوسکا مکان مین آنا مباح ہی اور اس سی پہچان اولی الاربہ اور غیر اولی الاربہ کی بھی ثابت
ہوئی کہ جو مخنث عورتون کے احوال اور اوصاف سی آگاہ نہو وہ غیر اولی الاربہ ہی اور جو
واقف ہو وہ اولی الاربہ ہی اور لفظ اربہ کے معنی مین اختلاف ہی اور اربہ ماخوذ ہی ارب سے
اور معنی اسکے حاجت کے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکے معنی عقل کے ہین اور فقیہ رحمہ اللہ نے
کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے مین بیویکا بوسہ
لیتے تھے حالانکہ آپ واسطے حاجت کے تمسے زیادہ قادر تھے اور قولہ تعالی او الطفل الذین لم
یظہروا علی عورات النساء مین تین وجہین ہین ایک یہ کہ عورت کے ستر سے بسبب نہونے
شہوت کے مطلع نہین ہوتے ہین دوسری یہ کہ عورتون کے ستر کو بسبب عدم تمیز اور عقل کے
نہین پہچانتے ہین تیسری یہ کہ جماع کی طاقت نہین رکھتے ہین لیکن بوڑہا آدمی پس اگر
اوسمین شہوت باقی ہی تو حکم اوسکا حکم جوان کا ہی وگرنہ اوسکو زینت باطنہ کیطرف دیکھنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بعضے کتب مین مین نے دیکھا ہی کہ ایکمرتبہ معاویہ عیسیٰ کی گھر مین داخل ہوے

نامۂ اعمال مین لکھی ہوگی اور اوسکے ہر ذرہ کے عوض مین پانچہزار گناہ لکھے ہونگے
اور ذرہ ہبا کو کہتے ہین جو شعاع آفتاب مین نظر آتا ہی اور بعضے مجاہدین فی سبیل اللہ
سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہمارے پاس اوسکا چارہ
نہ تھا بس اثنای راہ مین ایک آدمی گھانس بیچتے ہوئے ملا ہمنے چاہا کہ گھانس واسطے
گھوڑے کے خرید کرین کہ گھوڑا میرا وہانسے بھاگ گیا پھر اثنای راہ مین ایک آدمی ملا
پھر مین نے چاہا کہ گھانس اوسکے واسطے خریدون پھر گھوڑے نے ویسا ہی کیا تین بار
چوتھی مرتبہ ایک شخص ملا اور اوس سے ہمنے گھانس لے لی اور تھک کر مین سو گیا
تو خواب دیکھتا ہون کہ سامنے میرے گھوڑا آیا ہے اور کہتا ہی کہ قسم خدا تعالی کی جب
تمنے بعوض اشرفی ناقص کے گھانس خریدنا چاہا تو مین تین مرتبہ بھاگتا گیا حتی کہ مجکو
مجبور کرکے گھانس خریدہی لی اور یہ منع ہے پس مین خواب سی چونک پڑا اور جلدی
سے گھسیارے کے پاس گیا اور اوس سی کہا کہ جو اشرفی عوض مین گھانس کے مین نے
تجھے دی ہی مجکو پھیر دے اسواسطے کہ وہ ناقص اور کھوٹی ہے اور عبدالوہاب رحمہ اللہ
نے کہا ہی کہ ہمنے بشیر سے پوچھا کہ ناقص اشرفی کے لینے دینے مین آپ کیا فرماتے ہین
اوھنون نے کہا کہ ہمنے معالی سے اور اوھنون نے ثوری سے پوچھا تھا کہ حرام ہے اور
امام احمد نے کہا ہی کہ معاملہ کرنا ساتھ ناقص اشرفیون کے حرام ہے اور بعض علما کہتے
ہین کہ ناقص اشرفی اپنے مصرف اور خرچ مین لانا بدعت ہی اور بری رسم کا ظاہر کرنا
او رمسلمانون کے مال کو فاسد کرنا ہی اور اسکا گناہ اوسکے مرنے کے بعد سو برس تک
ہوگا بلکہ زیادہ جبتک کہ وہ اشرفی ناقص لوگونکے پاس پھرا کریگی اور یہ بھی کہا ہے کہ
خرچ کرنے والا قصداً زیادہ گنہگار ہی اوس شخص سے کہ جو ناواقف ہو اسواسطے کہ پہلے
اسنے قصداً اور جانکر یہ فعل کیا اور دوسرا خطا کار ہے اور حقوق مین بندون کے خطا
کرنا معاف ہی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جسکے پاس ناقص اشرفی ہو اوسکو لازم ہی کہ پھینکدے
اسواسطے کہ وہ مثل صدقے اور خیرات کے ہی اور نماز اور روزہ سے افضل ہی اور ہرگز
اوسکو خرچ نہ کرے تا اس وبال سے بچے اور کتاب الذخیرہ کے باب الصرف مین مذکور ہی کہ

کہ بدلا ستوقہ یعنی ناقص اشرفی کے خرید فروخت کرنا کچہ مضائقہ نہین ہی جبکہ پہلے سے اوسکو آگاہ کردے اور میرے نزدیک حق یہ ہی کہ بادشاہ ایسی اشرفی کو قطع کرادے اور توڑوا ڈالے تاکہ وہ کسی ایسے آدمی کے ہاتھہ مین نہ آوے کہ جو اوسکے حال سے کسیکو آگاہ نکرے اور ناحق یہ وبال اپنی گردن پر لے آور کسیکو ناقص اشرفی اور نبہرجہ اور ستوقہ اور رزلیفہ اور مکحلہ اور بہجارہ دینا باوجود ظاہر کرنے اوسکے حال کے مکروہ ہی اور وقت لینے کے اوسکا ظاہر کر دینا جائز ہے اسواسطے کہ اوسکے خرچ کرنے مین ضرر عام ہے اور ضرر عام مکروہ ہے اور لینے دینے والے کی رضامندی سے یہ درست نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اسمین ناواقفون کا ضرر ہی اور فاجر اسمین فریب کرسکتا ہے اور جو چیز کہ جائز نہین ہی تو چاہیے کہ وہ توڑی جاوے اور اگر خرچ کرے تو اوسکے صاحب کو تعزیر کیا جاوے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالیٰ اوسکے عمل کو کہ منجملہ ظلم مشہور بادشاہون کے یہ ہی کہ وہ اپنے زمانہ مین سکہ بناتے ہین اور اوسکو لوگون مین زیادہ قیمت پر رواج دیتے ہین پھر جب اونکا زمانہ گذر جاتا ہی تو وہ اپنی اصل قیمت پر بکتا ہی اور اسمین عوام کا نقصان ہوتا ہی تو وہ لوگ قیامت کے دن بادشاہون سے اس ظلم پر مخاصمہ اور مواخذہ کرینگے مستحق ہونگے آور منقول ہی کہ حجاج سے سوال کیا گیا کہ تمکو کس عمل سے امید نجات ہی تو اونھون نے بہت چیزونکو بیان کیا منجملہ اونکے ایک یہ ہی کہ ہمنے لوگون پر نقودکو فاسد کیا واللہ اعلم۔

ستائیسوان باب اہل ذمہ کے احتساب مین

ملتقط ناصری مین ہی کہ اہل اسلام کو نچاہیے کہ مشرکین کو بربط بجانے دین اور اوسپر کچہ مزاحمت نہ کرین آمام محمد نے کہا ہی کہ جس چیز سے مسلمان منع کیے جاوین اوس سے مشرکین کو بھی منع کرنا چاہیے مگر شراب اور سور اور فتاوی النسفی مین ہی کہ کسی نے قوم یہود سے سوال کیا کہ اونھون نے کوئی گھر یا باغ شہر مین مسلمانون سے خریدا تھا اور اپنا مقبرہ بنایا تھا تو آیا اس سے اونکو منع کرنا جائز ہے یا نہین پس جواب دیا کہ منع کرنا جائز نہین ہی کیونکہ یہ اوسکے مالک ہوچکے ہین جسطورسے چاہین اوسمین تصرف کرین اور

اگر اوسمین مسجد بنانا چاہین منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اظہار انکی بطالت اور اشتہار ضلالت کا ہی اور مذلت اسلام اور مسلمانون کی ہی اور مقبرہ بنانے مین کچھ ضرر نہین ہی اور کافر کو قرآن مجید چھونا جائز نہین ہی اور ظہیریۃ مین ہی کہ کافر اگر بعد غسل کے قرآن مجید چھوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ سیر کبیر مین امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لاخصاء فی الاسلام ولا کنیسۃ یعنی اسلام مین خصی کرنا اور کنیسہ بنانا نہین جائز ہی اور اسیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خصی کرنیکی تاویل اوسکے باب مین مروی ہے لیکن تاویل کنیسہ بنانے کے یہ ہی کہ اہل ذمہ کو جدید کنیسہ مسلمانونکے شہر مین بنانا نہین درست ہی اور اگر بنائین تو بادشاہ یا حاکم کو چاہیے کہ اوس سے منع کرے اور یہ حکم شہرون کا ہی لیکن گانون مین پس اوسمین بنانے سے منع نکیے جاوین بموجب ظاہر روایت کے خواہ جماعت مسلمانون کی تھوڑی ہو یا بہت اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اگر اوسمین مسلمانون کی جماعت زیادہ ہو منع کیے جاوین کیونکہ وہ مثل شہر کے ہی حتی کہ وہ لوگ اظہار فروخت شراب اور سور اور بیع ربوا یعنی سود سے بھی منع کیے جاوین اور بازار مین سے ہوکر شراب اور سور لیجانے سے بھی منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اہل اسلام کی سبکی ہے اور میری صلح اونسے اس بنا پر نہین ہی کہ وہ ہمکو سبک کرین اور اسیطرح اپنی عید کے دن اگر چلیپا لگانا چاہین تو اپنے قدیمی کنیسہ مین رکھین اور شہر مین ظاہر نہ کرین اور اگر پوشیدہ نکالین تو کنارہ شہر سے ہوکر لیجاوین اور وہان ظاہر کرین یعنی جب فنا شہر سے گذر جاوین تب ظاہر کرین کیونکہ فنا شہر حکم درمیان شہر کا رکھتا ہی جمعہ اور عید کے قایم رکھنے مین اور شہرون مین سوا اپنے کنیسہ قدیم کے سنکھ بجانے سے بھی منع کیے جاوین بلکہ اونکو حکم کیا جاوے کہ سنکھ زور سے نہ بجاوین کہ آواز شہر مین پہونچے اور نکاح کرنیسے ساتھ محارم اور تمام ان لوگونکی جو دین اسلام مین حرام ہے منع کیے جاوین کیونکہ اسمین سبکی اور خفت مسلمانونکی اور معارضہ حق کا ساتھ باطل کے ہی کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ذمی پان کھانے سے ذنکو ماہ رمضان مین منع کیے گئے ہین **مسئلہ**

جو کنیسہ کہ پہلے سے شہر مین واقع تھا گر گیا اور ذمیون نے اوسکو پھر ساتھہ کشادگی کے بہ نسبت
پہلے کے بنانا چاہا یا اوسکو دوسری جگہ سے بدلنا چاہا تو اس کشادگی کے ساتھہ بنانے اور بدلنے
سے منع کیے جاوین اور ذمی کو مسلمانون کے شہر مین مکان خریدنے مین علما نے اختلاف
کیا ہی بعضون نے کہا ہی کہ خریدنے سے منع کیے جاوین اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین
اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اونکے خریدنے سے محلہ کی مسجد کی جماعت مین خلل واقع
ہو تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور اگر ہی تو منع کرنا چاہیے اور بشرط نہ واقع ہونے خلل کے
اوسنے خرید لیا اور اوسمین صرف اپنے واسطے عبادتخانہ بنانا چاہا تو اوسکو اس سے بھی باز
رکھنا چاہیے کیونکہ اوسمین پھر وہی خلل سابق ہی اور اگر اوسنے واسطے گوشہ نشینی کے
حجرہ بنانا چاہا تو اس سے بھی باز رکھا جاوے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہی کہ جس سے شہرت
ہوتی ہی تو حکم اوسکا مثل حکم عبادتخانہ بنانے کے ہی اور جو کنیسہ قدیمی ایسے شہر مین ہو کہ پہلے
اسکے وہ گانون تہا اور اب شہر ہو گیا ہی یا وہ شہر اوپر صلح چھوڑ دینے کنیسہ کے فتح ہوا تھا تو
اوس شہر مین کنیسہ بنانے سے منع نہ کیے جاوین اسواسطے کہ قول وقرار صلح کا پورا کرنا
ضروری امر ہی اور اگر وہ ساتھہ غلبہ کے فتح ہوا تھا لیکن اونکا کنیسہ باعتبار اول گانون
ہونے کے چھوڑ دیا گیا ہو اور اب وہ گانون ایسا شہر ہو گیا ہی کہ اوسمین حدود قائم کیجاتی
ہون اور اوسمین جمعہ اور عیدین بھی کیجاتی ہو تو اوسمین کنیسہ بنانے سے منع کیے جاوین تا
مشابہت درمیان شعار اسلام اور شعار کفار کے نہو اور جس شہر مین کہ عید اور جمعہ ادا
کیا جاتا ہو اور حدود اسلام کی پابندی بہی ہو تو اوسمین علانیہ سور یا شراب داخل کرنا کافر
کو نچاہیے پہر اگر ذمی نے نادانستگی سے شراب لیگیا اور امام نے اوسکو چھنوالیا تو امام یا حاکم
کو اوسکا تاوان دیدینا چاہیے اور شہر سے اوسکو نکالدینا کیونکہ وہ عمداً نہین لیگیا ہی اور
اوسکو تنبیہ کردینا کہ اگر تو پہر لاوے گا تو تعزیر پاویگا اسواسطے کہ شراب اوسکی مذہب
مین حلال ہی پس اوسکو اسبات سے تعلیم دینا اور خبردار کردینا چاہیے تا وہ پھر ایسی حرکت
نہ کرے اور معنی نادانستگی کے یہ ہین کہ وہ اسبات کو نہ جانتا تھا کہ شہر مین مسلمانون کے
شراب لیجانا چاہیے یا نہین اسیواسطے امام کو اوسکی شراب گراتا یا اوسکے سور کو مرواڈالنا

اگر اوسمین مسجد بنانا چاہین منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اظہار انکی بطالت اور شتہار ضلالت کا ہی اور مذلت اسلام اور مسلمانون کی ہی اور مقبرہ بنانے مین کچھ ضرر نہین ہی اور کافر کو قرآن مجید چھونا جائز نہین ہی اور ظہیریہ مین ہی کہ کافر اگر بعد غسل کے قرآن مجید چھوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ سیر کبیر مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لا اخصاء فی الاسلام ولا کنیسۃ یعنی اسلام مین خصی کرنا اور کنیسہ بنانا نہین جائز ہی اور سیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خصی کرنیکی تاویل اوسکے باب مین مروی ہے لیکن تاویل کنیسہ بنانے کے یہ ہی کہ اہل ذمہ کو جدید کنیسہ مسلمانونکے شہر مین بنانا نہین درست ہی اور اگر بنائین تو بادشاہ یا حاکم کو چاہیے کہ اوس سے منع کرے اور یہ حکم شہرون کا ہی لیکن گانون مین پس اوسمین بنانے سے منع نکیے جاوین بموجب ظاہر روایت کے خواہ جماعت مسلمانون کی تھوڑی ہو یا بہت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اگر اوسمین مسلمانون کی جماعت زیادہ ہو منع کیے جاوین کیونکہ وہ مثل شہر کے ہی حتی کہ وہ لوگ اظہار فروخت شراب اور سور اور بیع ربوا یعنی سود سے بھی منع کیے جاوین اور بازار مین سے ہوکر شراب اور سور لیجانے سے بھی منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اہل اسلام کی سبکی ہے اور میری صلح اونسے اس بناپر نہین ہی کہ وہ ہمکو سبک کرین اور اسیطرح اپنی عید کے دن اگر چلیپا لگانا چاہین تو اپنے قدیمی کنیسہ مین رکھین اور شہر مین ظاہر نہ کرین اور اگر پوشیدہ نکالین تو کنارہ شہر سے ہوکر لیجاوین اور وہان ظاہر کرین یعنی جب فنا شہر سے گذر جاوین تب ظاہر کرین کیونکہ فنا شہر حکم درمیان شہر کا رکھتا ہی جمعہ اور عید کے قایم رکھنے مین اور شہرون مین سوا اپنے کنیسہ قدیم کے سنکھ بجانے سے بھی منع کیے جاوین بلکہ اونکو حکم کیا جاوے کہ سنکھ زور سے نہ بجاوین کہ آواز شہر مین پہونچے اور نکاح کرنیسے ساتھ محارم اور تمام ان لوگونکی جو دین اسلام مین حرام ہے منع کیے جاوین کیونکہ اسمین سبکی اور خفت مسلمانونکی اور معارضہ حق کا ساتھ باطل کے ہی کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ذمی پان کھانے سے دنکو ماہ رمضان مین منع کیے گئے ہین **مسئلہ**

احتساب کرنے مین کچھ حرج نہین ہی لیکن شرکت مفاوضہ مین اسواسطے احتساب ہی کہ وہ درمیان مسلمان اور ذمی کے نہین جائز ہے پس اوسپر احتساب کرنا واسطے دفع کرنے تصرف فاسد کے ہی لیکن شرکت عیال مین اسواسطے ہی کہ وہ درمیان مسلمان اور ذمی کے مکروہ ہی اور اسپر احتساب کرنا واسطے دفع کرنے کے مکروہ ہے

اٹھائیسوان باب مسافرونکے احتساب مین

مسئلہ مصحف یا دوسری کتب شرعیہ کو خرجی وغیرہ مین رکھکر جاریایہ پر باندھنا اور اوسپر سوار ہونا مکروہ نہین ہی اگر کوئی دوسرا کپڑا درمیان اپنے اور درمیان خرجی کے حایل کرلے اسواسطے کہ بیٹھنا اوسکا کپڑے وغیرہ پر ہی نہ خرجی پر کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ مصحف بنچہ گھر مین رکھا ہوتا ہی اور اوسکی چھت پر سونا جائز رکھا ہی پس اسیطرح یہان بھی حکم ہی اور کاش اگر اوسکے اوپر کوئی کپڑا بھی نہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ اوسکا قصد حفاظت ہی نہ اہانت اور اسیطرحسے مصحف کو خرجی یا گٹھری مین کھکر اوسپر بیٹھنا واسطے حفاظت کے کچھ مضائقہ نہین رکھتا ہے مسئلہ عورت کے ساتھ سفر کرنے مین دو صورتین ہین یا وہ عورت محرم ہی یا غیر محرم اگر وہ عورت محرم ہی پس اگر جانبین شہوت سی بیخوف ہون تو اوسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور اگر دونون جانب سی شہوت کا خوف ہو یا ایک جانب سی تو جائز نہین ہی لیکن غیر محرم پس اگر وہ حرہ اور آزاد ہی تو اوسکے ساتھ تنہائی مین باتین کرنا یا اوسکے ساتھ سفر کرنا حلال نہین ہی اور اگر وہ مملوکہ اور چھوکری ہے تو بعضون نے کہا ہی کہ اوسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین جائز ہی پھر جن لوگون نے کہ جائز رکھا ہی اونکے اپنین بھی اختلاف ہی کہ آیا اونکو اوتارنا اور چڑہانا جائز ہے یا نہین جبکہ دونون شہوت سی بیخوف ہون تو اس صورتمین بعضونے کہا ہی کہ نہین جائز ہی شاید اوسوقت مین شہوت ہو جاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ بسبب پیش ہونے سفر کے جائز ہے مسئلہ ذمی اگر کسی مسلمان سی راستہ بیعہ اور کنیسہ کا دریافت کرے تو مسلمان کو راستہ بتانا نچاہئی اسلیئے کہ یہ معصیت اور گناہ پر اعانت کرنی ہی اور اگر ذمی مندرسی آتے وقت گھر کا راستہ پوچھتا ہو تو اوسکے بتانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی مسئلہ جو شخص سفر حج یا جہاد مین

فجار کی صحبت مین مبتلا ہو تو بسبب اونکی صحبت کے طاعت کو ترک نہ کرے لیکن اوسکی
صحبت کو اپنے دلمین مکروہ جانے اور اوس سے راضی نہو تا کہ شاید فاسق اسکے کراہت
دلی کی برکت سے توبہ کرے جیسا کہ ایک حکایت کفا یشعبی مین منقول ہے کہ حاتم اور شفیق
رحمہم اللہ ایک مرتبہ سفر کو نکلے اور ایک بڈہا فاسق جو راہ مین مزامیر اور باجا بجاتا اور
گاتا ہوا جاتا تھا اونکے ساتھہ ہو لیا اور حاتم اسبات کے منتظر تھے کہ شفیق اسکو منع
کرینگے پھر جبکہ راستہ تمام ہوا اور چاہا کہ اس سے جدا ہوں تو اوس بڈہے فاسق نے اون
حضرات سے کہا کہ مین نے آجتک تمسا کوئی آدمی نہ دیکھا کہ ہمنے تم لوگون کے سامنے سفر
گایا اور بجایا لیکن ذرہ برابر بھی تملوگ مخاطب نہوے تب حاتم رحمہ اللہ نے کہا کہ ای بڈہے
اپنی تقصیر کی عذر خواہی انکے سامنے کر کہ یہ شفیق ہین اور مین حاتم ہون پس اوسنے توبہ
کی اور اپنے گانے بجانے کے آلات کو توڑ ڈالا اور انکا شاگرد ہو کر انکے خدمت مین وہ
رہنے لگا تب شفیق نے حاتم سے کہا کہ تمنے مردون کے صبر کو دیکھا کہ اسکا ثمرہ کیا ہوا اور
فقیہ ابو اللیث رح نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہے کہ آدمی کو قضای حاجت کرنا راستہ مین
یا نہر کے چبوترہ پر یا درخت پھلدار یا سایہ دار کے نیچے کہ آدمی اوسکے سایہ مین بیٹھتے
اور آرام کرتے ہون مکروہ ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
من قضی حاجۃ تحت شجرۃ مثمرۃ او شجرۃ یستظل الناس تحتہا او علی طریق عام او علی صفۃ
نہر جار فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنی اوسکو نپر لعنت خدا اور فرشتون اور آدمیونکی ہے

اونتیسوان باب آلات لہو و لعب کے جلانیکے احتساب مین

منجملہ اوسکے ایک یہ ہے کہ آلات لہو کا جلانا عیدگاہ مین عید کے روز
مکروہ ہے اسواسطے کہ مسجد اس کام کے واسطے نہین بنائی گئی ہے اور اگر محتسب نے اوس
شخص کے مال کو جلا دیا جو شاہراہ مین بجاتا ہے تو اوسپر اوسکے مال کا تاوان ہے مگر اوسوقت
مین اوسپر کچہ تاوان نہین ہے جبکہ اوسمین کوئی فساد یا مصلحت دیکھے اور اسکا تمام بیان
احتساب طریق مین ہے اور شراب فروش کے مکان کو جلانے سے بھی اوسپر کچہ تاوان
نہین ہے جبکہ وہ کسیطرح سے نہین مانتا ہو پھر اگر کہا جاوے کہ عیدا سے لفظے کو

ساتھ جلانے مزامیر کے کیون خاص کیا ہی پس اوسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بسبب چند وجوہ کے ہی ایک یہ کہ بعض لوگون نے گمان کیا ہی کہ عید کے روز دف بجانا یا دف بگانا جائز ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رض سے مروی ہی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور دو لڑکیان گا رہی تہین ہمنے اونکو منع کیا اور جھڑکی دی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دو انکو آج عید کا دن ہی پس یہ حجت جواز کی ان لوگون کے ساتھ ہیو جب اس حدیث کے مقبول نہین ہی اسواسطے کہ یہ حدیث ساتھ اس آیت کے متروک ہی کہ من الناس من یشتری لہو الحدیث الخ پس جبکہ اس آیت سے یہ حدیث متروک ہوئی اہل احتساب نے جلانا آلات لہو لعب کا اوس روز سے جائز رکھا تاکہ اونکا فعل اور اجماع اسیر دار الاسلام مین حجت قاطعہ ہو اور یہ حدیث غیر معمول بہ سمجھی جاوے دوسرے یہ کہ عید کا دن اہل صلاح اور متقیون کی خوشی کا ہی کہ جلانے سے آلات لہو لعب کے انکا دل خوش ہوتا ہے پس اوسکا جلانا واسطے تحصیل مسرت اونکے بھی دن مقرر کیا گیا ہی تیسرے یہ کہ حجاج کے مناسک اور عبادات اسدن پانچ ہین ایک مقام منا سے جانب مسجد حرام کے جانا دوسرے طواف کرنا تیسرے سنتون کا ادا کرنا یعنی سر منڈوانا اور ناخون کٹوانا چوتھے کنکر مارنا اور پانچوین قربانی کرنا اور غیر حجاج کی پانچ عبادتین دوسری کرنا انکی موافقت سے ایک طرف عیدگاہ کے جانا بسبب موافقت اونکی کے جانے مین طرف مسجد حرام کے دوسرے نماز عید کی بسبب موافقت اونکی کے طواف مین بدلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الطواف بالبیت صلوۃ تیسرے آلات لہو کا جلانا بسبب موافقت اونکے کہ تحلیق راس وغیرہ ہے کیونکہ وہ بدعت کو دور کرتے ہین اور سنت کو قائم کرتے ہین اور یہ آلات بھی بدعت ہین اس سبب سے جلائے جاتے ہین چوتھے وقت جلانے آلات لہو کے کنکریان کے لوگونکو پھانا بسبب موافقت حجاج کے رمی جار مین پانچوین ذبح کرنا بموافقت حجاج کے قربانی مین اور کتاب الحظر والاباحت مین ہی کہ کسی شخص نے جانور کے ساتھ جماع کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر وہ جانور اوسی کا ہی تو اوسکو کھا جاوے یا اوسکو ذبح کرکے جلا ڈالے اور اگر اوسکا نہو تو اوسکے مالک کو چاہیے کہ وہ جانور اوسکو دیدے اور اوسکے

فجار کی صحبت مین مبتلا ہو تو بسبب اونکی صحبت کے طاعت کو ترک نہ کرے لیکن اوسکی صحبت کو اپنے دلمین مکروہ جانے اور اوس سے راضی نہو تا کہ شاید فاسق اسکے کراہت دلی کی برکت سے توبہ کرے جیساکہ ایک حکایت کفایۂ شعبی مین منقول ہے کہ حاتم اور شفیق رحمہم اللہ ایک مرتبہ سفر کو نکلے اور ایک بڈہا فاسق جو راہ مین مزامیر اور باجا بجاتا اور گاتا ہوا جاتا تھا اونکے ساتھ ہو لیا اور حاتم اسبات کے منتظر تھے کہ شفیق اسکو منع کرینگے پھر جبکہ راستہ تمام ہوا اور چاہا کہ اس سے جدا ہون تو اوس بڈہے فاسق نے اون حضرات سے کہا کہ مین نے آجتک تمسا کوئی آدمی نہ دیکھا کہ ہمنے تم لوگون کے سامنے سفر گایا اور بجایا لیکن ذرہ برابر بھی تملوگ مخاطب نہوئے تب حاتم رحمہ اللہ نے کہا کہ ای بڈہے اپنی تقصیر کی عذر خواہی انکے سامنے کر کہ یہ شفیق ہین اور مین حاتم ہون پس اوسنے توبہ کی اور اپنے گانے بجانے کے آلات کو توڑ ڈالا اور انکا شاگرد ہو کر انکے خدمت مین رہنے لگا پس شفیق نے حاتم سے کہا کہ تمنے مردون کے صبر کو دیکھا کہ اسکا ثمرہ کیا ہوا اور فقیہ ابو اللیث رحمہ نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہے کہ آدمی کو قضای حاجت کرنا راستہ مین یا نہر کے چبوترہ پر یا درخت پھلدار یا سایہ دار کے نیچے کہ آدمی اوسکے سایہ مین بیٹھتے اور آرام کرتے ہون مکروہ ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من قضی حاجتہ تحت شجرۃ مثمرۃ او شجرۃ یستظل الناس تحتہا او علی طریق عام او علی صفۃ نہر جار فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنی اوسپر لعنت خدا اور فرشتون اور آدمیونکی ہے

اونتیسوان باب آلات لہو و لعب کے جلانیکے احتساب مین

منجملہ اوسکے ایک یہ ہے کہ آلات لہو کا جلانا عیدگاہ مین عید کے روز مکروہ ہے اسواسطے کہ مسجد اس کام کے واسطے نہین بنائی گئی ہے اور اگر محتسب نے اوس شخص کے مال کو جلا دیا جو شاہراہ مین بیچتا ہے تو اوسپر اوسکے مال کا تاوان ہے مگر اوسوقت مین اوسپر کچھ تاوان نہین ہے جبکہ اوسمین کوئی فساد یا مصلحت دیکھے اور اسکا تمام بیان احتساب طریق مین ہے اور شراب فروش کے مکان کو جلانے سے بھی اوسپر کچھ تاوان نہین ہے جبکہ وہ کسیطرح سے نہین مانتا ہو پھر اگر کہا جاوے کہ عمداً اسکے لفظ کو

نام مرشد ہی مین اونکے گھر پر آونگا اگر یہ بات سچ پاؤنگا تو اونکی مکانکو جلا دونگا پس قریشی یہ بات سنکر ڈرا اور گھر مین جاکر جو کچھ کہ مسکرات کی تھی پھینکدی اور ثقفی نے کچھ نہ کیا پس حضرت عمر تھوڑی دیر کے بعد قریشی کے مکان پر آئے اور خانہ تلاشی لی لیکن کچھ نپایا پھر ثقفی کے مکان پر آئے اور شراب رکھی ہوئی پائی پس آپنے اوسکے مکان کو جلا دیا اور فرمایا کہ تو مرشد نہین ہی پس اس حدیث سے یہ فائدہ نکلا کہ اعلان اور اظہار کرنا جائز ہے کیونکہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی تو آپنے اعلان اور وعید کیا پھر خطبہ اور نصیحت مین مشغول ہوئے اور قریشی کے دلمین نصیحت اور وعظ اونکی اثر کر گئے اور نشہ والی چیزونکو گھر سے نکالدیا اور اپنے مکان کو بچالیا اور ثقفی کے دلمین اثر پذیر نہوئی اوسنے نہ مانا یہانتک کہ اوسکا گھر جلا دیا گیا کیونکہ آپنے جلانے کا وعدہ کیا تھا پس سیاست سے یہ بات نہین لائق ہے کہ نہ جلاتے حالانکہ میرے صحابہ سے گھر کے جلانے مین کوئی روایت مروی نہین ہی اور اگر ہی بھی تو گھر کے گرانے اور سبوچہ وغیرہ کے توڑنے مین ہی اور کتاب محیط کی آٹھوین فصل مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لقد ہممت ان آمر رجلا یصلے وانطلق الی اقوام یتخلفون عن الجماعۃ فاحرق بیوتہم یعنی مین ارادہ کرتا ہون کہ کسی شخص کو واسطے امام ہونیکے حکم کرون اور دیکھون کہ کون لوگ جماعت مین نہین حاضر ہوتے ہین پھر اونکا گھر جلا دون پس اس حدیث نے اوس شخص کے گھر جلانے مین جواز پر دلالت کیا جو واجب اور فرض کو ترک کرے پس جبکہ گھر کا جلانا سنت موکدہ کے ترک پر جائز ٹھرا پھر گمان تیرا گھر کے جلانے اوپر ترک کرنے واجب اور فرض کے کیا ہے اور اسیطرحسے آلات معصیت کے جلانے مین کیا ہی اور ذخیرہ کی اٹھارہوین فصل مین سیر سے مذکور ہی کہ جب کوئی مسلمان مسلمانون کے شہر مین سور لائے اور سور کھانے پر وہ شخص متہم بھی ہو تو ذبح کیا جاوے اور اوسکا سور آگ مین جلادیا جاوے اور اگر وہ متہم نہو اور کہے کہ یہ سور کسی ذمی کے ہین تو اوس شخص کو چھوڑ دے اور ایسے فعل کے کرنے سے اوسکو منع کرے واللہ اعلم۔

تیسوان باب محتسب اور متعنت کے فرق مین

مسئلہ کوچہ غیر نافذہ مین ایک نہر ہے اور اوسکے کنارے پر لوگون نے درخت نصب

کر دیا ہو پھر کسی شخص نے اپنے گھر کے سامنے نہر کے کنارے پر درخت لگایا اور کسی سرے شریک کو چہ نے اوس بیچارہ کے درخت کو اوکھاڑنا چاہا پس یہ اوسکو جائز ہے یا نہین
جواب نہین جائز ہے کیونکہ یہ متعنت یعنی رنج رسان ہو نہ محتسب کیونکہ اگر محتسب ہوتا تو تمام درختون کو اوکھاڑتا فقیہ ابو القاسم سفار نے کہا ہے کہ اگر اوسمین اوسکا کوئی حق نہین ہی تو متعنت بھی نہین ہو اور اگر ہی تو متعنت ہی اور اسیطرح اوس حوض یا چشمہ کا توڑنا جو راہ مین خود بخود نکل آیا ہے نہین جائز ہی مگر اوس شخص کو جو محتسب ہو کہ ایسی سب چیزون سے جو نقصان کرنے والی ہین تعرض کرے اسلیے کہ اگر ایکسے تعرض کیا اور دوسرے سے نہ کیا تو وہ محتسب نہین ہی بلکہ متعنت ہی

اکتیسوان باب تعویذ لکھنے اور لکھوانے والے کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ عورت کو تعویذ لکھوا کر اپنے پاس رکھنا واسطے محبت ہونے اپنی شوہر کے حرام ہے اور تفسیر ام المعانی مین مذکور ہے کہ عبرانی یا سریانی زبان مین منتر پڑھنا یا تعویذ لٹکانا اپنے گلے مین مکروہ ہے اور صحیح بخاری مین ابو البشیر انصاری رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ہم بعضے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد کو بھیجا کہ اونٹ کے گردن مین قلادہ پشم وغیرہ سے باقی نہ رہنے پاوے اور کاٹ دیا جاوے اور ایک روایت مین ہی کہ پشم اور قلادہ سے اور عبد اللہ رض نے کہا کہ مجکو خیال ہی کہ شاید ابو البشیر انصاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لوگ اپنی گھر مین تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد کو بھیجا الخ کتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی حدیث سے اسپر صحت پکڑی جاتی ہے کہ لوگ اپنے لڑکون کے گلے مین تعویذ یا گنڈہ یا خرمہرہ وغیرہ مختلف اقسام سے اس گمان پر کہ یہ انکو نافع ہی اور چشم زخم اور نظر اور بھوت پریت کو دفع کریگا نہ لٹکاوین اسواسطے کہ اسمین ایک قسم کا شرک ہی اعاذنا اللہ تعالی من ذلک بخلاف اوس ڈورے کے جو اونگلی یا انگوٹھے مین واسطے یاد داشت کے باندھتے ہین

اور شرح کرخی مین یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لیفعل ذلک اور مغرب مین ابن مسعود رض سے مروی ہی کہ تمائم اور رقیہ اور افسون از قسم جادو کے شرک ہی **فائدہ** ازہری نے کہا ہے کہ لفظ تمائم صیغہ جمع کا ہی مفرد اور واحد اسکا تمیمہ ہے اور

اسکے معنی خرمہرہ کے ہین کہ عرب لوگ اسکو اپنے لڑکون کے گلے مین اوسی گمان پر جو سابق
مین گذر چکا ہی لٹکاتے تھے حالانکہ یہ گمان اونکا بالکل غلط ہی اسواسطے کہ نفع اور ضرر اللہ کے
اختیار مین ہی نہ غیر کے اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من علق
تیمیمۃ فقد اشرک یعنی جسنے اپنے لڑکون کے گلے مین خرمہرہ ڈورے مین باندہ کر لٹکایا شرک
کیا اور مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کے گردن سے تمیمہ کاٹ ڈالا
اور نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو چیز بچے یا بوڑہے کی گردن مین لٹکائی جاوے مکروہ
ہے اسواسطے کہ یہ تمائم سے ہی پھر اگر کہا جاوے کہ مغرب مین مذکور ہی کہ قلبتی اور بعضون نے
توہم کیا ہی کہ معاذات بھی تمائم سی ہین حالانکہ ایسا نہین اسواسطے کہ تمائم خرمہرہ ہی اور معاذات
تعویذ ہی اور تعویذ لٹکانا حرام نہین ہی جبکہ اوسمین قرآن مجید اور اللہ کا نام لکھا جاوے پس
اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ وہ لوگ اہل لغت سے ہین انکو فقہ سے کیا کام ہے اسواسطے
کہ انکے کہنے سے قول نخعی کا ترک نہ کیا جاوے گا واللہ اعلم

بتیسوان باب اوس شخص کی احتساب مین جو بعوض احتساب کے کوئی چیز لیوے

محتسب کو اہل ذمہ سے لینا اوس چیز کا جو شہرون مین مقرر ہی جائز ہی کیونکہ یہ جزیہ کے
مالون سے ہے اور اگر مسلمان سے لیوے پس اگر وہ بقدر ضروری اعوان اور مددگار کے
ہو اور اونکا کچھ بیت المال سے مقرر بھی نہو تو کچھ مضائقہ بھی نہین ہے کیونکہ یہ لوگ اونہین کے
واسطے یہ کوشش اور جانفشانی کرتے ہین اور اگر اسپر زیادہ ہو یا انکا بیت المال سے کچھ
مقرر ہو تو لینا حرام ہے کیونکہ یہ مال مسلمانون سے ساتھ قہر اور غلبہ کے اور بغیر اونکی
رضامندی کے لیا گیا ہے جیسا کہ قولہ تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ
عن تراض منکم وال ہی اور خصاف رحمہ اللہ نے احکام القرآن مین ذکر کیا ہی کہ جو کوئی بے
قصور لوگونکو دُرہ مارے اوسکا خون حلال ہی اور بعضے مشائخ رحمہ اللہ اوسکے کفر پر فتوی
دیتے ہین اور ہم اونکے کفر پر فتوی نہین دیتے جبتک کہ اپنے ظلم اور فسق کو اپنی تکفیر پر
حلال نہ سمجھین اور جبکہ حلال سمجھین تو اونکی تکفیر پر مسلمانون کا اجماع ہی اور اسیطرح سے سوائے
مرسوم اور مقرر کے لینا واسطے مسامحت اور سستی کے نہی عن المنکر یا کوتاہی کے امر بالمعروف سے

حرام ہی کیونکہ یہ لینا اقسام رشوت سے ہے آور شرح ادب مین قاضی خصاف کے مذکور ہی
کہ رشوت کئی طرح پر ہے یا خوف اور ڈر سے لوگ رشوت دیتے ہین تا وہ ظلم نہ کرے
یا واسطے درست کرانے اپنے کام کے رشوت دیتا ہی تا وہ خوش ہو کر میرے کام اچھے
طور سے کر دیوے یا واسطے فیصلہ کرانے مقدمہ کے اپنے حسب دلخواہ رشوت دیتا ہی تا میرے
نام سے فیصلہ کرے تو اول صورت مین حلال نہین ہی اسواسطے کہ خوف سے روکنا ظلم سے
روکنا ہے اور یہ واسطے حق شرعی کے واجب ہی اور دینے والیکو دینا حلال ہی اسواسطے کہ
اوسنے مال کو باعث حفاظت اور نگہبانی نفس کا کیا ہی اور یہ موافق شرع کے جائز ہے اور
اوس محتسب کو دینا حلال ہی جو اپنے ظلم سے اوسکو ڈراتا ہی اسواسطے کہ اوسنے اپنے نفس سے
اوسکے ظلم کو دور کیا ہی لیکن اوسکو لینا حرام ہے اور دوسری صورت مین بھی لینا حلال
نہین ہی اسواسطے کہ مسلمانون کے اُمور کو قائم کرنا اوسپر واجب تھا اور تیسری صورتمین
لینا اور دینا دونون حلال نہین ہی اور اسیطرح ہم کہتے ہین اون محتسبونکو جو ممالک مین
مقرر کیے گئے ہین جیسے قاضی کہ وہ نواب اور امرا سے کوئی چیز لیوے تاکہ اپنی نیابت مین
اونکا کام پورا پورا کرے اور چوتھی صورت مین لینا حرام ہے خواہ حکم اوسکا واجبی ہو یا ظلم ہو
لیکن ظلم دو وجہ سے ہی ایک یہ کہ وہ رشوت ہی دوسرے یہ کہ وہ واسطے قضا اور حکم کے
سبب ہی کہ جو جائز ہے اور واجبی اور حق مین ایک وجہ سے ہے اور وہ یہ ہی کہ مال کا لینا
واسطے قائم کرنے واجب کے ہی لیکن دینا پس اگر یہ بسبب ظلم کے ہے تو نہین جائز ہے
اور اسیطرح ہم کہتے ہین کہ محتسب کو اوس شخص سے لینا نہین جائز ہے کہ جسپر احتساب کرنا
چاہتا ہو اور اگر جائز ہے تو دو وجہ سے ہے اگر ساتھ حق کے ہو تو جائز ہے موافق اوسی
معنی کے کہ گذرا آور ذکر کیا گیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ ای امیر المومنین
تم ہدیہ کیون نہین قبول کرتے ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیتے تھے تو
اوسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ہدیہ تھا
اور میرے زمانہ مین رشوت ہی اس سے یہ اشارہ معلوم ہوا کہ اب زمانہ فاسد اور خراب
ہو گیا ہی اور دینے والا اوسکے دباؤ مین اوس امر کی التماس کرتا ہی کہ جو شرع مین حلال

نہین ہی اگر کہا جاوے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جبکہ اونکی رشوت متصور نہین
ہی تو یہ بھی آپ کے نفس اشرف کی شوکت سے ہدیہ ہوا اور واسطے امراکے بسبب اونکی شوکت کے
ہدایا ہوا کیونکہ شوکت اونکی اونکے ساتھ ہی کیتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو
کہ اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ محتسب اور قاضی کو ہدیہ اوس شخص کا قبول نہ کرنا چاہیے جو کہ اپنی
حاجت کے لیے واسطے قضا اور احتساب کے دیتا ہو اور اگر لے لیا تو وہ رشوت ہی اور اگر اوس
شخص سے لیا کہ وہ از روی محبت اور دوستی کے دیتا ہی تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور مذکور ہے کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم وسعت اور فراخی ہدایا کے قبول کرنے مین کرتے تھے بوجہ اونکی عادت کے
اور یہ لوگ دباؤ مین ہدیہ کے کچہ التماس نہ کرتے تھے بلکہ انکا دینا از روی محبت اور مودت کے
ہوتا تھا اور پریشان اور ناخوش ہوتے تھے اپنے ہدایا کے رد کیے جانے اور نہ قبول ہونے سے
پس جبکہ اسمین معنی رشوت کے متصور اور متمکن نہوے تو اوسکے قبول کرنے مین کچہ مضائقہ نہین ہے

تینتیسوان باب علم اور معلم کے احتساب مین

ملتقط ناصری مین ہی کہ مسئلہ کلامیہ مین مناظرہ نہ کرنا چاہیے جبتک کہ وہ پورے طور سے معلوم
نہوا اسیوجہ سے ایک گروہ نے علم کلام کے ساتھہ شغل کرنے کو مکروہ رکھا ہی سید امام ناصر الدین
علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اسکی تاویل میرے نزدیک یہ ہی کہ اسمین کثرت سے مناظرہ اور مجادلہ
کرنا بدعت اور فساد اور پریشان کر دینے عقیدہ کیطرف پہونچا دیتا ہی اسواسطے کہ مناظرہ
کرنے والا کبھی قلیل الفہم اور طالب عناد ہوتا ہی نہ طالب حق کا لیکن اللہ تعالی کی معرفت اور
توحید اور نبوت کی معرفت اور وہ چیز کہ جسپر میرا عقیدہ ہی اوس سے منع نہ کیا جاوے اور خانیہ
مین ہی کہ دو فقیہ جب ایک مسئلہ مین شرط کے ساتھہ کلام کرین پس اسمین دو حال ہین اگر وہ
شرط ایک جانب سے ہے تو جائز ہے اور اگر دونون جانب سے ہی تو نہین جائز ہے اور
ظہیریہ مین ہی کہ شیخ الامام صدر الاسلام ابو البشر نے کہا ہی کہ مین نے اون کتابون مین نظر
کی ہی کہ جو علم توحید مین متقدمین کی تصنیف سے ہین تو بعضون کو اونمین مثل اسحق کندی اور سفرانی
وغیرہ کے فلاسفہ پایا حالانکہ یہ لوگ دین مستقیم سے خارج ہین اور سیدہی اور مضبوط راہ سے
طرف کجی کے مائل ہین پس ان کتابون کو دیکھنا اور رکھنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ شرک

حرام ہی کیونکہ یہ لینا اقسام رشوت سی ہے اور شرح ادب مین قاضی خصاف کے مذکور ہی کہ رشوت کئی طرح پر ہے یا خوف اور ڈر سے لوگ رشوت دیتے ہین تا وہ ظالم ظلم نہ کرے یا واسطے درست کرانے اپنے کام کے رشوت دیتا ہی تا وہ خوش ہو کر میرے کام اچھے طور سے کر دے یا واسطے فیصلہ کرانے مقدمہ کے اپنے حسب دلخواہ رشوت دیتا ہی تا میرے نام سے فیصلہ کرے تو اول صورت مین حلال نہین ہی اسواسطے کہ خوف سی روکنا ظلم سے روکنا ہے اور یہ واسطے حق شرعی کے واجب ہی اور دینے والیکو دینا حلال ہی اسواسطے کہ اوسنے مال کو باعث حفاظت اور نگہبانی نفس کا کیا ہی اور یہ موافق شرع کے جائز ہے اور اوس محتسب کو دینا حلال ہی جو اپنے ظلم سے اوسکو ڈراتا ہی اسواسطے کہ اوسنے اپنے نفس سے اوسکے ظلم کو دور کیا ہی لیکن اوسکو لینا حرام ہے اور دوسری صورت مین بھی لینا حلال نہین ہی اسواسطے کہ مسلمانون کے اُمور کو قائم کرنا اوسپر واجب تھا اور تیسری صورت مین لینا اور دینا دونون حلال نہین ہی اور اسیطرح ہم کہتے ہین اون محتسبونکو جو ممالک مین مقرر کیے گئے ہین جیسے قاضی کہ وہ نواب اور امراسے کوئی چیز لیوے تاکہ اپنی نیابت مین اونکا کام پورا پورا کرے اور چوتھی صورت مین لینا حرام ہے خواہ حکم اوسکا وجبی ہو یا ظلم ہو لیکن ظلم دو وجہ سے ہی ایک یہ کہ وہ رشوت ہی دوسرے یہ کہ وہ واسطے قضا اور حکم کے سبب ہی کہ جو جائز ہے اور واجبی اور حق مین ایک وجہ سے ہے اور وہ یہ ہی کہ مال کا لینا واسطے قائم کرنے واجب کے ہی لیکن دینا پس اگر یہ بسبب ظلم کے ہے تو نہین جائز ہے اور اسیطرح ہم کہتے ہین کہ محتسب کو اوس شخص سے لینا نہین جائز ہے کہ جسپر احتساب کرنا چاہتا ہو اور اگر جائز ہے تو دو وجہ سے ہے اگر ساتھ حق کے ہو تو جائز ہے موافق اوسی معنی کے کہ گذرا اور ذکر کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ ای امیرالمومنین تم ہدیہ کیون نہین قبول کرتے ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیتے تھے تو اوسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ہدیہ تھا اور میرے زمانہ مین رشوت ہی اس سے یہ اشارہ معلوم ہوا کہ اب زمانہ فاسد اور خراب ہو گیا ہی اور دینے والا اوسکے دباؤ مین اوس امر کی التماس کرتا ہی کہ جو شرع مین حلال

زیادہ کیون ہی تو کہا کہ مین ہون پس اونپر اللہ تعالی کا عتاب ہوا اسواسطے کہ اوِنھون نے علم کو
اللہ تعالی کیطرف کیون نہین منسوب کیا اور اللہ تعالی نے اونکی طرف وحی بھیجی کہ میرے
بندون سے ایک بندہ مجمع البحرین مین رہتا ہی وہ تمسے زیادہ عالم ہے عرض کی کہ یارب
مین وہان کیونکر پہونچون اور اوس سے کیونکر ملون تو انسے کہا گیا کہ تم ایک مچھلی اپنی زنبیل
مین اوٹھاؤ پس جسوقت کہ وہ جست کرے گی تو تم وہان پہنچ جاؤگے واللہ اعلم

چونتیسوان باب ساحر اور افسونگر اور زندیق کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ جو شخص لعبت اور صورت واسطے جدائی درمیان میان بی بی کے بنائی
اور اوسپر منتر پڑہے مرتد ہے اور وہ قتل کیا جاوے جبکہ اوسکے اثر کا وہ معتقد ہو اسلیے
کہ وہ کافر ہے مسئلہ جادوگر اگر قبل ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی اور اگر
بعد ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو نہین قبول ہے اور یہی حال ہی زندیق معروف دعوے
کرنیوالیکا اور اسی پر فتوی ہے اور سیر محیط مین ہی فضیلی رح سے معنی قولہ عم من اتی کاہنا وصدقہ
بما یقول فقد کفر بما انزل علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کاہن
معنی ساحر ہے اور تفصیل اسکی باب طیرہ اور تکہن مین ہی ترجمہ اوسکا یہ ہی کہ کاہن کی بات
کی جسنے تصدیق کی اوسنے انکار کیا اوس چیز سے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری
گئی ہے مسئلہ یواقیت المواقیت مین مذکور ہے کہ حدائق وغیرہ مین ہی کہ مجکو قاسمی رح نے
خبر دی اور اونکو مستغفری رح نے کہ ہمنے نصوح کے خط مین لکھا پایا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے
سعد بن مسیب رحمہ کو کہا کہ ایک شخص جادو جانتا ہی اور وہ کچھ عورتون سے لیتا ہے آیا اوسکو
حل اور نشر جائز ہے یا نہین تو جواب دیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ اسمین ارادہ
اصلاح کا ہی کہا نصوح نے کہ پھر مجھسے حماد بن شاکر نے سوال کیا کہ حل اور نشر کیا ہے چونکہ
مین اوسکو نہ جانتا تھا اس وجہ سے نہ بتا سکا تو امام نے کہا کہ حل اوسکو کہتے ہین کہ جب
مرد اپنی بی بی سے جماع پر قادر نہو اور دوسری عورت سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو
وہ مبتلا ایک شاخ خرمہ کی لیوے اور اوسکو چاک کرکے اوسکے درمیان مین ایک لسبولہ رکھکر
آگ مین ڈالدے جب وہ گرم ہوجاوے تو آگ سے نکالکر اوسپر پیشاب کرے انشاء اللہ

وہ اچھا ہوگا لیکن نشتر سے پہ موسم بہار مین پھول صحرائی اور بستانی کو جسقدر ہو سکے جمع کرے اور اونکو ایک پاک برتن مین رکھکر میٹھے پانی کے ساتھ خفیف جوش دے پہر اوسکو آگ سے اوتار کر صاف کرے اور بعد سرد ہو جانے کے اوسکو اپنے بدن پر ڈالے انشاء اللہ تعالے وہ اچھا ہو جاوے گا واللہ اعلم۔

پینتیسوان باب غیر کے ملک مین تصرف کرنیوالے کے احتساب مین

جبکہ مسجد اہل مسجد پر تنگ ہوا اور سامنے اوس مسجد کے کسی کی زمین افتادہ ہوے تو اوس زمین کو بدلے قیمت کے بالاکراہ لینا درست ہی اسیطرح مروی ہی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ اونھون نے مسجد الحرام مین ایسا ہی کیا تھا اور ملتقط ناصری مین ہی کہ فقیہ ابو جعفرؒ سے منقول ہے کہ گورستان مجوس کو جو کسی ایسے شخص کی زمین کے مقابل ہو کہ جسکی کچھ قیمت نہین ہی گھیر لینا اور اپنی زمین مین اوسکا داخل کر لینا جائز ہے اور اگر اوسکی قیمت ہو اور زمانہ جاہلیت سے اسیطرح چلی آتی ہو تو وہ زمین بمنزلہ اوسکے ہی اور اگر زمانہ اسلام سے ہو تو وہ لقطہ ہی اور سیر ملتقط مین ہی کہ ایک لشکر کسی گانون مین مقیم ہوا اور بعضے آدمی اوس لشکر کے کسیکے گھر مین جاکر ٹھہرے اور مالک مکان کو اونکا ٹھہرنا مکروہ معلوم ہوا تو کہا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ جہاد مین ہون تو کچھ مضائقہ نہین ہے

چھتیسوان باب بھنگ استعمال کرنیکے احتساب مین

شرح کرخی مین مذکور ہے کہ بھنگ پینا دوا کے واسطے جائز ہے پھر اگر اوس سے نشہ ہو اور عقل جاتی رہی تو جائز نہین ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ مین نے اپنے استاد امام عالم عالم باعمل کمال الدین سنامی بدہو طال عمرہ سے سنا ہی کہ ایک جوان نے شیخ الاسلام مجتہد بقیۃ السلف حمید الدین ضریری سے بھنگ کے بارے مین سوال کیا تو اونھون نے کچھ جواب اوسکا نہ دیا پھر اوسنے دوسرے ہفتہ مین سوال کیا پھر اوسکو جواب نہ دیا پھر اوسنے تیسرے ہفتہ مین سوال کیا تو غصہ ہوکر اوس سے کہا کہ ای رند تو ایک ہفتہ دوسرا بیٹھ کہ مین تجکو جواب دون اور بعد فراغت کے منبر سے اوتر کر صدر جہان بخارا کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے شہر کے بڑے بڑے عالمون کو جو اپنے زمانہ مین فتوی دیتے ہین

زیادہ کس کون ہی تو کہا کہ مین ہون پس اونپر اللہ تعالی کا عتاب ہوا اسواسطے کہ اونھون نے علم کو اللہ تعالی کیطرف کیون نہین منسوب کیا اور اللہ تعالی نے اونکی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندون سے ایک بندہ مجمع البحرین مین رہتا ہی وہ تمسے زیادہ عالم ہے عرض کی کہ یارب مین وہان کیونکر پہونچون اور اوس سے کیونکر ملون تو انسے کہا گیا کہ تم ایک مچھلی اپنی زنبیل مین اوٹھاؤ پس جسوقت کہ وہ جست کرے گی تو تم وہان پہنچ جاؤگے واللہ اعلم

چونتیسوان باب ساحر اور افسونگر اور زندیق کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ جو شخص لعبت اور صورت واسطے جدائی درمیان میان بی بی کے بنائی اور اوسپر منتر پڑہے مرتد ہے اور وہ قتل کیا جاوے جبکہ اوسکے اثر کا وہ معتقد ہو اسلیے کہ وہ کافر ہے مسئلہ جادوگر اگر قبل ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی اور اگر بعد ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو نہین قبول ہے اور یہی حال ہی زندیق معروف دعوے کرنیوالیکا اور اسی پر فتوی ہے اور سیر محیط مین ہی فضیلی رح سے معنی قولہ عم من اتی کاہنا وصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کاہن معنی ساحر ہے اور تفصیل اسکی باب طیرہ اور تکہن مین ہی ترجمہ اوسکا یہ ہی کہ کاہن کی بات کی جسنے تصدیق کی اوسنے انکار کیا اوس چیز سے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری گئی ہے مسئلہ یواقیت المواقیت مین مذکور ہے کہ حدائق وغیرہ مین ہی کہ مجکو قاسمی رح نے خبر دی اور اونکو مستغفری رح نے کہ ہمنے نضوح کے خط مین لکھا پایا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے سعد بن مسیب رحمہ کو کہا کہ ایک شخص جادو جانتا ہی اور وہ کچھ عورتون سے لیتا ہے آیا اوسکو حل اور نشر جائز ہے یا نہین تو جواب دیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ اسمین ارادہ اصلاح کا ہی کہا نضوح نے کہ پھر مجھسے حماد بن شاکر نے سوال کیا کہ حل اور نشر کیا ہے چونکہ مین اوسکو نہ جانتا تھا اس وجہ سے نہ بتا سکا تو امام نے کہا کہ حل اوسکو کہتے ہین کہ جب مرد اپنی بی بی سے جماع پر قادر نہو اور دوسری عورت سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو وہ مبتلا ایک شاخ خرمہ کی لیوے اور اوسکو چاک کرکے اوسکے درمیان مین ایک بسولہ رکھکر آگ مین ڈالدے جب وہ گرم ہوجاوے تو آگ سے نکال کر اوسپر پیشاب کرے انشاء اللہ

اور جمیع سموم حرام ہین پس اسطرح سے بھنگ بھی حرام ہی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ بھنگ مضر
ہی اس سے بہت امراض پیدا ہوتے ہین جیسا کہ کتب طبیہ مین مذکور ہی پس استعمال اشیاء
ضارہ کا حرام ہے پھر اگر کہا جاوے کہ اگر بھنگ مضر ہوتی تو عقلمند لوگ ہرگز نہ کھاتے
اور وقت کھانے کے ضرور اسکا اثر ظاہر ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ وہ لوگ شاید اسکے
کھانے کے بعد مصلح اسکا کھا لیتے ہون کہ جس سے ضرر اسکا نہین ظاہر ہوتا ہی یا ضرر ہی
نہین کرتا ہی اور اس کہنے سے یہ نہین معلوم ہو سکتا ہی کہ اسمین ضرر ہی نہین ہی کیونکہ یہ
سرد و خشک ہی اور جسقدر رشے یا اس قسم کے ہین فساد پیدا کرتے ہین اگر اوپر اوسکے گھی اور
چکنائی نہ کھائی جاوے پس معلوم ہوا کہ وہ مضر ہے لیکن انکا عقلمند ہونا پس یہ خلاف اجماع
ہی کیونکہ عرف مین جب آدمی ساقط خطاب کے قول اور فعل ہین معتبر ہوتا ہی تو اوسکو بھنگی
کہتے ہین اور بھی اسواسطے کہ حس حیوانی جو عقل اور ہوا سے مجرد ہے متغیر ہو جاتی ہی اسیواسطے
گای اور اونٹ اور بکری اسکو نہین کھاتے ہین اور جب آدمی پر ہوا و ہوس غالب
ہوتی ہی تو اوسکو کھاتا ہی تو گویا کہ وہ جانور سے بھی بدتر ہے گمراہ ہی اور جبکہ یہ ثابت
ہوا تو ہمنے جان لیا کہ عرف اہل احتساب کا بھنگ کے ضائع اور تلف کرنے مین شرعًا
جائز ہی اور اوسکے نقصان کرنے والے پر کچھ تاوان نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہی
کہ عبد العزیز ترمذی نے امام ابو حنیفہ اور ثوری رحمہم اللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص بھنگ کے
نشہ مین اپنی عورتکو طلاق دی تو آیا طلاق ہو جاوے گی یا نہین دونون صاحبون نے فرمایا
کہ اگر وہ پیتے وقت جانتا تھا کہ یہ کیا ہی تو عورت اوسکی طلاق والی ہی اور اگر نہین جانتا تھا تو
طلاق نہین ہوگی واللہ اعلم اور خلاصہ اور مبسوط مین ہی کہ دوا کے واسطے بھنگ پینا درست ہے
اور اگر اوس سے عقل جاتی رہی تو حلال نہین ہی اور شرح شافی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ ہلاک امتی من البنج وآکل البنج لاینال شفاعتی البتۃ بھنگ کے کھانے سے
میری امت نقصان مین ہوگی اور بھنگ کے کھانے والے کو میری شفاعت یقینا میسر
نہوگی اور جابر رض سے بھی مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من اکل البنج فکانما
ہدم الکعبۃ یعنی جسشخص نے بھنگ کھائی گویا کہ اوسنے کعبہ کو گرایا اور دلیل پکڑی ساتھ قول اللہ تعالے

والشجرة الملعونة کے ابن عباس رض نے کہا کہ شجرۃ الملعونہ یہی بھنگ ہی اور رشا ہان مین مذکور ہی کہ جسکی عقل بھنگ کے استعمال سے جاتی رہی اوسکے طلاق دینے سے طلاق نہین واقع ہوگی اور اوسکا اقرار بھی صحیح نہوگا ہم کہتے ہین کہ بیشک طلاق بنگی کی نہ واقع ہوگی مگر یہ اوسوقت ہی کہ جب اوسکی حقیقت اور ماہیت سے واقف نہین ہو لیکن جبکہ جانتا ہو اور اوسکے کھانے یا پینے پر پیش قدمی اور سبقت کی تو کیونکر طلاق واقع نہوگا اور صاحب محیط نے ذکر کیا ہے کہ اسمین تفصیل ہی جو ابوحنیفہ رح سے منقول ہی اور یہ بھی ذکر کیا ہی کہ نشہ بھنگ کا حرام ہی اور بنگی کی طلاق معتبر ہوتی ہی اور پینے والا مستوجب حد کا ہوتا ہی جبکہ وہ نشہ مین ہو واللہ اعلم

سینتیسوان باب سونا اور چاندی کے احتساب مین

سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا یا اوسمین تیل لگانا مکروہ ہی یعنی اوس برتن سے تیل لگانا مکروہ ہی لیکن جبکہ اوس برتن سے تیل ہاتھ مین ڈالے اور استعمال کرے تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور اسیطرح سے اگر اوس برتن سے کھانا نکال لے اور روٹی پر رکھکر کھائے تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور اسمین مرد اور عورت سب برابر ہین مگر زیور اور ریشم پہننا انکو جائز ہی اور برتن ملمع کیا ہوا اگر چاندی کی جگہ مستعمل ہو تو مکروہ ہی اور اگر لکڑی کی جگہ ہو تو مکروہ نہین ہی نزدیک امام ابوحنیفہ رح کے لیکن نزدیک امام ابویوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رح کے مکروہ ہے اور اس بنا پر کرسی سونے یا چاندی سے منڈہی ہوئی پر بیٹھنا مکروہ ہے اگر وہ اوس جگہ پر بیٹھا اور اگر لکڑی پر ہے نہ سونے چاندی پر تو اسمین بھی وہی اختلاف ہی اور مکان کی چھت مین سونا چڑہانا یا مزامیر اور عود وان وغیرہ مین یا قرآن کے صفحون یا گھوڑے کے ساز سامان پر بھی بموجب اوسی خلاف کے مکروہ ہے حاصل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے استعمال اوسکے حرام ہونے کو معتبر رکھا ہی جبکہ وہ بدن کے ساتھ متصل ہو اور کہا ہی کہ اصل اشیا مین مباح ہونا اوس سے نفع لینا ہی اور حرمت عارضی ہی اور حرمت اکل و شرب کی سونے چاندی کے برتن مین نص وارد سے ثابت ہی اور اسیطرح سے جو چیز کہ منصوص علیہ کے مشابہ ہی یعنی وہ بھی استعمال مین اوسکے حکم مین ہی اور ماسوی اسکے اپنی اصل اباحت پر باقی ہی اور امام ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ نے کہا ہی

کہ حرمت استعمال سونے چاندی کی اس سبب سے ہے کہ اسمین مشابہت ہی ساتھ کفار جبار مثل کسریٰ اور بادشاہان فارس کے اور جو چیز کہ سطرح ہو وہ مکروہ ہی اور یہ حکم اوسوقت ہی کہ سونا چاندی جدا ہوسکتا ہو اور اوس سے نکلسکتا ہو لیکن ملمع پس اسمین بالاجماع کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ سونا اور چاندی بسبب ملمع کے من وجہ باطل ہو جاتا ہی اور ملمع اوسکو کہتے ہین کہ سونے یا چاندی کو پانی کرکے کسی چیز پر چڑہا یا جاوے ایسے طور سے کہ وہ اوس سے کبھی جدا نہوسکے مسئلہ جوشن اور حلیتہ سونے یا چاندی کا لڑائی مین پہننا کچھ مضائقہ نہین ہی اور کہا گیا ہی کہ یہ قول صاحبین کا ہی اور نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے اسکا پہننا مثل حریر اور ریشم کے مکروہ ہی اور جس تلوار کا میان یا سامان سونے کا ہو اوسکو بھی نہ لٹکانا چاہیے اگرچہ وہ لڑائی مین ہو نزدیک صاحبین رحمہما اللہ اور نزدیک ابوحنیفہ رح کے اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور زیور اور جوشن اور حلیتہ کے پہننے مین فرق درمیان دونون مذہب کے یہ ہی کہ سونا اور چاندی تیر کو پھسلا دیتا ہی اور تلوار کا میان جو سونے چاندی سے منڈھا ہی کچھ نفع نہین دیتا ہی اور سونے کی چارپائی یا تخت پر بیٹھنے مین کہا گیا ہی کہ موجب خلاف کے ہے اور حلوائی رح نے ذکر کیا ہی کہ بالاتفاق مکروہ ہی اور نوادر مین ابوحنیفہ رح سے مروی ہے کہ سونے کی کرسی پر بیٹھنا مردونکو حرام ہے اور انگوٹھی کا ترک کرنا اوس شخص کو افضل ہے کہ مہر کی احتیاج نرکھتا ہو اور جو شخص کہ حاجت رکھتا ہو اوسکو سنت ہی جیسا کہ بادشاہ اور قاضی اور بعضے لوگون نے مہر کے رکھنے کو مکروہ جانا ہی مگر واسطے صاحب سلطنت اور حکومت کے اور اسکی اجازت عام اہل علم نے دی ہے اور یہ سب حکم چاندی مین تھا لیکن لوہا اور پیتل اور رانگا اور کانسہ مین پس یہ سب حرام ہین خواہ اسکا استعمال کرنے والا مرد ہو یا عورت اور سونا عام علما کے نزدیک واسطے عورتون کے جائز ہے اور واسطے مردون کے حرام اور بعضے علما نے کہا ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور یشب کی مہر رکھنے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور ظاہر الکتاب مین حرمت پر دلالت کرتا ہی اور جبکہ مرد چاندی کی مہر رکھے تو نگینہ کو ہتیلی کیطرف رکھے اور عورت ظاہر رکھے واسطے زینت کے اور مہر کو بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین پہننا چاہیے

اور اگر مہر کو سوای اس انگلی کے اور کسی اونگلی مین پہنو تو جائز ہے اور مہر مین انسان
یا حیوان کی صورت نہ بنانا چاہیے واللہ اعلم

اٹھائیسوان باب کپڑون کے احتساب مین

حریر اور دیبا یا مثل اسکے جو صرف ریشم سے بنا ہو پہننا منع ہے اور اسیطرح سے اوس کپڑیکا
پہننا جسکا تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم کا اور اسیطرح سے سرخ کپڑا پہننے سے منع کیے جاوین
اگرچہ روئی کا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایاکم والحمرة فانہا زی الشیطان
یعنی سرخ کپڑے کے پہننے سے تم بچو اسواسطے کہ وہ لباس شیطان کا ہی اور استر اور ابرہ حرمت
مین برابر ہے اور درمیان کپڑونکے بجاے روئی کے ریشم بھرنا جائز ہے اور جس کپڑے پر
نجاست پڑ گئی ہو اوسکا پہننا غیر نماز مین بھی منع ہے مگر جبکہ اوسکے سوا دوسرا کپڑہ
نہو اور کسنبہ یا زعفران کے رنگ کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو پہننا مکروہ ہی مگر جبکہ وہ کپڑا روئی
کا ہو اور رنگ اوسکا پرانا ہو تو کچہ مضائقہ نہین ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے پہننے سے منع فرمایا ہی کیونکہ
سرخ لباس شیطان کا ہی اور جو روایت کہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حلۂ حمرا پہنا اگر یہ پہننا قبل نہی کے تہا بس اس حکم سے منسوخ ہی اور اگر بعد نہی کے ہی تو یہ
محمول ہی کہ وہ شاید ایسی روئی کا ہوے کہ جسکا رنگ سرخ تہا اور منتقی مین حاکم نے ذکر
کیا ہی کہ جس کپڑے مین سونے چاندی سے نقش ونگار بنا ہو اوسکا پہننا آدمی کو بچنا چاہیے
لیکن یہ نہین ذکر کیا کہ یہ کسکا قول ہی اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ یہ قول امام ابو یوسف
رحمہ اللہ کا ہی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قول کی قیاس پر مکروہ نہین ہی اور چاہیے کہ عام
اوقات مین اوسط درجہ کا کپڑا پہنے اور بعض اوقات مین واسطے اظہار نعمت خدا کے
عمدہ اور بہتر کپڑا پہنے کیونکہ یہ مستحب ہی اور سب قسمون مین اچہا ہی کپڑا نہ پہننا چاہیے اسلئے
کہ اہمین محتاجونکو ایذا دینا ہی اور اسیطرح سے جاڑے مین دو تین کپڑے نیچے اوپر نہ پہننا چاہیے
جبکہ سردی کم سے دفع ہو سکے اور تفسیر کشاف مین سورہ ہود کے اول ہی مین ہی کہ
شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ خلافت مین موٹا کپڑا پہنے ہوئے نکلی

کہ حرمت استعمال سونے چاندی کی اس سبب سے ہے کہ اسمین مشابہت ہی ساتھ کفار
جبار مثل کسری اور بادشاہان فارس کے اور جو چیز کہ مطلی ہو وہ مکروہ ہی اور یہ حکم
اوسوقت ہی کہ سونا چاندی جدا ہو سکتا ہو اور اوس سے نکلسکتا ہو لیکن ملمع پس اسمین
بالاجماع کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ سونا اور چاندی بسبب ملمع کے من وجہ باطل ہو جاتا ہی
اور ملمع اوسکو کہتے ہین کہ سونے یا چاندی کو پانی کرکے کسی چیز پر چڑہایا جاوے ایسے
طور سے کہ وہ اوس سے کبھی جدا نہو سکے مسئلہ جوشن اور حلقہ سونے یا چاندی کا
لڑائی مین پہننا کچھ مضائقہ نہین ہی اور کہا گیا ہی کہ یہ قول صاحبین کا ہی اور نزدیک امام
ابوحنیفہ رح کے اسکا پہننا مثل حریر اور ریشم کے مکروہ ہی اور جس تلوار کا میان یا سامان
سونے کا ہو اوسکو بھی نہ لٹکانا چاہیے اگرچہ وہ لڑائی مین ہو نزدیک صاحبین رحمہما اللہ
اور نزدیک ابوحنیفہ رح کے اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور زیور اور جوشن اور حلقہ کے پہننے
مین فرق درمیان دونون مذہب کے یہ ہی کہ سونا اور چاندی تیر کو پھسلا دیتا ہی اور تلوار
کا میان جو سونے چاندی سے منڈھا ہی کچھ نفع نہین دیتا ہی اور سونے کی چارپائی یا تخت
پر بیٹھنے مین کہا گیا ہی کہ موجب خلاف کے ہے اور حلوائی رح نے ذکر کیا ہی کہ بالاتفاق مکروہ
ہی اور نوادر مین ابوحنیفہ رح سے مروی ہے کہ سونے کی کرسی پر بیٹھنا مردونکو حرام ہے اور
انگوٹھی کا ترک کرنا اوس شخص کو افضل ہے کہ مہر کی احتیاج نرکھتا ہو اور جو شخص کہ حاجت
رکھتا ہو اوسکو سنت ہی جیسا کہ بادشاہ اور قاضی اور بعضے لوگون نے مہر کے رکھنے کو مکروہ
جانا ہی مگر واسطے صاحب سلطنت اور حکومت کے اور اسکی اجازت عام اہل علم نے
دی ہے اور یہ سب حکم چاندی مین تھا لیکن لوہا اور پیتل اور رانگا اور کانسہ مین پس یہ سب
حرام ہین خواہ اسکا استعمال کرنے والا مرد ہو یا عورت اور سونا عام علما کے نزدیک واسطے
عورتون کے جائز ہے اور واسطے مردون کے حرام اور بعض علما نے کہا ہی کہ اسمین کچھ
مضائقہ نہین ہی اور یشب کی مہر رکھنے مین مشایخ کا اختلاف ہی اور ظاہر الکتاب مین
حرمت پر دلالت کرتا ہی اور جبکہ مرد چاندی کی مہر رکھے تو نگینہ کو ہتیلی کیطرف رکھے اور
عورت ظاہر رکھے واسطے زینت کے اور مہر کو بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین پہننا چاہیے

نماز پڑہنا مکروہ ہی اور لائق احتساب کے وہ ذمی ہے جو لباس مین علما اور صلحا کی مشابہت
کرے اور اسکا تمام بیان باب الاحتساب علی الذمی مین مذکور ہے شرح کرخی مین ہی کہ عمرؓ
نے ایک لشکر کو گرفتار کیا اور اوسکے مال کو لوٹ لیا پھر جب حضرت پھر کر آئے تو اونکو
ریشم اور دیبا اور حریر پہنے ہوے دیکھا آپنے اوس سے منہ پھیر لیا اون لوگون نے آپ سے کہا
کہ منہ پھیرنے کی کیا وجہ ہے آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بدن سے لباس اہل نار کا نکال ڈالو اور اون
لوگون نے اوتار ڈالا پس اس حدیث نے کئی باتون پر دلالت کی ایک یہ کہ ملنا اور پیشوائی کرنا
غازیون سے جبکہ وہ واپس آئین مسنون ہے اسواسطے کہ عمرؓ نے ایسا ہی کیا تھا دوسرے یہ کہ وقت آنے کے
اپنے شہر مین واسطے دوستون کے مسافر کو زینت کرنا چاہیے کیونکہ ان لوگون نے ریشم اور
دیبا اسیواسطے پہنا تہا کہ یہ حلال ہے تیسرے یہ کہ جب کسی کو لباس ریشمی پہنے دیکھے تو اوسپر
غصہ کرے اسقدر کہ رنگ اوسکے چہرہ کا متغیر ہو جاوے چوتھے یہ کہ جب کسی کو لباس ریشمی
پہنے دیکھے اوس سے بات نہ کرے اور اوسکے سامنے ہو کر نہ ہنسے بلکہ اوسکی طرف سے منہ پھیرے
جیسا کہ حضرت عمرؓ نے منہ پھیر لیا تھا پانچوین یہ کہ غازی وغیرہ بھی حرام ہونے مین لباس ریشمی
کے برابر ہین خواہ وہ لوگ لڑائی مین ہون یا غیر لڑائی مین اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے انکار
کیا حالانکہ وہ غازی تھے چھٹے یہ کہ ریشم کے پہننے والیکو اوسکے اوتارنے کا حکم کرے جیسا کہ
حضرت عمرؓ نے حکم کیا ساتوین یہ کہ ریشمی کپڑہ کو لباس اہل نار کا کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت نے
کہا تھا آٹھوین یہ کہ نادانستگی سے ریشم کے پہننے سے ادنے تعزیر کا مستحق ہوتا ہی جیسے اعراض کرنا
کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس سے زیادہ نہ کیا تھا نوین یہ کہ جس چیز سے امام اعراض کرے
لوگ اوسکے سبب کو دریافت کرین جیسا کہ اون لوگون سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تھا
دسوین یہ کہ جب محتسب کسیکو حکم کرے کسی بات کے واسطے تو اوسکو مان لینا چاہیے جیسا کہ
کپڑہ اوتارنے کے واسطے حکم کیا تھا اور لوگون نے اوسیوقت اوتار لیا کہتا ہی بندہ نیک
کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جو کچھ مذکور ہوا صرف لباس ریشمی مین تھا پس اسی پر قیاس
کرنا چاہیے ہر فعل منکر کو بسبب برابر ہونے کے علت مین شرح کرخی رح مین مذکور ہی کہ امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ چار انگل ریشم اور حریر وغیرہ کے پہننے مین کچھ مضائقہ نہ جانتے تھے پس مین نے کہا

کہ ٹوپی چار انگل سے بھی کم دونون طرف عرض کپڑے مین ہے تو کہا کہ یہ نہ چاہیے کیونکہ مقدار چار انگل کل کپڑے مین تابع ہے اسواسطے اس سے منع نہین کیا جاتا ہے لیکن ٹوپی ریشم کی پس وہ غیر کے تابع نہین ہے اور اسواسطے یہ مکروہ ہے واللہ اعلم

اونتالیسوان باب غیر مشروع کیطرف دیکھنے کے احتساب مین

شہادات ملتقط ناصری مین مذکور ہے کہ خلف بن ایوب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو شخص واسطے دیکھنے قدوم اور آنے امیر کے جاوے عادل نہین ہے اور خانیہ مین مذکور ہے کہ جو شخص واسطے دیکھنے قدوم یعنی آنے امیر کے نکلے پس اگر یہ واسطے عبرت کے ہے تو عادل ہے اور اگر واسطے لہو ولعب کے ہے تو عادل نہین ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اپنے بستان مین کہ کسی کو دوسرے کے گھر مین بے اجازت دیکھنا نہین جائز ہے اور دیکھنے والا گنہگار رہیگا پھر اگر کسی نے دیکھا اور صاحب مکان نے اوسکی آنکھ پھوڑ ڈالی تو اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ اوسپر کچھ نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اوسپر تاوان ہے اور میرے نزدیک بھی یہی اصوب ہے اور جن لوگون نے کہا ہے کہ اوسپر کچھ نہین ہے اونھون نے طرف روایت ابو شہاب کے گمان کر کے کہا ہے کہ مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مین جھانکا اور اوسکو جھانکتے ہوئے آپنے دیکھا اور فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو میری طرف دیکھے گا تو مین تجھپر طعن کرتا۔ اور ابو زیاد اعرج سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوان امرأ اطلع علیک بغیر اذن فخذفتہ بحصاۃ ففقأت عینہ لم یکن علیک جناح یعنی اگر کسی نے تیری طرف بغیر اجازت کے جھانکا اور تونے اوسکو کنکری ماری یہانتک کہ اوسکی آنکھ پھوٹ گئی پس تجھپر کوئی گناہ نہین ہے اور جسنے کہا کہ اوسپر تاوان ہے تو اوسنے موافق قول اللہ تعالی فمن اعتدی علیکم فاعتدوا بمثل ما اعتدی علیکم کے حکم کیا اور احتمال ہے کہ یہ وجہ وعید کے خبر وارد ہوئی ہو نہ اوپر وجہ وجوب کے اور احتمال ہے کہ آنکھ پھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ پردہ کر دیا دروازہ پر کہ جو مانع ہو جاوے اوسکے دیکھنے سے گویا کہ اوسطرف دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رض سے فرمایا

کہ اوٹھ اور اوسکی زبان کاٹ پس یہان پر اس سے مراد کچھ دینا ہی نہ اوسکی زبان کو کاٹنا حقیقت مین یہ فرمانا آپکا ایک شاعر کے حق مین تھا کہ اوسنے سوال کیا تھا پس ایسا ہی حکم یہان پر بھی ہو واللہ اعلم

چالیسوان باب پیشیون کے احتساب مین

ملح کیا ہوا جو تہ مردون کو ہاتھ بیچنا مکروہ ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ریشم کی بنی ہوئی ٹوپی اور قبا کا بیچنا مکروہ ہی کیونکہ یہ خاص مردون کے واسطے ہین اور آدمی کو خصی کرنا حرام ہے اگرچہ وہ مملوک ہو اور اسکا کرنے والا مستحق تعزیر کا ہی شرح طحاوی کبیر مین ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے خصیان کے کسب اور اونکے مالک ہونے اور اونسے خدمت لینے کو مکروہ رکھا ہے اسواسطے کہ جب لوگون کی رغبت اسمین کم ہوگی تو خصی نہ کرینگے پس گویا کہ انکی کسب یا اونکے بیچنے مین خصی کرنے پر اعانت کرنی ہی اور یہ مثل خصی کرنیکے ہے اور خصی کرنا حرام ہی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لا اخصاء فی الاسلام یعنی اسلام مین خصی کرنا حرام ہی اور قابلہ یعنی دائی ایسے علاج سے کہ جس سے خوف سقوط جنین کا ہو منع کیجاوے لیکن پہلے اس سے کہ اوسمین جان دی گئی ہو کچھ مضایقہ نہین ہے کیونکہ وہ مثل منی کے ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اسواسطے کہ پانی کا انجام بعد واقع ہونے اوسکے رحم مین زندگی ہے یعنی مضغہ بنکر صورت جنین کی بنا کیونکہ اوسمین بعد پھونکے جانے روح کے کسیکی صنعت کی کچھ حاجت نہین ہی اور جبکہ مآل اوسکا زندگی ہی یعنی حکم اوسکا زندے کا ہوا جیسا کہ بیضہ شکار حرم مین کیونکہ جب اسمین زندگی کا مادہ ہی تو حکم اسکا شکار کا ہی یہانتک کہ اگر محرم نے اوسکو ضایع کیا تو تاوان دے بخلاف پانی مرد کے کہ اوسمین روح نہین پھونکی جاتی ہے جبتک کہ رحم مین نہ آئے اسیوجہ سے اوسپر حکم زندگی کا اطلاق نہین کیا جا سکتا ہی اور مدت ظاہر ہونے خلقت اور پھونکنے روح کی اوسمین ایکسو بیس روز ہین بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ یجمع خلق احدکم فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ الحدیث کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ ساتھ اس مدت کے مقدر کرنے مین بطور عموم کے بدلیل اس حدیث کے نظر ہی کیونکہ

لفظ احدکم خاص ہی پس اس بنا پر تقدیر نفخ روح کی صورت خاص مین ہوگی نہ بطریق
عموم جیسا کہ اللہ تعالے کے قول مین کہ فابعثوا احدکم بورقکم اور قول اللہ تعالی کا فخذ احدنا
مکانہ علاوہ اسکے اطبا ساتھ تجربہ کے اوسکے عموم سے انکار کرتے ہین اور یہہ جہ سے کہ
مدت پیدایش کی مختلف ہی پس کسطرح سے مدت ظہور خلقت کی ایک ہوگی اور اسوجہ سے کہ
ما فی الرحم غیر معلوم ہے پس اوسکے اوصاف کیونکر معلوم ہونگے اور منجملہ اکساب کے کہ جنپر
احتساب جاری کیا جاتا ہی نوحہ کرنا اور راگ گانا اور پیشہ قوالی کرنا اور شراب بنانا اور
لکڑی یا چمڑے کی آلات لہو ولعب مثل باجے وغیرہ کے بنانا اور تصویر بنانا اور بعد ہرنے
کے ڈاڑہی مونڈنا اور واسطے مشابہت مردون کے عورتون کا سر مونڈنا اور وہ مشاطہ
ہی جو شب زفاف مین عورتون کے بالون کو مردونکے بالون مین واسطے زیادہ ہونے
بالونکے ملاے بموجب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ
یعنی بال ملانے والی اور ملوانے والی پر خدا کی لعنت ہی اور بعض کا تعلیم کرنا واسطے شکار
کرنے زندہ چڑیون کے مکروہ ہے مگر جبکہ واسطے پکڑنے برج کی ہوئی چڑیونکی تعلیم کرے
تو درست ہی اور امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ مصحف کا چھوٹا کرنا حجم مین اسطور سے
کہ باریک قلم سے لکھا جاوے مکروہ ہی اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام زفر
اور امام حسن رحمہم اللہ کا ہی اور مالک بن انس رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ ہر جمعہ کو بازار
سے وہ شخص نکالا جاوے کہ جو تجارت کا طریقہ نہ جانتا ہو اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ نصارے
کے ہاتھ زنار کے بیچنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور مجوس کی ٹوپی مجوسکو بنا کے بیچنے مین کیونکہ اینہ
اونکی ذلت ہی اور یہی نہین منقول ہے کہ اگر کسی نے موچی سے کہا کہ جوتہ مانند مجوس یا فاسقون
کے بنا دے مین تجکو مزدوری اسکی زیادہ دونگا تو اوسکو بنانا نچاہیے اور اسیطرح درزی
سے کوئی شخص واسطے کپڑا سینے مثل فاسقونکے حکم کرے تو اوسکو سینا نچاہیے اور کسی مسلمان کو نصارے کے
کنیسہ مین مزدوری کرنا کچہ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ عین عمل مین کچہ مضائقہ نہین ہے
اور اگر اوسنے ناقوس یعنی سنکہ کے بجانے پر نصاری سے مزدوری لی تو نہین جائز ہی
بلکہ اپنی مزدوری دوسرے کام کے ذریعہ سے طلب کرے اور لوہار کو حکم کرنا چاہیے

کہ اپنی دوکان اور راستہ کے درمیان میں پردہ رکھے تاشرارہ اور شعلہ آگ کا لوگوں
پر نہ پڑے اور فتاوی خانیہ میں مذکور ہی کہ کوئی لوہار اپنی دوکان میں جو شاہ راہ میں
واقع تھی بیٹھا اور لوہی کو آگ میں خوب گرم کرکے ہتوڑے سے کوٹا یہانتک کہ اوسکی
چنگاری اوڑ کر کسیکی آنکھ میں پڑی اور پھوٹ گئی یا اوس سے کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا کپڑا
جلگیا یا کوئی چارپایہ مرگیا تو اوسکا تاوان جو مال اور جانور سے تلف ہوا ہی لوہار کے مال
سے لینا چاہیے اور دیت مقتول اور آنکھ کی اوسکے عاقلہ پر ہی کیونکہ وہ شرارہ جو لوہے
سے بسبب ضرب اور کوٹنے کے اوڑا ہی مثل جنایت ہاتھ کے ہی نہ ارادہ سے اور دودہ
بیچنے والے پر احتساب کرنا چاہیے جبکہ وہ دودہ میں پانی ملا کر بیچے کیونکہ یہ خیانت ہے
اور حدیث میں ہی کہ من غش فلیس منی یعنی جسنے خیانت کی وہ مجھسے نہیں ہی اور سیر الاتقیا
میں ہی کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک عورت دودہ بیچتی تھی آپنے ایکروز اوس سے دریافت فرمایا
کہ تو دودہ میں پانی ملاتی ہی یا نہیں اور اسپر قسم کھاسکتی ہی اوسنے اس سے انکار کیا اور جھوٹی
قسم کھائی اتنے میں اوسکی لڑکی نے کہا کہ ای ماں کیوں خیانت کرتی ہی اور جھوٹی قسم کھاتی ہی
کیا تو دودہ میں پانی نہیں ملاتی پس عمرؓ نے اوسکو تادیب دی اور اپنے لڑکے عاصم سے کہا
کہ تو اس لڑکی سے نکاح کرلے امین تیری بہتری ہی اونہوں نے نکاح کرلیا انہیں کی نسل سے عمر
عبدالعزیز رح تھے اور انہیں کو خلافت اونسے منتقل ہوئی یہ ایک اولیا اللہ
میں سے تھے انکی مناقب کتابوں میں مسطور ہے پس اس روایت سے کئے
بیان کرنے میں چند فائدہ ہیں ایک یہ کہ محتسب کو چاہیے کہ بازار میں پھرے جیسا کہ عمرؓ پھرتے
تھے اور اوس عورت سے ملے تھے دوسرے یہ کہ محتسب کو چوری کا حال دریافت کرنا
بغیر خبر دینے اوسکے جائز ہے کیونکہ عمرؓ نے اوسکا حال پوچھا تھا پھر اگر کہا جاوے کہ
بموجب قولہ تعالی لا تجسسوا کے جائز نہیں ہی کیونکہ یہ تجسس ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تجسس کرنا خبر کا طلب کرنا ہی
واسطے برائی اور ایذا کے اور خبر کا طلب کرنا واسطے امر معروف اور نہی عن المنکر کے
ایسا نہیں ہی بلکہ واسطے خیر اور منفعت کے ہی کیونکہ یہ غیر داخل ہی باعتبار لغت کے واللہ
اعلم تیسرے یہ کہ بازاری اوسوقت میں بھی جھوٹے اور خائن تھے جیسا کہ یہ عورت تھی

تو کیا حال ہوگا میرے زمانہ مین چوتھے یہ کہ محتسب بازاریون کو ساتھہ قسم کے ڈراوے جیسا
کہ عمرؓ نے اوس عورت کو قسم کھلائی تھی پانچوین یہ کہ اولاد کا منع کرنا اپنے والدین کو خیانت
اور جھوٹ سے جائز ہے جیسا کہ اسکی بیٹی نے اسکو منع کیا چھٹے یہ کہ اولاد کا محتسب کو خبر دینا
اپنے والدین کی معصیت سے جائز ہے جبکہ اپنے والدین کو وعظ اور نصیحت سے باز رہتے
ہوئے نہ دیکھے جیسا کہ اوس لڑکی نے اپنی والدین کی معصیت سے حضرت عمرؓ کو خبردار کر دیا تھا
پس اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اوسکو حضرت عمرؓ منع فرماتے ساتوین یہ کہ محتسب جب خیانت پر
آگاہ اور خبردار ہو جاوے تو ادب دینا خیانت کرنے والے کو جائز ہی جیسا کہ عمرؓ نے
اوس عورت کو اوسکی خیانت پر ادب دیا آٹھوین یہ کہ عورت اپنی خیانت پر ادب دیجاے
جیسا کہ مرد ادب دیا جاتا ہی بسبب اشتراک کے معصیت مین جو موجب تعزیر اور ادب دینے کے
ہی نوین یہ کہ جب بچہ ساتھہ حق کے خلاف عادت بات کرے تو یہ دلیل ہی اوسکی اخلاق
کے بہتر ہونے پر کیونکہ اسنے اپنے بچپن ہی مین خلاف طبیعت کے کیا اور جو مداہنت
اور سستی کہ اوسکی طبیعت اوسکی چھوڑ دی اور باوجود قلت عقل کے اللہ تعالی کی رضامندی
اور خوشنودی کو مقدم رکھا اور اسبات پر تنبیہ ہے کہ اپنی عمر مین ساتھہ کمال عقل کے ہدایت پاویگا
اسیواسطے حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند ارجمند کو حکم کیا کہ اس لڑکی سے نکاح کر لی دسوین
یہ کہ نکاح کرنے مین منظور اور مقصود بہتری دین کی ہی نہ حرفہ یعنی پیشہ اور شرافت جیسا
کہ اسپر یہ دال ہی کہ حضرت عمر باوجود قریشی اور امیرالمومنین ہونے کے اپنے لڑکے کو
واسطے نکاح کے بازاری لڑکی سے حکم کیا جو دودہ کی بیچنے والی تھی گیارہوین عمر رضؓ
کی فراست اور دانائی کہ اوسکی نسل سے عمر بن عبدالعزیز سا عقلمند آدمی پیدا ہوا بارہوین
اپنے والدین کی اولاد کو اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اپنی عقل کی متابعت سے اولی
ہی جیسا کہ عاصم نے اپنے والد کی اطاعت کی اور اسوجہ سے اونکی نسل مین برکت دیگئی
اور یہ تمام حکایت کفایہ شعبی کے نماز جنازے کے بیان مین
مذکور ہے اور احتکار اور تلقی یعنی غلہ خریدنا اور بند کرنا ایسے موضع مین کہ اوسکے مالک کو
نقصان کرتا ہو مکروہ ہی اسواسطے کہ احتکار اور تلقی اوپر اوس حالت کے محمول ہی جو کہ

اوسکے اہل کو ضرر کرے اور اہل حرب اور اہل فتنہ اور لشکر فتنہ مین ہتیار بیچنا اسواسطے منع ہی گویا کہ
اونکو واسطے فساد کے مدد اور اعانت کرتا ہی آور ذخائر ملتقط ناصری مین ہی کہ رات کو
پرندونکا شکار حلال ہی لیکن جو حدیث کہ اسکی نہی مین وارد ہوئی ہی بسبب شفقت کے ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے مطلق شکار کو حلال فرمایا ہی آور شہادات ملتقط مین ہی کہ جب کوئی بازار
نخاس کا مکاتبہ پر لیوے تو جو کوئی کہ اوس کاغذ پر گواہی لکھے ملعون ہی اور اسیطرح سے ہی
اگر اقرار دراہم پر گواہی دین با وجود جاننے سبب کے لیکن اگر ساتھہ نادانستگی سبب کی گواہی
دی تو جائز ہے آور اسیمین ہی کہ اوس شخص کی شہادت قبول نہ کیجاوے جو گانے والیکی
تبعیت کرتا ہی **مسئلہ** جانورون کے ذریعہ سے غلہ پیسنا جائز ہے یا نہین **جواب**
شریعة الاسلام مین مذکور ہی کہ گیہون اور جو کا پیسنا ہاتھہ سے جائز ہی نہ جانورون سے
آور فقیہ نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہی کہ تاجر کو واسطے رواج اپنے سامان کے قسم کہانا
مکروہ ہی آور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑہنا وقت پیش کرنے اپنے
اسباب اور سامان کے اسطرحپر کہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سامان کیا اچھا ہی مکروہ ہے
بخلاف اسکے کہ درود پڑہے واسطے تجوید اپنے کلام کے اسواسطے کہ بیچنے والا ساتھہ درود
کے حصہ دنیوی حاصل کرتا ہی اور یاد کرنے والا ایسا نہین ہی آور سیر ذخیرہ کی کلمات
کفر مین مذکور ہے کہ کہنا کسیکا کہ ہم ایسا کام کرین کہ جسمین آزادہ ہوکے کہائین جنطا ہی اور جس شخص نے اپنے
کسب سے اپنی روزی دیکہی اور کہا کہ جبتک فلان شخص قائم ہے یا کہا کہ جبتک میرے بازو مین قوت ہی
میری روزی کم ہوگی تو بعضون نے کہا ہی کہ یہ کہنا کفر ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسپر خوف
کفر کا ہی آور اسیمین ہی کہ جسوقت کسی نے کہا کہ روزی اللہ کیطرف سے ہی لیکن بندہ کو
کوشش چاہئے تو اسمین کہا گیا ہی کہ یہ کہنا شرک ہی کیونکہ بندہ کی حرکت بھی اللہ ہی کیطرف سے ہی
اور یہ رزق کو حرکت سے جانتا ہی آور جو کوئی عیب دار چیز کو جانکر بیچنا چاہے تو اوسکو
لازم ہی کہ اوسکے عیب سے خریدار کو آگاہ کردے اور اگر آگاہ نہ کیا تو کہا گیا ہے کہ فاسق
اور مردود الشہادت ہوتا ہی لیکن اصح یہ ہی کہ وہ مردود الشہادت نہین ہوتا ہی کیونکہ
یہ گناہ صغیرہ ہی فتاوی خانیہ کے باب خیار البیوع مین مذکور ہی کہ صحیح بخاری مین سعید

توکیا حال ہوگا میرے زمانہ مین چوتھے یہ کہ محتسب بازاریون کو ساتھ قسم کے ڈراوے جیسا
کہ عمرؓ نے اوس عورت کو قسم کھلائی تھی پانچوین یہ کہ اولاد کا منع کرنا اپنے والدین کو خیانت
اور جھوٹ سی جائز ہے جیسا کہ اسکی بیٹی نے اسکو منع کیا چھٹے یہ کہ اولاد کا محتسب کو خبر دینا
اپنے والدین کی معصیت سے جائز ہے جبکہ اپنے والدین کو وعظ او رنصیحت سی باز رہتے
ہوئے نہ دیکھے جیسا کہ اوس لڑکی نے اپنی والدین کی معصیت سے حضرت عمرؓ کو خبردار کردیا تھا
پس اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اوسکو حضرت عمرؓ منع فرماتے ساتوین یہ کہ محتسب جب خیانت پر
آگاہ اور خبردار ہوجاوے تو ادب دینا خیانت کرنے والے کو جائز ہی جیسا کہ عمرؓ نے
اوس عورت کو اوسکی خیانت پر ادب دیا آٹھوین یہ کہ عورت اپنی خیانت پر ادب دیجاے
جیسا کہ مرد ادب دیا جاتا ہی بسبب اشتراک کے معصیت مین جو موجب تعزیر او رادب دینے کے
ہی نوین یہ کہ جب بچہ ساتھ حق کے خلاف عادت بات کرے تو یہ دلیل ہی اوسکی اخلاق
کے بہتر ہونے پر کیونکہ اسنے اپنے بچپن ہی مین خلاف طبیعت کے کیا اور جو مداہنت
اور سستی کہ اوسکی طبیعت مین تھی چھوڑدی اور باوجود قلت عقل کے اللہ تعالی کی رضامندی
اور خوشنودی کو مقدم رکھا اور اسبات پر تنبیہ ہے کہ اپنی عمر مین ساتھ کمال عقل کے ہدایت پاویگا
اسیواسطے حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند ارجمند کو حکم کیا کہ اس لڑکی سے نکاح کرلی دسوین
یہ کہ نکاح کرنے مین منظور اور مقصود بہتری دین کی ہی نہ حرفہ یعنی پیشہ او رشرافت جیسا
کہ اسپر یہ دال ہی کہ حضرت عمر باوجود قریشی اور امیر المومنین ہونے کے اپنے لڑکے کو
واسطے نکاح کے بازاری لڑکی سے حکم کیا جو دودھ کی بیچنے والی تھی گیارہوین عمرؓ
کی فراست اور دانائی کہ اوسکی نسل سے عمر بن عبد العزیز سا عقلمند آدمی پیدا ہوا بارہوین
اپنے والدین کی اولاد کو اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اپنی عقل کی متابعت سے اولی
ہی جیسا کہ عاصم نے اپنے والد کی اطاعت کی اور اسوجہ سے اونکی نسل مین برکت دیگئی
اور یہ تمام حکایت کفایہ شعبی کے نماز جنازے کے بیان مین
مذکور ہے اور احتکار اور تلقی یعنی غلہ خریدنا اور بند کرنا ایسے موضع مین کہ اوسکے مالک کو
نقصان کرتا ہو مکروہ ہی اسواسطے کہ احتکار اور تلقی اوپر اوس حالت کے محمول ہی جو کہ

وکانوا یمتارون منہا فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسألونہ ان یاذن لہ فی حمل الطعام الیہم فاذن لہ فی ذلک واہل مکۃ کانوا یومئذ حربا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اس سے ہمین نے معلوم کیا کہ اسمین کچہ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ مسلمانون کو اکثر بعضی چیزون کی جو اونکے ملک مین ہوتی ہین احتیاج پڑتی ہی اور جبکہ ہمنے اونکو اوس چیز سے منع کیا جو کہ میرے ملک مین ہوتی ہی تو وہ لوگ مجکو لا محالہ اپنے ملک کی چیزون سے منع کرین گے پس اس امر کو ضروری جانکر مسلمانونکو اسمین رخصت دی گئی ہی لیکن گھوڑا اور ہتیار پس اسواسطے کہ وہ لوگ اسکے ساتہہ مسلمانون سے لڑنے کے لیئے قوت پاتے ہین اور ہم اونکی شوکت کے توڑنے کے لیے مامور ہین شیخ الامام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے سیر کبیر مین کہا ہی کہ گھوڑون سے مراد گھوڑا اور خچر اور گدہا اور بیل ہین کہ جنپر اسباب لادا جاتا ہی اور ہتیار سے وہ ہتیار مراد ہین کہ جو واسطے لڑائی کے تیار کیا جاوے خواہ لڑائی مین استعمال کیا جاتا ہو یا نہین اور جنس ہتیار مین چھوٹی بڑی سب چیز داخل ہی یہانتک کہ سوئی بھی اور مسئلہ کراہت حمل مین برابر ہی جیسے لوہا کہ اصل ہتیار کی ہی اور ریشم اور دیبا اور قز جو کہ غیر معمول ہی اسکا پہونچانا اونکی طرف مکروہ ہی اسواسطے کہ لڑائی مین اس سے قوت حاصل کیجاتی ہے بخلاف کپڑے باریک ریشمی کے حاصل کلام یہ ہی کہ جو چیز کہ بجنسہ ہتیار نہو لیکن اوس سے اکثر ہتیار ہی بنایا جاتا ہو تو اوسکو کفار کے ملک مین پہونچانا حلال نہین ہی اسواسطے کہ حکم اوپر غالب اور اکثر کے ہوتا ہی اور روئی اور کپڑے کے داخل کرنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ اکثر استعمال اسکا لباس ہی مین ہوتا ہی نہ قتال مین اور اگر یہ غالب ہو کہ یہ لوگ روئی دار جلتہ پہنکر لڑتے ہین تو اسکو بھی داخل نہ کرنا چاہیے اور کرگس زندہ یا مذبوح کا معہ بازو اور پر کے داخل کرنا حلال نہین ہی اسواسطے کہ اسمین قرینہ غالب ہی کہ یہ لوگ اوسکے پرون کو تیر مین ڈالتے ہین اور اسیطرح سے عقاب بھی اور جبکہ مسلمان دار الحرب مین ساتہہ امان کے واسطے تجارت کے جانے کا قصد کرین اور اسکے ساتہہ گھوڑے اور ہتیار بھی ہون لیکن انکا بیچنا اونکے ہاتہہ منظور نہین ہی تو نہ منع کیے جاوین لیکن اگر انہین سے کسی چیز کے ساتہہ متہم ہو تو اوس سے اوسکے نہ بیچنے کا حلف لے لیا جاوے

مگر ضرورت سے اور اوسکو جانیکی اجازت دیجاوے اور اسیطرح سے جب وہ دریا کی راہ سے کشتی مین اسباب رکھکر لیجانا چاہے اسواسطے کہ وہ بھی ایک ایسا مرکب ہی کہ جسکے ساتھہ لڑائی پر قوت حاصل کیجاسکتی ہے لیکن ذمی پس جبکہ یہ ساتھہ امان کے مسلمانونکی ملک مین جانا چاہین اور ساتھہ انکے گھوڑا گدھا بیل ہتیار وغیرہ بھی ہو تو اونسے بھی ان چیزون کے نہ بیچنے کا حلف لیا جاوے مگر بضرورت اور بعد حلف کے جانے کی اجازت دیجاوے کیونکہ انکا دین انکو نفع پہونچانے پر آمادہ کرتا ہے بخلاف مسلمانونکی کہ انکا دین انکو اسبات سے مانع ہے اور حربی مستامن ان سب سے منع کیا جاوے کیونکہ وہ اہل دار الحرب سے ہی اور اسواسطے کہ وہ دار الحرب مین جاکر رہجاویگا اور مسلمانون سے لڑیگا اور قوت پائے گا مگر جبکہ وہ کرایہ والا ہو کہ مسلمانون یا ذمیون سے تلوار یا جانور لیجاتا ہو تو منع نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ ظاہر ہی کہ یہ اپنے واسطے کرایہ حاصل کرنا چاہتا ہی اور وہ اوسیطور سے آویگا جسطور سے جاتا ہی اور جبکہ اہل حرب ایسے لوگ ہون کہ جب سوداگر اونکے پاس کوئی چیز لیکر جاتا ہے تو اونکو واپس نہین آنے دیتے یہانتک کہ اوس سے سب چیزین لے لیتے ہین اور اوسکی قیمت دیدیتے ہین تو مسلمان اور ذمی ہتیار اور گھوڑا لیجانے سے منع کیے جاوین بسبب نہونے چیزون ضروری کے بخلاف خچر اور گدھے اور بیل اور اونٹ کے کہ انکے واسطے سواری اور باربرداری کی ضرورت ہوتی ہی تو بقدر مایحتاج الیہ کے اس سے منع نکیا جاوے اور یہ استحسان ہی اور قیاسًا ان سب سے منع کیا جاوے کیونکہ اسمین اہل حرب کی قوت ہی اور اسکے واسطے کسی صورت سے رخصت نہین ہی اور وجہ استحسان کی یہ ہے کہ سوداگر کو اپنی پیٹھہ پر اسباب لیجانا غیر ممکن ہی اور تجارت ضروری ہی اسواسطے اسمین رخصت دی گئی ہی اور اسیطرح سے سیر ذخیرہ مین منقول ہے واللہ اعلم

اکتالیسوان باب غلامون کے احتساب مین

آدمی کو لوہے کا طوق غلام کی گردن مین ڈالنا مکروہ ہے اور قید کرنا اوسکا مکروہ نہین ہی اسواسطے کہ طوق مثلہ ہی اور قید عقوبت ہی اور مثلہ منہی ہی اور عقوبت اوسکے اہل پر مستحسن ہے

جیساکہ واسطے ادب کے مارنا ہی شرح کرخی مین مذکور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خادم
آتش پرست تھے اور وہ لوگ انکے گھر مین جاتے تھے کتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے
اوسکے عمل کو کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ کافرون سے خدمت لینا مکروہ نہین ہی
خواہ وہ مملوک ہون یا مزدور اور شہادات ملتقط مین ہی کہ جو کوئی اپنے مملوک یا اپنے اہل کو
ہر وقت گالی دیا کرتا ہی یہانتک کہ اوسکی یہی عادت ہو گئی ہی تو شہادت اور گواہی اوسکی
مقبول نہین ہوگی اور اگر کبھی کبھی ہو تو مقبول ہوگی یعنی یہ حکم قذف سے کم مین ہی لیکن قذف
پس اوس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے تنبیہ الغافلین
مین ذکر کیا ہے کہ عامر شعبی نے کہا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے کسی بزرگ نے
اہل بیت سے واسطے پینے کے پانی طلب کیا تو اہل بیت نے اپنے خادمہ کو بلایا اوسنے
آنے مین سستی کی پس اوسکو گالی دی یعنی نسبت بزنا کی پس پانی کے مانگنے والے نے
کہا کہ کیا تم اس روز قیامت مین خدمت نہ لوگے یا اوسپر چار گواہ نہ قائم کروگے کہ وہ لوگ
تمپر گواہی دین کہ لے نے فلان کو الینا کہا پس اہلبیت نے سنکر اوس خادمہ کو آزاد کر دیا پس
صحابہ نے کہا کہ قریب ہی کہ یہ تمہارے کہنے کا کفارہ ہو اور جنایات ذخیرہ مین مذکور ہی
کہ چوٹی کا رکھنا غلام اور بچہ کو حرام ہی اور یہی ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے بہی مروی
ہی کیونکہ چوٹی رکھنا بسبب اسیطرحی فاسد کے ہوتا ہی اور اسی بنا پر یہ ہی کہ اگر کسی نے کسی
غلام کی چوٹی کاٹ ڈالی اور اوسکی جگہ سپید رہی تو اوسکو نقصان لازم ہی اور اس صورت
مین اوسکے نقصان پہچاننے کا طریقہ یہ نہین ہی کہ قیمت کا تفرقہ درمیان غلام چوٹی دار
اور غیر چوٹی دار کے کرے بلکہ یہ ہی کہ اوس غلام کی قیمت کو دیکھے کہ جسکے بال اوگنی جڑ ثابت
ہو اور اوسکی کہ جسکے بال نہون کیونکہ چوٹی رکھنا حرام ہے اور وجہ حرام کی شرعاً معتبر نہین
ہی اور اسی سبب سے کہا گیا ہی کہ جب بال نکلین نہ چوٹی تو مونڈنے والے پر کچھ گناہ نہین ہی
اور طوق ڈالنا لوہے کا غلام اور چھوکری کے گلے مین مکروہ ہے اور یہان پر لوہے کے
طوق سے وہ طوق مراد ہی کہ جو حرکت دینے سے سر کے مانع ہو کیونکہ یہ عادت ظالمونکی
ہی اور اسواسطے کہ یہ عقوبت اہل نار کی ہی اور جامع صغیر خانی مین ہی کہ یہ حکم اونکے زمانہ کا ہے

کہ بھاگنا کم تھا لیکن ہمارے زمانے مین پس کچھ مضائقہ نہین ہی بسبب غلبہ اور کثرت بھاگنے کے خاصکر ہندوستان مین **مسئلہ** اپنے مولی سے غلام کو تاوان مانگنا جائز ہی یا نہین جبکہ اوسکا مولی اوسکو مارے **جواب** جائز ہی فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے تنبیہ مین ذکر کیا ہی کہ ابو ذر رحمہ اللہ نے اپنے غلام کے منہ پر طمانچہ مارا اور اوسنے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسنے تاوان چاہا تو آپنے فرمایا کہ مسلمانون کے منہ پر تم نہ مارو اور تم اونکو وہی کھلاؤ جو کچھ کہ تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو کچھ کہ تم پہنتے ہو اور اگر دہ خود بکنا چاہین تو تم اونکو بیچو اور ملتقط ناصری مین ہی کہ جب مولی اپنے غلام کے ساتھ برائی کرے اور وہ قاضی کے پاس نالش کرے اور ہمسایہ واسطے اوسکی شہادت دین تو اوسکا مالک اوسکے بیچنے پر مجبور نہ کیا جاوے بلکہ وہ اوسکی برائی سے منع کیا جاوے پھر اگر اوسنے برائی کی تو ساتھ مارنے اور قید کرنے کے ادب دیا جاوے جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے واللہ اعلم

بیالیسوان باب مردون کے مسائل مین

مسئلہ بعوض نہلانیکے غسال کو مزدوری نہ دینا چاہی لیکن میت کا اوٹھانا اور قبر کا کھودنا اور اوسکا دفن کرنا پس اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ اول واسطے طلب ثواب کے ہی اور دوسرا ایسا نہین ہی اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اگر مردہ ایسے جگہ ہو کہ وہان پر کوئی غسل دینے والا یا اوٹھانے والا بجز انکے نہین ہی تو اونکے واسطے کچھ مزدوری نہین اور اگر سوای انکے دوسرا بھی موجود ہی تو اونکو مزدوری دینا چاہیے **مسئلہ** نزدیک جنازہ کے آواز بلند کرنا مکروہ ہی اور اسکی تفسیر مین چند احتمال ہین پس بعض احتمال یہ ہی کہ مراد اس سی نوحہ اور کپڑا پھاڑنا اور منہ نوچنا ہے اور یہ سب مکروہ ہی اور بعض احتمال یہ ہی کہ اس سی یہ مراد ہی کہ بعد جمع ہونے لوگون کے واسطے نماز کے آدمی کھڑے ہون یا واسطے میت کے دعا کرین اور آواز کو بلند کرین اور یہ مکروہ ہی کیونکہ دعا مین اخفا سنت ہی نہ جہرا اور اسی حجت سے ظاہر ہوا کہ مرثیہ کہنا جو ہمارے ملک مین معمود ہی مکروہ ہی کیونکہ اسمین میت کی تعریف کا مبالغہ ہی اور دعا مین جہر کرنا ہی اور احتمال ہی کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جیسے زمانہ جاہلیت مین

ایسے لوگ تھے کہ وقت جنازہ کے میت کی مدح حد سے زیادہ کرتے تھے یہانتک کہ وہ سب محال ہوتا تھا لیکن اصل تعریف اور مدح مکروہ نہین ہے جیساکہ اسپر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دال ہے ابو دجانہ کے حق مین جبکہ وہ شہید ہوے کہ کان اولنا فصولا و آخرنا قفولا و کان یصلی الصلوۃ لوقتہا فصول کے معنی سب سے پہلے واسطے جہاد کے نکلنا اور مستحب ہے کیونکہ یہ طرف عبادت کے شتابی اور جلدی کرنا ہے اور قفول کے معنی جہاد سے لوٹنا ہے اور یہ بھی مستحب ہے کیونکہ یہ دلیل ہے نہایت رغبت کی جہاد پر اور وقت پر نماز پڑھتے تھے یہ بھی صفت اور مدح ہے کیونکہ یہ نماز کی محافظت ہے پس معلوم ہوا کہ میت کی مدح کرنی اسطرح پر جائز ہے لیکن وہ مدح کہ جو میت کے افعال سے خارج ہو اور حد شرع سے گذر جاوے حرام ہے مسئلہ میت اور مقتول کو اوس قوم کی قبر مین دفن کرنا کہ جسمین وہ مرا ہے مستحب ہے اور ایک دو میل میت کو نقل کر کے لیجانے مین کچھ مضایقہ نہین ہے اور اس سے زیادہ کے واسطے مکروہ کہا گیا ہے اور اسیطرف سرخسی رحمہ اللہ نے بھی میل کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ نہین ہے مسئلہ قبر پر سبزا اوگے ہوئے کانٹے یا گھاس کو کاٹنا مکروہ ہے اور اگر خشک ہو تو مکروہ نہین ہے کیونکہ وہ اپنی سبزی کے زمانہ مین اللہ تعالی کی تسبیح اور تہلیل مین مشغول رہتی ہے اور اہل قبور کو اوس سے اُنس ہوتا ہے اور وصایای ملتقط مین ہے کہ جو چیز مثل کپڑے وغیرہ کے نیچے میت کے قبر مین ڈالی جاتی ہے اوسمین کچھ مضایقہ نہین ہے اور اوسی مین ہے کہ قاری کا ٹھہرانا نزدیک قبر کے واسطے قرات کے بدعت ہے مسئلہ واسطے تعمیر باپ کی قبر کے چونہ کاری سے وصیت کرنا جائز ہے اگر بہ نیت مضبوطی کے ہو اور اگر واسطے زینت کے ہو تو جائز نہین ہے اور ابو القاسم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو شخص ان باتون کی وصیت کرنے کہ میری قبر مٹی سے بنائی جاوے یا اوسپر قبہ بنایا جاوے یا کسی کو کچھ دیا جاوے کہ وہ میری قبر پر ہمیشہ پڑھا کرے تو یہ وصیت باطل ہے مسئلہ اہل ذمہ جبکہ اپنی زمین مملوک کو مقبرہ قرار دین تو اس سے منع نہ کیے جاوین کیونکہ یہ انکی ملک ہے اسمین انکو تصرف کرنا جسطرح سے چاہین جائز ہے اور تفصیل اسکی باب احتساب اہل ذمہ مین ہے اور فتاوی خانیہ مین ہے کہ جب عورت حاملہ مرجاوے اور اوسکو کوئی خواب مین دیکھے

کہ کہتی ہی کہ مین بچہ جنی ہون تو اوسکی قبر کو کھولنا نچاہیے مسئلہ ظہیریہ مین مذکور ہی کہ اہل مصیبت کہ تین دن اپنے گھر مین بیٹھنا کچہ مضائقہ نہین ہی لیکن ترک کرنا افضل ہی اور محیط مین ہی کہ گھر کے دروازے پر بیٹھنا مکروہ ہی کیونکہ یہ عمل اہل جاہلیت کا ہی اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہی اور جو رواج کہ عجم مین مشہور ہی بُرا ہی یعنی شاہراہ مین فرش بچھا کر بیٹھنا نچاہیے اسواسطے کہ یہ تمام بُرائیون سے زیادہ بُرا ہی آور قبر کے ہموار اور برابر کر دینے مین احتساب کیا جاوے کیونکہ یہ عادت بعض جاہلون کی ہی اور ہمارے مذہب مین قبر کو ماہی پشت کرنا سنت ہی اور میت کو ایک دو میل نقل کر کے لیجانے مین کچہ مضائقہ نہین ہی لیکن اسپر زیادتی کرنا مکروہ ہی آور خانیہ مین مذکور ہی کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے مرنے سے اہل برادری و قرابت کو خبردار کرنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور واسطے جنازے کے بازارون مین پکارنا مکروہ ہی آور جامع صغیر خانی مین ہی کہ بعضے متاخرین نے بازارون مین پکارنا اچھا جانا ہی تاکہ لوگ واسطے نماز کے رغبت کرین لیکن اول اصح ہی اور خانیہ مین ہی کہ میت کے غسل دینے والے کو طہارت سے رہنا چاہیے آور عورت حیض یا نفاس والی کو غسل دینا مکروہ ہی اور جنازہ اوٹھانے کے وقت واسطے ذکر کے آواز بلند کرنا مکروہ ہی آور ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جنازے کے ساتھ چلتے وقت لوگون سے یہ کہنا کہ استغفروا لہ غفر اللہ لکم مکروہ ہے یعنی تم لوگ واسطے میت کے خدا سے بخشش چاہو اللہ تعالی تم لوگون کو بھی بخش دیگا آور وقت دیکھنے جنازے کے آدمیون کو کھڑا ہونا مکروہ ہے اور یہی صحیح ہی کیونکہ یہ حکم پہلے تھا کہ جسوقت تم لوگ جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ پھر یہ منسوخ ہو گیا آور قبر مین پختہ اینٹ کا لگانا مکروہ ہی جبکہ میت سے متصل ہو لیکن اوسکے ماسوی مین کچہ مضائقہ نہین ہی آور بعد دفن کرنے میت کے پھر اوسکو قبر سے نکالنا مکروہ ہی مگر جسوقت کہ وہ زمین غصب کی ہو یا شفعہ سے لیجاوے لیکن جسوقت کہ قبر مین کوئی چیز چھوٹ جاوے اور بعد مٹی ڈالنے کے معلوم ہو تو پھر قبر کے کھولنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی آور مقتول یا میت کو اوسی مقام مین دفن کرنا جس جگہ کہ وہ مرا ہی یا شہید ہوا ہی مستحب ہی اگرچہ وہ کسی دوسرے کا مقبرہ ہو

اور اگر قبل دفن کرنے کے ایکدو میل نقل کرکے لیگئے تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور بہتر یہہ ہے اگر
وہ غیر شہر مین مرا تو اوسی شہر مین اوسکو دفن کرنا مستحب ہی اور اگر دوسرے شہر
کیطرف نقل کیا گیا تو کچھ حرج نہین ہی کیونکہ مروی ہی کہ یعقوب علیہ السلام نے مصر مین وفات
پائی اور شام مین دفن کیے گئے اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ضیعہ مین وفات پائی
اور بعد دفن کے مدینۂ طیبہ کیطرف نقل کیے گئے آور بعد مدت کے میت کو اپنی قبر سے نکالنا
سچا ہیے مگر ساتھہ عذر کے اور عذر کو ہم اوپر بیان کرچکے ہین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے
کہا ہی کہ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہی کہ لا باس بنقل المیت قدر میل او میلین لان النقل من بلد
الی بلد مکروہ یعنی ایکدو میل میت کو نقل کرکے لیجانا مکروہ نہین ہی اسواسطے کہ ایک شہر سے
دوسرے شہر مین لیجانا مکروہ ہی مسئلہ ایک عورت کا بیٹا غیر شہر مین مرگیا اور وہان
وہ دفن کیا گیا پس جبکہ وہ آئی تو اوسکی قبر کو کھولکر اپنے شہر مین لیجانا چاہا تو آیا اوسکو قبر
کھولکر لیجانا جائز ہے یا نہین جواب خانیہ مین مذکور ہی کہ بعد دفن کر دینے کے اوسکو
لیجانا نہین جائز ہی آور کتاب الوقف کی فصل رباط اور مقابر مین ہی کہ بعد دفن ہونے میت کے
بغیر عذر قبر سے نہ نکالا جاوے جیسا کہ اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین زمین دار الحرب
مین دفن کیے گئے اور پہر وہان سے نقل نہ کیے گئے اور نہ نکالے گئے آور محیط مین ہی کہ
میت کو دفن کرنا ساتھہ ہتیار اور پوستین اور چمڑے اور موزے اور ٹوپی وغیرہ کے
مکروہ ہی اور عمرؓ سے مروی ہی کہ یکفن المرأۃ فی خمسۃ اثواب والرجل فی ثلثۃ اثواب لا تعتدوا
ان اللہ لا یحب المعتدین یعنی عورتین ساتھہ پانچ کپڑون کے اور مرد ساتھہ تین کپڑون کے
کفنائے جاوین اور اسپر تملوگ زیادتی نہ کرو اور حد سے نہ گذرو اسواسطے کہ اللہ تعالی
زیادتی کرنے والے اور حد سے گذرنے والے کو دوست نہین رکھتا ہی آور ہدایہ مین
خنثی کے کفن کے بیان مین ہی کہ لڑکی ساتھہ پانچ کپڑون کے کفنائی جاوے کیونکہ اگر
وہ عورت ہی تو سنت قائم ہوئی اور اگر مرد ہے تو تین پر زیادتی ہوئی اور اسمین کچھ مضائقہ
نہین ہی آور بہتر خرقہ عورتون مین یعنی تہبند مین یہ ہی کہ وہ سینے سے زانو تک ہو
تاکہ بخوبی پردہ ہوجاوے اور بجز زعفران اور ورس کے تمام خوشبوؤن سی مرد کے

کفن کو بنانے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور مرد کو حریر یا ریشم یا کسنبہ کے رنگے ہوئے کپڑے مین دفن کرنا مکروہ ہی لیکن عورت کو نہین دفن کرنا جائز ہی مسئلہ جو شخص کہ مر جاوے اور اوسکے پاس کچہ نہو تو لوگون سے اوسکی تجہیز اور تکفین کے لئے درخواست کرنا چاہیے کیونکہ اگر لوگ اسپر قادر نہون تو فقط واسطے کفن کے کپڑے کے درخواست کرنا چاہئے کیونکہ وہ اپنے واسطے سوال پر قادر نہین ہی بخلاف زندہ کے کہ یہ اپنے نفس پر قادر ہی اور سوال کا محتاج نہین ہی اور سب آدمیون سے گذر کر کے جنازہ کو نکال لیجانا مکروہ ہی اور اگر بعضے آدمی اوسکے سامنے ہین اور بعضے پیچھے تو جائز ہی اور سواری پر ہونا ہمراہ جنازہ کے کچہ مضائقہ نہین ہی جبکہ وہ جنازے سے دور ہو لیکن جبکہ قریب ہو تو مکروہ ہی کیونکہ اتباع جنازے مین راستہ چلنا بطریق تذلل اور تواضع کے ہی نہ بطریق تکبر کے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ لیجانا چاہیے شرح طحاوی کے وصایا مین مذکور ہی کہ کفن کا خریدنا امور طلب ثواب سے ہے کیا تونے نہین دیکھا کہ جب میت نے کسیکو وصیت نکی اور اوسکا کوئی وارث بھی نہین ہی تو اوسکے اصحاب کو اوسکا مال بیچکر اوسکے واسطے کفن خرید کرنا جائز ہی مسئلہ کافر کے جنازے پر نماز پڑہنا اور اوسکی قبر پر کھڑا ہونا نچاہیے جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ولا تصل علے احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ جبتک کہ دفن کیا جاوے پس یہ دلیل ہوئی اسبات پر کہ مسلمانون کو اوسکی قبر پر کھڑا ہونا نچاہیے اور نہ اوسکے جنازے پر نماز پڑہنا احکام جصاص مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کوئی کافر مرے اور اوسکا کوئی ولی نہو مگر مسلمان تو وہ اوسکو دفن کرے یا نہین جواب اوسکو بسبب ضرورت کے دفن کرنا جائز ہے لیکن اوسمین سنت غسل اور دفن کے لحاظ نرکھے بلکہ اوسکو مثل کپڑے پلید کے غسل دیوے اور قبر مین نرکھے بلکہ اوسکو کسی غار وغیرہ مین مثل مردار کے ڈالدے پھر اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ انہ علم قام علی قبر عبد اللہ ابن ابی سلول المنافق یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ بن ابی سلول منافق کی قبر پر کھڑے ہوئے تھے تو ہم کہینگے کہ یہ قبل نزول اس آیت کے تھا پھر بعد نزول اس آیت کے یہ فعل آپ کا منسوخ ہو گیا واللہ اعلم۔

تینتالیسوان باب شراب کے بہادینے اور سور کے مار ڈالنے کے احتساب مین

جبکہ محتسب مسلمانون کے شراب رکھنے یا بیچنے سے خبر پا دی تو اوسکو بہا دیوے اور اوسکے بہانے مین کچھ تاوان نہین ہی کیونکہ یہ بہانا اوسکو فعل منکر سے منع کرنا ہی اور تاوان کا نہونا بیس اس سبب سے کہ یہ محسن اور نیکی کرنے والا ہی وما علی المحسنین من سبیل اور اگر ذمی کی شرابکو غیر محتسب نے بہا دیا تو اسمین دو وجہ ہین یا اوسنے قبل خریدنے کے بہا دیا یا بعد خریدنے کے پس اگر مسلمان نے بعد خریدنے کے ذمی کی شراب کو بہا دیا تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اگرچہ وہ محتسب نہین ہی کیونکہ جب اوسنے شراب بیچی ہے تو اسنے اوسکے نقصان کرنے کو اپنے دل مین مسلط کرلیا ہے اور جو کوئی کہ غیر کو اوسکے مال کے نقصان کرنے پر مسلط کری تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہی جیسا کہ کوئی شخص غیر کی چوپائے کو اوسکے حکم سے یا غیر کے ہاتھ کو اوسکے حکم سے کاٹے تو اوسکو قیمت دینی واجب نہین ہی کیونکہ مسلمان ساتھ قیمت شراب کے ماخوذ نہین ہی اور اگر ضائع کرے اوسکو بغیر خریدنے کے یعنی قبل خریدنے کے تو اوسپر تاوان ہی اسواسطے کہ شراب اہل ذمہ کے نزدیک مثل سرکہ کے ہی نزدیک مسلمانون کے اسیطرحسے اگر کسینے مسلمان کے سرکہ کو تلف کیا تو اوسپر تاوان ہی پس اسی بنا پر قبل خریدنے کے شراب بہا دینے مین نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تاوان ہی اور نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ دارالاسلام مین شراب مال نہین ہی اور جواب اسکا وہی ہی جو ہم بیان کرچکے ہین اور اگر ذمی کی شراب کو محتسب نے خراب کیا اور بہا دیا تو اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ وہ مجتہد ہی پس اسیوجہ سے جو کچھ کہ اوسکے دلمین آوے اوسکو مصلحت جانکر کرنا جائز ہی اور تفصیل اسکی باب احتساب مین اہل ذمہ کے ہی اور سیر ذخیرہ کی فصل اٹھارہوین مین ہی کہ جس شہر مین نماز جمعہ پڑہی جاتی ہو اور حدود قائم کیے جاتے ہون اوس مین کسی مسلمان یا کافر کو شراب یا سور داخل کرنا نچاہیے پھر اگر کسی مسلمان نے شراب یا سور داخل کیا اور کہا کہ مین نشہ کی حالت مین اسطرف آگیا یا مین اس شراب کا سرکہ بنانا چاہتا ہون یا کہا کہ یہ شراب میری نہین ہی بلکہ دوسرے شخص کی ہی اور نام اوسکا نہین بتایا تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ آدمی دیندار ہو اور متہم نہو تو چھوڑ دیا جاوے اور اوس سے

کہدیا جاوے کہ اس شراب کا سرکہ بنالے کیونکہ اوسکا ظاہر حال اوسکی راستی خبر پر دلالت کرتا ہی اور بنا ظاہر کام پر رکھنا واجب ہی جبتک کہ اوسکا خلاف ظاہر نہو خصوصًا ایسی مقام مین کہ حقیقت حال پر خبردار ہونا ممکن نہوا اور اگر وہ متہم ہو تو شراب کا برتن توڑ دیا جاوے اور سور ذبح کرکے جلا دیا جاوے اسواسطے کہ ظاہر حال اوسکا ارتکاب گناہ پر دلالت کرتا ہی تو اس سے بطور نہی کے فعل منکر سے منع کیا جاوے واللہ اعلم

چوالیسوان باب کہیت اور باغونکے احتساب مین

شرح کرخی مین مذکور ہی کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ زمین پاک کو ساتھ زمین ناپاک کے بدلنا مکروہ ہی اور ابن عمر جب اپنی زمین کسی زمیندار کو دیتے تھے تو پہلے شرط کرتے تھے کہ وہ زمین کو ساتھ زمین نجس کے تبدیل نہ کرے اور سعد سے مروی ہی کہ وہ اپنی زمین کو اوس سے بدلتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہی کہ استعمال کرنا زمین پاک کا جائز ہی اور پہر دوسری جگہ مروی ہی کہ نہین جائز ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اگر مٹی نجاست پر غالب ہو تو جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ اوسکا استعمال منع ہے مگر جبکہ اوسپر مٹی غالب ہو کیونکہ نجاست سے نفع لینا مکروہ ہی مثل شراب کے پس جبکہ اوسپر مٹی غالب ہوئی تو حکم عین کا جاتا رہا اور نجاست تابع ہوئی پس نفع لینا ساتھ اوسکے تابع ہوا مثل کپڑے ناپاک کے اور جبکہ نفع لینا جائز ہوا تو بیع کرنا بھی جائز ہے قوت القلوب مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لاتتخذوا الضیعۃ فترغبوا فی الدنیا یعنی تم زمین کو مت ٹھہراؤ کہ دنیا مین رغبت کرو

پینتالیسوان باب بدن اور بال کے ساتھ بدعت کرنیکے احتساب مین

مرد کو ساتھ سرخی کے خضاب کرنا سنت ہی اور ڈاڑہی مین ساتھ سیاہی کے اگر جہاد مین واسطے ڈرانے دشمن کے ہو اوسپر مشائخ رحمہم اللہ کا اتفاق ہی اور اگر واسطے زینت کے خضاب کرے تو نزدیک عام مشائخ رحمہم اللہ کے مکروہ ہی اسیطرح سے ایک حدیث حضرت عمرؓ سے وارد ہوئی ہی اور بعضون نے بغیر کراہت کے اوسکو جائز رکھا ہی اور مردونکو ہاتھ پانون مین خضاب کرنا نہین چاہیے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور عورتون کو اسکا مضائقہ نہین ہی ملتقط مین منقول ہی کہ لڑکیون کے کان کو چھیدنا کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن لڑکون کے لئے مکروہ ہے

تینتالیسوان باب شراب کے بہا دینے اور سور کے مار ڈالنے کے احتساب مین

جبکہ محتسب مسلمانون کے شراب رکھنے یا بیچنے سے خبر پا دی تو اوسکو بہا دیوے اور اوسکے بہانے مین کچھ تاوان نہین ہی کیونکہ یہ بہانا اوسکو فعل منکر سے منع کرنا ہی اور تاوان کا نہونا پس اس سبب سے ہی کہ یہ محسن اور نیکی کرنے والا ہی و ما علی المحسنین من سبیل اور اگر ذمی کی شرابکو غیر محتسب نے بہا دیا تو اسمین دو وجہ ہین یا اوسنے قبل خریدنے کے بہا دیا یا بعد خریدنے کے پس اگر مسلمان نے بعد خریدنے کے ذمی کی شراب کو بہا دیا تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اگرچہ وہ محتسب نہین ہی کیونکہ جب اوسنے شراب بیچی ہے تو اسنے اوسکے نقصان کرنے کو اپنے دل مین مسلط کر لیا ہے اور جو کوئی کہ غیر کو اوسکے مال کے نقصان کرنے پر مسلط کرے تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہی جیسا کہ کوئی شخص غیر کی چوپائے کو اوسکے حکم سے یا غیر کے ہاتھ کو اوسکے حکم سے کاٹے تو اوسکو قیمت دینی واجب نہین ہی کیونکہ مسلمان ساتھ قیمت شراب کے ماخوذ نہین ہی اور اگر ضائع کرے اوسکو بغیر خریدنے کے یعنی قبل خریدنے کے تو اوسپر تاوان ہی اسواسطے کہ شراب اہل ذمہ کے نزدیک مثل سرکہ کے ہی نزدیک مسلمانون کے اسیطرح سے اگر کسی نے مسلمان کے سرکہ کو تلف کیا تو اوسپر تاوان ہی پس اسی بنا پر قبل خریدنے کے شراب بہا دینے مین نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تاوان ہی اور نزدیک امام شافعیؒ کے اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ دارالاسلام مین شراب مال نہین ہی اور جواب اسکا وہی ہی جو ہم بیان کر چکے ہین اور اگر ذمی کی شراب کو محتسب نے خراب کیا اور بہا دیا تو اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ وہ مجتہد ہی پس اسیوجہ سے جو کچھ کہ اوسکے دلمین آوے اوسکو مصلحت جانکر کرنا جائز ہی اور تفصیل اسکی باب احتساب مین اہل ذمہ کے ہی اور سیر ذخیرہ کی فصل اٹھارہوین مین ہی کہ جس شہر مین نماز جمعہ پڑہی جاتی ہو اور حدود قائم کیے جاتے ہون اوسمین کسی مسلمان یا کافر کو شراب یا سور داخل کرنا نچاہیے پھر اگر کسی مسلمان نے شراب یا سور داخل کیا اور کہا کہ مین نشہ کی حالت مین اسطرف آگیا یا مین اس شراب کا سرکہ بنانا چاہتا ہون یا کہا کہ یہ شراب میری نہین ہی بلکہ دوسرے شخص کی ہی اور نام اوسکا نہین بتایا تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ آدمی دیندار ہو اور متہم نہو تو چھوڑ دیا جاوے اور اوس سے

وہ بھی کبھی موافق ہمارے مذہب کے عمل کرتے تھے جب اونکو حاجت ہوتی تھی اور اپنا
مذہب ترک کر دیتے تھے تیسرے یہ کہ کپڑے پر بال مونڈے ہوئے رہجانے سے جواز
نماز کو مانع نہین ہی اگرچہ زیادہ ہون چوتھے یہ کہ میرے مذہب پر عمل کرنے کا نام انحطاط
اور نزول رکھا کیونکہ یہ میرے مذہب مین قادح نہین ہی شاید کہ شافعی رحمہ اللہ نے بسبب
سہل اور آسان ہونے کے اس مسئلہ پر عمل کیا تو یہ گمان اونکا موجب انحطاط اور نزول کے ہوا

چھیالیسواں باب فعل بدعت اور ترک سنت کے احتساب مین

قرأۃ قرآن مجید کی زور سے کرنا نزدیک ایسے لوگون کے جو اپنے کامون مین مشغول ہین
اور اوسکو نہ سنتے ہون مکروہ ہے کیونکہ اسمین خفت اور ہلکی قرآن مجید کی ہی اسیوجہ سے بعض مشائخ
رحمہم اللہ نے واسطے فقیرون کے بازار مین قرآن پڑھنے کو مکروہ جانا ہے پس الحمد کا پڑھنا
بعد فرائض اور مکتوبات کے واسطے آسان ہونے کام مشکل کے ایک جماعت مین مبتکر
مکروہ ہی خواہ وہ اخفا سے ہو یا جہر سے اور اسیطرح جیسے سورہ کافرون کا پڑھنا آخر تک ساتھ
مجمع کے مکروہ ہی کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول
نہین ہی پھر اگر کہا جاوے کہ فتاوی مین مذکور ہی کہ ماہ رمضان مین بعد ختم قرآن مجید کے
دعا کرنا خود یا ساتھ جماعت کے مکروہ ہی اسواسطے کہ یہ بدعت ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے منقول ہی اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور باوجود اسکے ہمنے لوگون کو اسطور سے
دعا کرتے دیکھا اور کسی کو احتساب کرتے نہ پایا ہم کہینگے کہ فقیہ ابو القاسم صفار نے کہا کہ
اگر رہنے والے اس شہر کے یہ نہ کہتے کہ ہمکو اونھون نے منع کیا تو ہم اونکو بیشک دعا کرنے سے
منع کرتے اور خانیہ مین مذکور ہی کہ ایسا کام منع نکیا جاوے مسئلہ ساتھ نغمے کے قرأت قرآن
مجید مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ مکروہ نہین ہی بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کہ من لم یتغن بالقرآن فلیس منا اور نزدیک اکثر مشائخ رحمہم اللہ کے مکروہ ہی اور اسکا
سننا حلال نہین ہی کیونکہ اسمین ساتھ فعل فاسقین کے مشابہت ہی اور اسیواسطے اسطرح سے
اذان کہنا بھی مکروہ ہی مسئلہ قاری کو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع العلیم کہنا
مستحب نہین ہی اسواسطے کہ یہ درمیان اعوذ اور قرأت کے فرق ہی اور چاہیے کہ اعوذ قرأۃ

کے ساتھ متصل ہو مسئلہ ہمارے بعضے مشائخ رحمہ اللہ نے دیوار اور محراب جانب قبلہ پر نقش
ونگار بنانے کو مکروہ رکھا ہو کیونکہ یہ نمازی کے دل کو اپنی طرف مشغول کر لیتا ہو جب اوسکی
طرف نظر پڑ جاتی ہو مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑا خط دار ہدیہ بھیجا
گیا پس آپ نے اوسکو پہنکر نماز پڑہی بعد فراغت نماز کے آپنے اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا
کہ اسنے مجکو نماز مین اپنی طرف مشغول کر لیا تھا اور شرح سیر کبیر مین فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ نے
ذکر کیا ہو کہ دیوار کو منقش کرنا مکروہ ہو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ لیکن چھت کو منقش کرنا اگر کم ہو
تو جائز ہو ورنہ مکروہ ہو مسئلہ بعد نماز کے تکبیر کہنا مکروہ ہو اسواسطے کہ یہ بدعت ہو یعنی
سوای نحر اور ایام تشریق کے تکبیر کہنا سنت ہو مسئلہ ملتقط مین منقول ہو کہ حلوا فروش قیمت
کہولنے حلوے کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صلی اللہ علی سیدنا محمد کے کہنے سے گنہگار ہوتا
ہے اور اسی کو فقیہ نے بھی اخذ کیا ہے واللہ اعلم۔

سینتالیسوان باب نگہبانون کے احتساب مین

خانیہ مین مذکور ہو کہ حارس حراست مین جب لا الہ الا اللہ یا اسکے مانند کہے تو علما نے
کہا ہو کہ اس کہنے سے وہ گنہگار ہوتا ہو اسواسطے کہ یہ اسکا عوض لیتا ہو کہتا ہو بندونکا کہ
اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ میرے نزدیک اسیر وہ ثواب پاویگا اسواسطے کہ وہ عوض نگہبانی
اور پاسبانی کے عوض لیتا ہو نہ ذکر پر اسواسطے کہ اگر وہ پاسبانی کرے اور ساتھ دوسرے
کلام کے پہرہ دیوے تو اجر کا مستحق ہوتا ہو پس اس سے معلوم ہوا کہ ذکر مین یہ طالب ثواب ہے
نہ مستاجر اور اسواسطے کہ اگر ہم اوسکو ذکر سے منع کرین اور وہ واسطے کلام بالجہر کے محتاج
ہوتا ہو تو ہم غنا اور راگ مین پڑنے سے مامون اور بے خوف نہین ہین حالانکہ یہ حرام ہے
محیط کے باب الاذان مین مذکور ہو کہ امام محمدؒ سے مروی ہو کہ جب کسی شہر والے ترک اذان
پر اجتماع اور اتفاق کرین تو ہمکو اونسے مقاتلہ کرنا چاہیے اور اگر ایک نے یہ کیا ہو تو اوسکو
تعزیر دینی چاہیے اور قید کرنا چاہیے اسیطرح تمام سنتون کا حال ہو اور امام ابویوسف
رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب کسی فرض کے قائم کرنے سے لوگ مانع ہون تو اونسے مقاتلہ
کیا جاوے اور اگر ایک شخص مانع ہو تو ضرب اور تادیب کیا جاوے لیکن سنتین مثل نماز

عید اور نماز با جماعت اور اذان کے پس ہین انکو اس سے باز رہنے کے واسطے حکم کرین
اور انکو تعزیر دون اور قتال نہ کرون تاکہ فرق درمیان سنت اور فرض کے ہوجاوے
اور امام محمد رحمہ نے کہا ہے کہ اذان اور نماز عید اگرچہ سنت ہین مگر یہ علامات دین سے ہین
انکے ترک پر اصرار و انکار کرنا خفت اور سبکی دین کی ہے پس اسپر مقاتلہ کرنا چاہیے اور
مکحول رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ سنت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ جسکے کرنے
مین ہدایت ہے اور نہ کرنے مین کچھ حرج نہین ہے دوسری ہے کہ اوسکے کرنے مین ہدایت
ہے اور نہ کرنے مین گمراہی ہے مثل اذان اور اقامت اور نماز عید اور جماعت کے پس
اسپر مقاتلہ کرنا چاہیے مگر جبکہ اسکو ایک شخص کرے تو اوسکو بسبب ترک کرنے موکدہ
کے ساتھ قید کے تعزیر دینی چاہیے نہ مقاتلہ کیونکہ اسکا کرنا ظرف خفت اور سبکی دین کے
سوا نہین ہے مسئلہ ترہب اور رہبانیت یعنی اپنی عورتون سے جدا ہونا اور اونکے ساتھ
صحبت کو حرام رکھنا اور اپنے نفس کو مثل راہبون کے ٹھیرانا حرام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام اور کہا کہ لیس فی دیننا الترہب اور کہا کہ من ترہب
فلیس منا اور کہا کہ رہبانیۃ ہذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ و اقامۃ الصلوٰۃ بالجماعۃ یعنی اس
امت کی رہبانیت اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنا اور نماز کو ساتھ جماعت کے ادا کرنا ہے
اور شرح کرخی مین ہے کہ کسیکو اس صورت سے کہنا نچاہیے کہ اسالک بحق فلان او بحق
انبیائک اور سلک او بحق البیت والمشعر الحرام ونحوہ اور ذبائح ملتقط مین ہے کہ بازار والون
کو تکبیر تشریق کہنے سے ایام تشریق مین منع کیا جاوے واللہ اعلم

اڑتالیسواں باب فرضیت احتساب کے سقوط کے بیان مین

جب احتساب کے قائم کرنے سے عاجز ہو تو فرضیت احتساب کی ساقط ہوجاتی ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ائتمروا بالمعروف وتناھوا عن المنکر فاذا رائیت الدنیا موثرۃ
وشحا مطاعا واعجاب کل ذی رای برائہ فعلیک نفسک فان بعدکم ایام الصبر للمتمسک یومئذ
بمثل الذی انتم علیہ کاجر خمسین عاملا فقالوا یا رسول اللہ کاجر خمسین عاملا منہم قال لا بل
کاجر خمسین عاملا منکم یعنی تم امر معروف پر عمل کرو اور فعل منکر سے بچو اور جب تم دنیا کو

دیکھو اثر کرنیوالی اور حرص کہ پیچھے لگی ہوئی اور اہل رای کی رای اپنی رای پر تو تمکو لازم پکڑو
اپنے نفس کو اسواسطے کہ بعد تمہارے صبر کے دن ہین اور واسطے مسک کرنیوالے کیے بھی ہے
لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مثل پچاس عمل کرنے والے کے اونمین سے فرمایا نہین
بلکہ مثل پچاس عمل کرنے والے کے تم مین سے اور مسروق رحمہ اللہ نے قولہ تعالی ان ارضی
واسعة مین کہا ہی کہ تملوگ جب فاجر کو دیکھو اور اوسکو تغیر نہ کرسکو تو اوس سے ترشروئی کرو اور
ابن عباس رض سے مروی ہی کہ جو شخص دو سے بھاگا وہ بھاگا اور جو کوئی تین سے بھاگا
وہ نہین بھاگا اور سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مین نے شبرمہ رض سے سنا ہی کہ وہ کہتے
تھے کہ امر معروف کا یہی حال ہی اگر دو آدمی ہون تو امر کرے اور اگر تین آدمی ہون تو
اوسنے ڈرے پس وہ اونکے ترک کرنے سے گنجایش مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ اذا رایت المنکر فلم تستطع ان تغیرہ فحسبک ان یعلم اللہ انک منکر لہ بقلبک یعنی جب تم
منکر اور برائی دیکھو اور اوسکو تغیر نہ کرسکو تو تمکو فقط اپنے دل سے اوسکو برا جاننا کافی ہی
اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا رایتم امرا
لا تستطیعون تغیرہ فاصبروا حتی یکون اللہ ہو الذی یغیرہ یعنی جب تم کوئی ایسا کام دیکھو کہ
اوسکے تغیر کی استطاعت نہ رکھتے ہو تو صبر کرو یہانتک کہ اللہ تعالی اوسکو تغیر کر دے
کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ یہ اوسوقت ہی کہ جب کسی چیز کا سوال
کیا جاوے لیکن جبکہ سوال کیا جاوے تو اوسکو حلال نہین ہی مگر حق کے ساتھ جواب دینا
نقل ابو اسحاق فزاری جب ہارون رشید کے پاس ساتھ مصیبت کے گئے تو یوسف بن
اسباط نے اونکو لکھا کہ تم اوس شخص کے پاس گئے اور اوسکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
نہ کیا حالانکہ اوسنے حریر اور دیبا ظاہر کیا تھا پس ابو اسحق نے اونکو لکھا کہ تم نے اسلام
مین یاد نہ کیا مگر حریر اور دیبا اور ناحق خونریزیان اور زناکاریان اور مالون کو ظلم سے
لے لینا یہ سب بھول گئے حالانکہ وہ کہتے تھے کہ جب عالم کو خوف ہو تو وہ گنجایش مین
ہی جبتک کہ سوال نہ کیا جاوے اور مین کسی چیز سے سوال نہین کیا گیا ہون مسئلہ
جس شخص کو کسی امیر نے بلاکر چند چیزون سے سوال کیا اور حال یہ ہے کہ اگر جواب ساتھ

عید اور نماز باجماعت اور اذان کے بیچ مین اونکو اس سے باز رہنے کے واسطے حکم کرون
اور اونکو تعزیر دون اور قتال نہ کرون تاکہ فرق درمیان سنت اور فرض کے ہوجاوے
اور امام محمدؒ نے کہا ہی کہ اذان اور نماز عید اگرچہ سنت ہین مگر یہ علامات دین سے ہین
انکے ترک پر اصرار و انکار کرنا خفت اور سبکی دین کی ہی پس اسپر مقاتلہ کرنا چاہیے اور
مکحول رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ اونھون نے کہا کہ سنت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ جسکے کرنے
مین ہدایت ہی اور نہ کرنے مین کچھ حرج نہین ہی دوسری یہ کہ اوسکے کرنے مین ہدایت
ہی اور نہ کرنے مین گمراہی ہی مثل اذان اور اقامت اور نماز عید اور جماعت کے پس
اسپر مقاتلہ کرنا چاہیے مگر جبکہ اسکو ایک شخص کرے تو اوسکو بسبب ترک کرنے مؤکدہ
کے ساتھ قید کے تعزیر دینی چاہیے نہ مقاتلہ کیونکہ اسکا کرنا طرف خفت اور سبکی دین کے
موڑی نہین ہی مسئلہ ترہب اور رہبانیت یعنی اپنی عورتون سے جدا ہونا اور اونکے ساتھ
صحبت کو حرام رکھنا اور اپنے نفس کو مثل راہبون کے ٹھہرانا حرام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام اور کہا کہ لیس فی دیننا الترہب اور کہا کہ من ترہب
فلیس منا اور کہا کہ رہبانیۃ ہذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ و اقامۃ الصلوۃ بالجماعۃ یعنی اس
امت کی رہبانیت اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنا اور نماز کو ساتھ جماعت کے ادا کرنا ہی
اور شرح کرخی مین ہی کہ کسیکو اس صورت سے کہنا نچاہیے کہ اسالک بحق فلان او بحق
انبیائک او رسلک او بحق البیت والمشعر الحرام ونحوہ اور ذبائح ملتقط مین ہی کہ بازار والے
تکبیر تشریق کہنے سے ایام تشریق مین منع کیا جاوے واللہ اعلم

اڑتالیسوان باب فرضیت احتساب کے سقوط کے بیان مین

جب احتساب کے قائم کرنے سے عاجز ہو تو فرضیت احتساب کی ساقط ہو جاتی ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ائتمروا بالمعروف وتناہوا عن المنکر فاذا رائیت الدنیا موثرۃ
وشحا مطاعا واعجاب کل ذی رای برائہ فعلیک نفسک فان بعدکم ایام الصبر للمتمسک یومئذ
بمثل الذی انتم علیہ کاجر خمسین عاملا فقالوا یا رسول اللہ کاجر خمسین عاملا منہم قال لا بل
کاجر خمسین عاملا منکم یعنی تم امر معروف پر عمل کرو اور فعل منکر سے بچو اور جب تم دنیا کو

اور اونکو پکارا پس کچھہ اون لوگون سے جواب نہ پایا پھر ان لوگون نے کہا کہ شاید اللہ تعالی نے اونکو خسف کر دیا یا دھنسا دیا یا اونکو سنگسار کیا پھر ایک شخص واسطے دریافت کرنے اونکے حال کے زینہ پر چڑہا اور اوسنے وہان سے جھانکا تو دیکھا کہ وہ لوگ بندر ہو گئے ہین اور اللہ تعالی نے اونکی صورت اصلی کو بدل دیا ہی پس اوسنے یہ دیکھکر چیخا اور دروازہ توڑکر اپنے گھرون مین گھس گئے اور کہنے لگے کہ کیا ہمنے تمکو اللہ تعالی کی نافرمانی سے منع نکیا تہا اور تمکو وصیت نہ کی تہی پس وہ سب بندر سرون سے اشارہ کرتے تھے کہ ہان اور آنکھون سے اپنے منہ پر آنسو بہاتے تھے پس اللہ تعالی نے خبر دی کہ ہمنے منع کرنے والون کو نجات دی اور ظالمون کو پکڑ لیا پھر اب لوگون نے اسمین بھی اختلاف کیا ہی کہ وہ لوگ کتنے تھے پس بعضون نے کہا ہی کہ وہ دو فرقہ تھے ایک منع کرنے والا اور دوسرا نافرمانی کرنیوالا اوّل نے نجات پائی اور دوسرا ہلاک ہوا اور بعضون نے کہا کہ وہ چار فرقے تھے ایک وہ کہ مچھلیان پکڑتے تھے دوسرا وہ فرقہ کہ مداہنت اور سستی کرتا تھا تیسرا وہ فرقہ کہ خاموش تھا چوتھا وہ فرقہ کہ منع کرتا تھا پس دو فرقون نے نجات پائی ایک منع کرنیوالا دوسرا خاموش رہنے والا اور دو فرقہ ہلاک ہوئے ایک مداہنت کرنے والا اور دوسرا نافرمان یہ تمام تفسیر فقیہ ابو اللیث سے منقول ہی اور تفسیر امام ناصر الدین بستی رحمہ اللہ مین ہے کہ ابن عباس رض نے کہا کہ لیت شعری ما فعل اللہ بالذین قالوا لم تعظون قوما یعنے کاش مجکو خبر ہوتی کہ اللہ تعالی نے اس حیلہ کہنے والے کو کیا کیا عکرمہ نے کہا مجکو اللہ تعالی تمپر قربان کرے اون لوگون نے نجات پائی کیا تمنے نہین دیکھا کہ وہ لوگ کیونکر برے اور اونکو مکروہ جانا اور کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حلہ پہنایا اور بیان مین ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ منع کرنے والے اور مکروہ جاننے والے نے نجات پائی اور جو لوگ کہ خطا وار تھے ہلاک ہوئے اور فتاوی ظہیریہ و ذخیرہ مین ہے کہ جو شخص قرآن مجید ساتھہ لحن کے زور سے پڑھتا ہی اور اپنا لحن اور خوش آوازی دوسرونکو سناتا ہی تو اوسکو اوس لحن پر منع کرنا جائز ہی یا نہین پس اسمین کہا گیا ہی کہ اگر منع کرنے والا جانے کہ اگر منع کرنا نفع کریگا تو منع کرے اور اگر جانے کہ وہ منع کرنے سے عداوت اور بغض رکھے گا پس اسحال مین اگر وہ ترک

کرے تو اسکو گنجایش ہے کیونکہ اس سے مقصود امر کا ماننا ہی اور جب یہ نہو تو امر کرنا واجب
نہین ہی اور عزیمت یہ ہی کہ اوسکو اسکا امر کرے اگرچہ اوسکو ضرر لاحق ہو اسواسطے کہ شاید
اوسپر توبہ کا دروازہ مفتوح ہوجاوے اور اسیطرح اگر اوسکو چند بار ادب سکہاوے اور
امر کرے اور وہ ادب پذیر نہو پس اگر ترک کیا تو رخصت ہی اور اگر امر کیا تو عزیمت ہی
اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا ہی کہ عاصی اور گنہکار توبہ کی توفیق کب پائیگا اور کفایۂ شعبیہ
مین مذکور ہی کہ مروی ہی کہ ابومحجن ثقفی ہمیشہ شراب خواری کرتے تھے پس ایکمرتبہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اونپر حد جاری کی اور وہ اس سے باز نرہے پہر دوسری بار حد جاری
کی پہر وہ باز نرہے تو مجبور ہوکر عمرؓ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور خالدؓ
صاحب لشکر تھے اور حکم کیا کہ انکو لیجائین جہان کہین کہ جاوین پس خالد بن ولید نے انکو
قید کیا اور منزل بمنزل اونکو اپنے ساتھ لیجاتے تھے یہانتک کہ وہ قریب قادسیہ کے
پہونچے اور ہر روز خالد واسطے محاربہ اور قتال کے جاتے تھے اور دشمن تین سو ساٹھ ۳۶۰
فیل تک سامنے مسلمانون کے آچکے تھے پس خالد ایک روز بیمار ہوگئے اور لڑائی نکر سکے
تو چھت پہ چڑہکر لڑائی کو دیکھنے لگے اور مسلمانون مین ہزیمت دیکھکر اپنے دلمین غصہ ہوئے
اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہنے لگے تو ابومحجن نے یہ سنکر خالد بن ولید کی بی بی سے
کہا کہ اللہ تعالی کا عہد و پیمان لیکر مجکو اجازت دو کہ مین جاؤن اور دشمنان خدا سے لڑون
اور پہر آؤن تو اونہون نے اونکو چھوڑ دیا پس ابومحجن نے دو گھوڑے اور ہتیار اونسے
مانگے تو اونہون نے اوٹنی جو خالد کی سواری کی تھی اور اونکی زرہ اور نیزہ اور خود دیدیا وہ
اوسپر سوار ہوکر لڑائی مین گئے اور خوب لڑے یہانتک کہ دشمن بھاگ گئے اور وہ واپس
واپس آکر پہر اپنے کو مقید کیا پس اتنے مین خالدؓ چھت سے اوترے اور کہا کہ مسلمانون
پہ ہزیمت تھی مگر اللہ تعالی نے ایک شخص کو اوٹنی ابلق پر ظاہر کیا اور اوسکے پاس نیزہ
اور زرہ مثل نیزہ اور زرہ میرے کے تھی اور وہ دشمنان خدا سے خوب لڑا یہانتک
کہ سب بھاگ گئے اور وہ بھی پہر گیا پس اونکی بی بی نے کہا کہ وہ شخص ابومحجن تھے جب
اونہون نے سنا کہ مسلمانون پر ہزیمت ہی تو اونسے اللہ کی قسم کہائی کہ ہم خوب لڑینگے

اور پھر واپس آئین گے مجکو چھوڑ دو پس مین نے چھوڑ دیا اور تمہاری سواری اور ہتیار اونکو
دیدیے خالد رض رونے لگے اور اونکے احوال سے حضرت عمر رضہ کو خبر دی پس آنحضرت نے
جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبد اللہ عمر الے ابی محجن الثقفی یا ابی محجن پھر جبکہ ابی محجن
نے یہ دیکھا تو روئے اور کہا کہ ای خالد مین نے توبہ کی کہ اب کبھی شراب نہ پیونگا کیونکہ عمر
رضی اللہ عنہ اتبک مجھے کوڑے مارتے تھے اور اسوقت مجھے اللہ تعالی سے ڈرایا ہے
مسئلہ جبکہ ممنوعات اور منکرات بہت ہوجاوین اور مومن اوسکے دفع کرنے پر قادر نہو
اور خاموش رہے اور کچھ بات نہ کرے تو آیا گنہگار رہتا ہی یا نہین جواب اگر احتساب سے
عاجز ہو تو ترک سے گنہگار نہین ہوتا کیونکہ تکلیف وسعت اور فراخی کو مقدر کرتی ہے
لیکن ساتھ اسکے حزین اور غمگین رہنا چاہیے کفایہ شعبی کی مجلس آخر مین مذکور ہی ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاتی علی امتی زمان یذوب قلب المومن کما یذوب الملح
فی الماء لکثرۃ ما یری من المنکرات ولا یقدر علی رفعہ یعنی میرے امت پر ایک زمانہ ایسا
آئیگا کہ اونکا دل مثل نمک کے پانی مین گھلیگا بسبب زیادہ ہونے منکرات کے اور نہ قادر
ہونے اوسکے اوسکو دفع پر مسئلہ جبکہ نماز مین فعل منکر دیکھے تو آیا نماز کو تمام کرے یا توڑ ڈالے
جواب اگر ایسا امر ہو جو تمام کرنے نماز سے فوت نہو تو نماز کو تمام کرے بسبب امکان
جمع کے دونون عبادتون مین اور اگر فوت ہو تو دیکھے کہ اگر وہ نہی عن المنکر سوہے واسطے
نفس ایذ کے تو افضل یہ ہی کہ نماز پوری کرے کیونکہ اسکی نماز اسکے واسطے نافع تر ہی تمام
ماسوا سے اور اگر نماز کو توڑے تو جائز ہے بسبب دفع کرنے ضرر کے اپنی نفس سے
اسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص نے نماز شروع کی اور اوسکے روبرو اوسکے اسباب مین
سے کوئی چیز رکھی ہوئی تھی اور کوئی چور آیا اور اوسکو چورانا چاہا پس اب دیکھنا چاہیے
کہ اگر اوسکی قیمت ایکدرم سے کم ہی تو نماز کو تمام کرے کیونکہ درم سے کم کا اعتبار نہین ہی
اور اگر قیمت ایکدرم ہی تو نیت نماز کی توڑنی جائز ہی اور پھر قضا کرے اوسکو اگرچہ نماز نفل
کی ہو واسطے دفع کرنے ضرر کے اپنے نفس سے لیکن افضل یہ ہی کہ قطع نہ کرے کیونکہ تمیم ازیر

رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ اونھون نے اپنے گھوڑے سے اوتر کر نماز شروع کی
اور چور آیا اور اونکے گھوڑے پر سوار ہوا اور لے گیا تو اونسے کہا گیا کہ تمنے نماز کی
نیت کو کیون نہ توڑ ڈالا پس جواب دیا کہ مجکو خدا سے شرم آئی کہ بسبب گھوڑے کے
کہ جسکی قیمت محض بارہ ہزار ہے نماز کو خراب کرون اور اگر ایسین کوئی اور مصلحت
ہو تو افضل یہ ہی کہ نماز کو قطع کرے اور اگر قطع نہ کی تو گنہگار ہوگا جیسا کہ کسی اندہے
کو دیکھے کہ اوسکی راہ مین کنوان ہی اور وہ اوسین گرنے کے قریب ہی یا آدمی کو دیکھے
کہ وہ پانی مین ڈوبتا ہی اور نکل نہین سکتا ہی تو نمازی کو اولی اور افضل یہ ہی کہ نماز کو
توڑ ڈالے اور اپنے برادر ایمانی کی اعانت کرے کہ وہ مقام ہلاکت سے نجات پائے اور
اسیطرح سے اگر آدمی کو دیکھا کہ غیر کے مال کو چراتا ہی تو جائز ہے کہ نماز کو فاسد کرے
اور اوسکو چوری سے منع کرے یہ سب کفایۂ شعبیہ کے باب ودیعت مین منقول ہی اور
کہا گیا ہی کہ اگر نماز مین شتابی کی واسطے دور کرنے منکر کے تو یہ زیادہ قریب ہے
سنت سے جبکہ نماز کو تمام کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انی
لاقوم فی الصلوۃ ارید ان اطول الیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی کراہیۃ ان اشق علی
امہ یعنی مین کھڑا ہوتا ہون نماز مین اور چاہتا ہون کہ نماز کو دراز کرون کہ ناگاہ بچے کا
رونا سنتا ہون پس مختصر کرتا ہون نماز کو بسبب کراہیت اس بات کے کہ اوسکی مان پر
دشوار اور شاق ہو اور ایک روایت مین صحیح بخاری کی ہی کہ فاتجوز فی صلوتی مما اعلم
من شدۃ وجد امہ من بکائہ یعنی مختصر کرتا ہون مین نماز کو کیونکہ مین شدت غم اور الم کی اوسکی
مان پر اوسکے رونے سے جانتا ہون واللہ اعلم۔

اونچاسواں باب تواضع کے احتساب مین

جو شخص کہ غیر اللہ کو سجدہ کرے یا اوسکے واسطے جھکے یا اوسکے سامنے زمین کو بوسہ دے
وہ مستوجب احتساب ہی فقیہ ابو جعفر رض نے کہا ہے کہ جو کوئی سامنے بادشاہ یا امیر کے
زمین کو بوسہ دیوے یا اوسکے واسطے سجدہ کرے پس اگر یہ بطور تحیت کے ہو تو کافر
نہین ہی مگر مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوتا ہی اور اگر بہ نیت عبادت کے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کچہ

نیت عبادت نہو تو کافر ہوتا ہی اور ملتقط ناصری مین ہی کہ واسطے غیر خدا کے حقیقۃً سجدہ کرنے سے کافر
ہوتا ہی اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ فعل مجوس کے مشابہ ہی مسئلہ سوای
عالم یا بادشاہ عادل کے کسی دوسرے کے ہاتھ چومنے مین لوگون نے اختلاف کیا ہی بعضون
نے کہا ہی کہ مطلقاً مکروہ نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر تعظیماً ہو تو مکروہ نہین اور اگر دنیا
کے اعتبار سے ہو تو مکروہ ہی اور بشر حافی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ خلیفہ مامون کا ہاتھ چومنا
فسق ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اگر بشر حافی رحمہ اللہ ہمارے
اس زمانے مین زندہ ہوتے اور ہمارے ائمہ اور پیشواؤن کے افعال وقت جانے دربار
شاہی کے دیکھتے تو نہین معلوم کہ انکے حق مین کیا کہتے اور جبکہ یہ حال ہی ہاتھ کے چومنے
مین تو پانون کے چومنے مین کیا حال ہوگا اور اس سے بدتر سُم اور قدم گھوڑے کا چومنا
ہی جبکہ کوئی بادشاہ کو اپنا گھوڑا اعطا کرے اور ملتقط ناصری مین ہی کہ واسطے غیر اللہ کے
تواضع کرنا حرام ہی اور کفایہ شعبی کے باب تقبیل ید مین ہی کہ جب واسطے غیر اللہ کے سجدہ کیا
کافر ہوا کیونکہ زمین پر پیشانی کا رکھنا جائز نہین ہی مگر واسطے اللہ تعالی کے اسواسطے کہ
مروی ہی کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
لوگ آپ پر ایمان لاچکے ہین اور مین آپ پر ایمان نہ لاؤنگا جبتک کہ آپ مجکو برہان
خالص یا برہان خاص نہ دکھائینگے تو ارشاد ہوا کہ تو اس درخت کے پاس جا اور کہدے
کہ تجکو رسول اللہ بلاتے ہین پس وہ گیا اور اوسیطرحسے اوس درخت سے کہا پس وہ درخت
ہلکر زمین سے اوکھڑ گیا اور اعرابی کے ساتھ آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا پس
ارشاد ہوا کہ تو اپنی جگہ پر پھر جا پس وہ پھر گیا اور اوسکی ہر رگ اپنی اپنی جگہ پر قائم
ہوگئی تب اعرابی نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ اور عرض کی
کہ یا رسول اللہ جسطرحسے ہمنے آپ سے برہان چاہی اوسیطرحسے اگر آپ اجازت دین
تو مین آپکے واسطے نماز نہ پڑہون اور سجدہ کرون پس آپنے فرمایا کہ لو اجازت السجدۃ
لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا یعنی اگر سجدہ واسطے ماسوا اللہ کے جائز ہوتا
تو مین عورتونکو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین اور معنی اور وجہ اسمین یہ ہی

کہ عبادت یعنی سجدہ خاص واسطے اللہ تعالی کے ہے پس جو شخص کہ واسطے غیر اللہ کے کرے
کافر ہے کیونکہ اسنے غیر کو اوسکا شریک بنایا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک قوم یا
ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا پس ایک شخص شریف اور رئیس وہان آیا اور
قاری اوسکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہوگیا پس اگر یہ آنے والا عالم یا اسکا باپ یا اوستاد ہی
کہ اسنے اسکو یہ علم سکھایا ہی جائز ہی اور واسطے ماسوا انکے کے جائز نہین ہی **مسئلہ**
جھکنا اور سجدہ کرنا واسطے غیر اللہ کے اور سوای بادشاہ عادل یا عالم کے کسی دوسرے
کا ہاتھ چومنا جائز ہی یا نہین **جواب** مروی ہے کہ حضرت عمر رض کے زمانے مین ایک
مجاہد جنگ آزما روم مین قید ہوئے اور وہ بہت قوی ہیکل اور مہیب ناک تھے پس
اونکو کلب روم نے بلایا اور اوسکے دروازہ پر زنجیر لگی تھی کہ کوئی نہین داخل ہوسکتا
تھا مگر بصورت رکوع کرنے والے کے پس جبکہ یہ آئے اور ایسا دیکھا تو ٹھہرے اور
بصورت رکوع کے داخل ہونے سے باز رہے تو لوگون نے اونسے کہا کہ داخل ہو تو
اونھون نے جواب دیا کہ مجکو سیدنا محمد ﷺ سے شرم آتی ہے کہ کافر کے پاس بصورت رکوع
جاؤن پس کلب روم نے حکم کیا کہ زنجیر کو کھولڈالین پس داخل ہوئے اور اوسکے ساتھ کلام
کیا اور کلب روم نے اونکو کہا کہ تم میرا دین اختیار کرو تمکو ہم اپنی مہر اور ملک روم عطا
کرینگے جو تم چاہو وہ کرو پس اونھون نے کلب روم کو جواب دیا کہ دنیا سے کسقدر رہے
یعنی تیرا ملک کلب روم نے کہا کہ تہائی یا چوتھائی ہے پس جواب دیا کہ اگر دنیا تمام جواہر
سرخ ہوا اور بعوض نہ سننے اذان کے مجکو دین تو ہرگز مین اوسکو قبول نہ کرونگا پھر کلب روم
نے اونسے کہا کہ اذان کیا ہی آپنے جواب دیا کہ اذان اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد الرسول اللہ ہے پس کلب روم نے کہا کہ اسکے دلمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
ثابت ہی اور اسکا جانا اس سے غیر ممکن ہی پھر حکم کیا کہ ایک دیگ مین تیل جوش
کیا جاوے اور جب وہ جوش مین آوے تو یہ ڈالدیے جاوین یہانتک کہ یہ بوقت
جوش اوسکے بسم اللہ کہکر اسطرف سے داخل ہوئے اور اوسطرف سے نکلگئے پس یہ
دیکھکر اوسنے تعجب کیا پھر کہا کہ اب انکو اندھیرے گھر مین قید کرو اور کوئی چیز واسطے

کہانے پینے کے انکو مدد دیں وہ اوسکے حکم سے قید کیے گئے اور روزن اور سوراخ سے
ہر روز سور کا گوشت انکی طرف ڈالتے تھے اور یہ اوسکو نہ کھاتے تھے حتی کہ چالیس روز
تک انکو بند رکھا اور دروازہ نہ کھولا پھر جبکہ چالیس روز پورے ہوئے تو دروازہ کھولا
اور دیکھا کہ وہ سب گوشت جمع ہے پس اوسنے پوچھا کہ اسکو تمنے کیون نہین کھایا حالانکہ دین
محمدی مین وقت ضرورت کے حلال ہی پس اونھون نے کہا کہ اگر مین اسکو کھالون تو
تم خوش ہوگے کہا کہ ہان پھر کہا کہ بسبب غصہ دلانے تمہارے کے ہمنے نہین کھایا
کلب روم نے کہا کہ اگر تم اسکو نہین کھاتے ہو تو تم مجکو سجدہ کرلو تاکہ مین تمکو اور تمہارے
ساتھیون کو جو قید مین ہین چھوڑ دون جواب دیا کہ سجدہ کرنا دین محمدی مین کسی دوسرے کو
حلال نہین ہی مگر اللہ تعالے کو کلب روم نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ کو بوسہ دو کہ مین تمکو
اور تمہارے ساتھیون کو چھوڑ دون جواب دیا کہ یہ بجز باپ اور بادشاہ عادل کے دوسرے کے
واسطے حلال نہین ہی کلب روم نے کہا کہ میری پیشانی پر بوسہ دو کہا کہ مین اسکو ایک شرط
پر کرونگا اور وہ یہ ہی کہ مین جسطور سے چاہونگا بوسہ دونگا اوسنے کہا کہ اچھا آپنے اپنی
آستین کو اوسکی پیشانی پر رکھا اور بوسہ دیا اور نیت اپنی آستین کے بوسہ کی کی پس اوسنے
انکو اور ساتھیون کو چھوڑ دیا اور بہت سامان اونکو عطا کیا اور عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ
کہ اگر یہ شخص میرے ملک اور دین مین ہوتا تو البتہ ہم انکی عبادت کے معتقد ہوتے
پھر جبکہ یہ حضرت عمر رض کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا کہ اس مال سے تم تنہا نفعمندی
نہ حاصل کرو بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ وہ محتاج ہین پس اسنے
کئی احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ اس قسم کے کام اور ایسے امور حالت اکراہ مین بھی
نہ کیے جاوین اور واقعات ناطقی مین ہی کہ اگر اہل حرب نے مسلمان سے کہا کہ بادشاہ
کو سجدہ کر نہین تو ہم تجکو قتل کرینگے تو افضل یہ ہی کہ سجدہ نکرے کیونکہ یہ ظاہر مین کفر
ہے اور آدمی کے واسطے افضل یہ ہی کہ وہ کام نہ کرے جو صورت کفر کی ہو اگرچہ حالت
اکراہ مین ہو اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ ساتھ فعل مجوس کے
مشابہ ہی اور غیر عالم اور غیر بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے مین دو حال ہین

کہ عبادت یعنی سجدہ خاص واسطے اللہ تعالی کے ہے پس جو شخص کہ واسطے غیر اللہ کے کرے
کافر ہے کیونکہ اسنے غیر کو اوسکا شریک بنایا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک قوم یا
ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا پس ایک شخص شریف اور رئیس وہان آیا اور
قاری اوسکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہوگیا پس اگر یہ آنے والا عالم یا اسکا باپ یا اوستاد ہی
کہ اسنے اسکو یہ علم سکھایا ہی جائز ہی اور واسطے ماسوا انکے کے جائز نہین ہی مسئلہ
جھکنا اور سجدہ کرنا واسطے غیر اللہ کے اور سوای بادشاہ عادل یا عالم کے کسی دوسرے
کا ہاتھ چومنا جائز ہی یا نہین **جواب** مروی ہے کہ حضرت عمر رض کے زمانے مین ایک
مجاہد جنگ آزما روم مین قید ہوئے اور وہ بہت قوی ہیکل اور ہیبت ناک تھے پس
اونکو کلب روم نے بلایا اور اوسکے دروازہ پر زنجیر لگی تھی کہ کوئی نہین داخل ہو سکتا
تھا مگر بصورت رکوع کرنے والے کے پس جبکہ یہ آئے اور ایسا دیکھا تو ٹھہرے اور
بصورت رکوع کے داخل ہونے سے باز رہے تو لوگون نے اوسنے کہا کہ داخل ہو تو
اوتھون نے جواب دیا کہ مجکو سیدنا محمد صلعم سے شرم آتی ہے کہ کافر کے پاس بصورت رکوع
جاؤن پس کلب روم نے حکم کیا کہ زنجیر کو کھولڈالین پس داخل ہوئے اور اوسکے ساتھہ کلام
کیا اور کلب روم نے اونکو کہا کہ تم میرا دین اختیار کرو تمکو ہم اپنی مہر اور ملک روم عطا
کرینگے جو تم چاہو وہ کرو پس اوتھون نے کلب روم کو جواب دیا کہ دنیا سے کسقدر رہے
یعنی تیرا ملک کلب روم نے کہا کہ تہائی یا چوتھائی ہے پس جواب دیا کہ اگر دنیا تمام جواہر
سرخ ہوا اور بعوض نہ سننے اذان کے مجکو دین تو ہرگز مین اوسکو قبول نہ کرونگا پھر کلب روم
نے اونسے کہا کہ اذان کیا ہی آپنے جواب دیا کہ اذان اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد الرسول اللہ ہے پس کلب روم نے کہا کہ اسکے دلمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
ثابت ہی اور اسکا جانا اس سے غیر ممکن ہی پھر حکم کیا کہ ایک دیگ مین تیل جوش
کیا جاوے اور جب وہ جوش مین آوے تو یہ ڈالدیے جاوین یہانتک کہ یہ بوقت
جوش اوسکے بسم اللہ کہکر اسطرف سے داخل ہوئے اور اوسطرف سے نکلگئے پس یہ
دیکھکر اوسنے تعجب کیا پھر کہا کہ اب انکو اندھیرے گھر مین قید کرو اور کوئی چیز واسطے

کھانے پینے کے انکو ندویں وہ اوسکے حکم سے قید کیے گئے اور روزن اور سوراخ سے
ہر روز سور کا گوشت انکی طرف ڈالتے تھے اور یہ اوسکو نہ کھاتے تھے حتی کہ چالیس دن
تک انکو بند رکھا اور دروازہ نہ کھولا پھر جبکہ چالیس روز پورے ہوئے تو دروازہ کھولا
اور دیکھا کہ وہ سب گوشت جمع ہے پس اونسے پوچھا کہ اسکو تمنے کیون نہین کھایا حالانکہ دین
محمدی مین وقت ضرورت کے حلال ہی پس اوٹھون نے کہا کہ اگر مین اسکو کھالون تو
تم خوش ہوگے کہا کہ ہان پھر کہا کہ بسبب غصہ دلانے تمہارے کے ہمنے نہین کھایا
کلب روم نے کہا کہ اگر تم اسکو نہین کھاتے ہو تو تم مجکو سجدہ کرلو تا کہ مین تمکو اور تمہارے
ساتھیون کو جو قید مین ہین چھوڑ دون جواب دیا کہ سجدہ کرنا دین محمدی مین کسی دوسرے کو
حلال نہین ہی مگر اللہ تعالے کو کلب روم نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ کو بوسہ دو کہ مین تمکو
اور تمہارے ساتھیون کو چھوڑ دون جواب دیا کہ یہ بجز باپ اور بادشاہ عادل کے دوسرے کے
واسطے حلال نہین ہی کلب روم نے کہا کہ میری پیشانی پر بوسہ دو کہا کہ مین اسکو ایک شرط
پر کرونگا اور وہ یہ ہی کہ مین جسطور سے چاہونگا بوسہ دونگا اوسنے کہا کہ اچھا آپنے اپنی
آستین کو اوسکی پیشانی پر رکھا اور بوسہ دیا اور نیت اپنی آستین کے بوسہ کی پس اوسنے
انکو اور ساتھیون کو چھوڑ دیا اور بہت سامان اونکو عطا کیا اور عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ
کہ اگر یہ شخص میرے ملک اور دین مین ہوتا تو البتہ ہم انکی عبادت کے معتقد ہوتے
پھر جبکہ یہ حضرت عمر رضی کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا کہ اس مال سے تم تنہا نفعمندی
نہ حاصل کرو بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ وہ محتاج ہین پس اسنے
کئی احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ اس قسم کے کام اور ایسے امور حالت اکراہ مین بھی
نہ کیے جاوین اور واقعات ناطقی مین ہی کہ اگر اہل حرب نے مسلمان سے کہا کہ بادشاہ
کو سجدہ کر نہین تو ہم تجکو قتل کرینگے تو فضل یہ ہی کہ سجدہ نکرے کیونکہ یہ ظاہر مین کفر
ہے اور آدمی کے واسطے افضل یہ ہی کہ وہ کام نہ کرے جو صورت کفر کی ہو اگرچہ حالت
اکراہ مین ہو اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ ساتھ فعل مجوس کے
مشابہ ہی اور غیر عالم اور غیر بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے مین دو حال ہین

کرنے مین محتاج ہی کیونکہ یہ اسکے واسطے قربت ہی لیکن محتسب منصب پس اسپر امر کرنا فرض ہی اور ریا فرض مین داخل نہین ہے اور کفایہ شعبیہ مین مذکور ہی کہ ابو عیاض رحمہ اللہ طرف ایک رباط کے گئے اور وہان چندجوانون کو شراب پیتے دیکھا پس آپکو شرم دامنگیر ہوئی اور اونکی طرف قصد کیا اور قریب ہو گئے پس جب اون سب نے تلوار اور چھری نکالی تو آپ بھاگ گئے پھر واسطے اللہ تعالی کے نیت خالص کرکے پھر آئے اور وہ سب اسکے خوف سے بھاگ گئے واللہ اعلم

اکیاونواں باب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف احتساب کے سبب کے بیان مین

تمامی اصحاب کے بارہ مین وارد ہی کانوا یہدون بالحق وبہ یعدلون ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر یعنی تمامی اصحاب ساتھہ حق کے ہدایت کرتے تہی اور اوسکی ساتھہ عدل کرتے تہے اور اختیار کرنے بھلے کام کے اور بچنے برے کام سے حکم کرتے تہے اور وہ کئی سبب ہین ایک یہ کہ حضرت عمر رضہ سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا کہ مجکو دنیا سے تین چیزین محبوب ہین ایک امر معروف دوسرا نہی عن المنکر تیسرا راہ خدا مین حد قائم کرنا اسیطرح کتاب یواقیت المواقیت کے باب الصوم فی الصیف مین مذکور ہے دوسرے یہ کہ مروی ہے کہ قیامت کے دن عدل کا نشان عمر رضہ کے ہاتہہ مین ہوگا اور یہ کفایہ شعبیہ کی مجلس مرتدمتی لقسیم امواله مین مذکور ہی پس اگر کہا جاوے کہ اونکا عدل کسطور سے معلوم ہوا حالانکہ اونھون نے ظلم سے اپنی بیٹے ابو شحمہ کو قتل کیا اسواسطے کہ منقول ہی کہ اونہون نے اونکو اسقدر مارا کہ وہ مرگئے پھر باقی حد کو بعد مر جانے اونکے اونکی قبر پر تمام کیا حالانکہ موتی کا مارنا صریحاً ظلم ہی پس ہم اسکے جواب مین کہینگے کہ فتاوی ظہیریہ کی آخر کتاب مین مذکور ہے کہ مستغفری رحمہ اللہ نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین ذکر کیا ہی کہ ان ما یذکر الناس ان عمر رض ضرب ابنہ ابا شحمۃ حتی مات وضرب الباقی بعدہ فہو کذب یعنی جو کچھ کہ لوگ عمر رضہ کی شان مین ذکر کرتے ہین جھوٹ ہی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ یہ سب بہتان محمد بن تمیم رازی نے پھیلایا ہی اور یہ بڑا ہی دروغ گو اور حدیث کا بنانے والا تھا اور صحیح یہ ہی کہ بعد جاری کرنے حد کے اوسکے تمام زخم بھر گئے تھے اور کچھ دنون زندہ رہا اور بعد اوسکے اپنی موت سے وفات پائی تیسرے یہ کہ احتساب معاصی اور منکرات کا ذکر

کھانے پینے کے انکو ندویں وہ اوسکے حکم سے قید کیے گئے اور روزن اور سوراخ سے
ہر روز سور کا گوشت انکی طرف ڈالتے تھے اور یہ اوسکو نہ کھاتے تھے حتی کہ چالیس دن
تک انکو بند رکھا اور دروازہ نہ کھولا پھر جبکہ چالیس روز پورے ہوئے تو دروازہ کھولا
اور دیکھا کہ وہ سب گوشت جمع ہے پس اوسنے پوچھا کہ اسکو تمنے کیون نہین کھایا حالانکہ دین
محمدی مین وقت ضرورت کے حلال ہی پس اوٹھون نے کہا کہ اگر مین اسکو کھالون تو
تم خوش ہوگے کہا کہ ہان پھر کہا کہ بسبب غصہ دلانے تمہارے کے ہمنے نہین کھایا
کلب روم نے کہا کہ اگر تم اسکو نہین کھاتے ہو تو تم مجکو سجدہ کرلو تاکہ مین تمکو اور تمہارے
ساتھیون کو جو قید مین ہین چھوڑ دون جواب دیا کہ سجدہ کرنا دین محمدی مین کسی دوسرے کو
حلال نہین ہی مگر اللہ تعالے کو کلب روم نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ کو بوسہ دو کہ مین تمکو
اور تمہارے ساتھیون کو چھوڑ دون جواب دیا کہ یہ بجز باپ اور بادشاہ عادل کے دوسرے کے
واسطے حلال نہین ہی کلب روم نے کہا کہ میری پیشانی پر بوسہ دو کہا کہ مین اسکو ایک شرط
پر کرونگا اور وہ یہ ہی کہ مین جسطور سے چاہونگا بوسہ دونگا اوسنے کہا کہ اچھا آپنے اپنی
آستین کو اوسکی پیشانی پر رکھا اور بوسہ دیا اور نیت اپنی آستین کے بوسہ کی پس اوسنے
انکو اور ساتھیون کو چھوڑ دیا اور بہت سامان اونکو عطا کیا اور عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ
کہ اگر یہ شخص میرے ملک اور دین مین ہوتا تو البتہ ہم انکی عبادت کے معتقد ہوتے
پھر جبکہ یہ حضرت عمر رض کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا کہ اس حال سے تم تنہا نقمندی
نہ حاصل کرو بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ وہ محتاج ہین پس اسنے
کئی احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ اس قسم کے کام اور ایسے امور حالت اکراہ مین بھی
نہ کیے جاوین اور واقعات ناطفی مین ہی کہ اگر اہل حرب نے مسلمان سے کہا کہ بادشاہ
کو سجدہ کر نہین تو ہم تجکو قتل کرینگے تو فضل یہ ہی کہ سجدہ نکرے کیونکہ یہ ظاہر مین کفر
ہے اور آدمی کے واسطے افضل یہ ہی کہ وہ کام نہ کرے جو صورت کفر کی ہو اگرچہ حالت
اکراہ مین ہو اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ ساتھ فعل مجوس کے
مشابہ ہی اور غیر عالم اور غیر بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے مین دو حال ہین

خچر کے قدم کے نیچے ڈالدے کہ وہ انکو مار ڈالے یہانتک کہ اوس رات کو سامنے خچر کے انکو ڈالدیا اور خچر نے اونکے ساتھ کچھ نہ کیا جب زاہد کو لوگون نے صبحکو دیکھا تو خوش ہوا اور صحیح پایا یس جان لیا کہ اللہ تعالی نے اسکی حفاظت کی اور معافی تقصیر کی چاہی اور اوسکو چھوڑ دیا مسئلہ باجون کا بجانا مثل بجانے قصب وغیرہ کے حرام ہی کیونکہ یہ ملاہی سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر یعنی ملاہی کا سننا گناہ ہی اور اوسمین بیٹھنا فسق ہی اور اس سے لذت پانا کفر ہے اور یہ بطور تشدد کے ہی مگر جبکہ یکبیک سنے تو معذور ہی اور واسطے نہ سنائی دینے کے حتی الامکان سعی کرنا واجب ہی کیونکہ مروی ہی کہ انہ علیہ السلام دخل اصبعیہ فی اذنیہ یعنی اپنی اونگلیون کو کانون مین ڈالتے تھے مسئلہ ایک شخص نے بطور احتساب کے کسی کی شراب کی مشک پھاڑکر شراب کو بہا دیا تو آیا اوسپر تاوان دونون کا چاہیے یا ایک کا جواب اوسپر فقط تاوان مشک کا ہی نہ شراب کا کیونکہ شراب غیر متقوم ہی اور مشک متقوم ہی مگر جبکہ اسکا کرنے والا امام ہو یا حاکم تو اوسپر کچھ نہین ہی کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور اسکی مثال یہ ہی کہ ذمی جبکہ دارالاسلام مین شراب اور سور کا بیچنا ظاہر کرے تو اس سے وہ منع کیا جاوے اور اگر کسی نے اوسکی شراب کو بہا دیا یا اوسکے سور کو مار ڈالا تو وہ ضامن ہی مگر جبکہ وہ امام ہو اور یہ کام اوسنے مصلحت جانکر کیا ہو کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور ملتقط کے اشربہ مین ہی کہ اگر کسی نے کسی مسلمان کی شراب کے خم کو توڑ ڈالا حالانکہ اوسنے واسطے سرکہ بنانے کے رکھی تھی تو بالاتفاق وہ ضامن ہی اور فتاوی النسفیہ مین ہی کہ قوم ترک ایکروز مقام فساد مین اکٹھا ہوئے شیخ الاسلام نے اونکو فعل منکر سے منع کیا وہ لوگ باز نرہے پس محتسب نے ایک گروہ دروازے پر کھڑا اور لوگون کو بھیجا کہ اونکو ہٹا دین اور اونکی شراب کو بہا دین پس ایک جماعت فقہا کی گئی اور اونکی شراب کو بہا دیا اور تھوڑی شراب مین واسطے سرکہ بنانے کے نمک ڈالدیا اور شیخ کو اسبات سے خبر دی اونھون نے حکم دیا کہ تملوگ کچھ مت چھوڑو اور اونکے سب مٹکون کو توڑ ڈالو اور باقی شراب کو بھی بہا دو اگرچہ اوس

نمک ڈالدیا گیا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ کوئی چیز معازف اور ملاہی سے رکھ لینا مکروہ ہی اور اس سے گنہگار ہوتا ہی اگرچہ اوسکا استعمال نہ کرے کیونکہ ان چیزون کا رکھنا لہو ہی اور صلوۃ مسعودی مین ہی کہ بعض بزرگون نے کہا ہی کہ جس گھر مین آلات لہو فسا د مثل شطرنج یا سنکھ وغیرہ کے ہو تو اوس گھر مین فرشتے نہین آتے ہین اور ایسی گھر مین نماز پڑھنی مکروہ ہے اسی بارہ مین خواجہ امام زاہد فخرالدین نے ایک حدیث باسناد صحیح سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہی کہ جس قافلہ مین جرس یا سنکھ ہوا وسمین کچھ برکت نہین ہوتی ہی واللہ اعلم بالصواب۔

ترپنواں باب آداب احتساب مین

آمر بالمعروف کو چاہیے کہ واسطے اچھے کام کرنے کے پوشیدہ حکم کرے اگر ہو سکے کیونکہ یہ پند اور نصیحت مین بہت ابلغ ہے ابو الدردا رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جسنے اپنے بھائی کو بالاعلان وعظ اور نصیحت کی اوسنے بہ تحقیق اوسکے عیب جوئی کی اور جسنے پوشیدہ کیا اوسنے اوسکو آراستہ کیا اور زینت دی پھر اگر اوسکو نصیحت پوشیدہ نافع نہو تو بالاعلان امر کرے اور امر بالمعروف کو واسطے اللہ کے اور عزت دینے دین کے کرنا چاہیے نہ واسطے عبرت نفس کے تا کہ اللہ تعالی اوسکو نصرت اور رفعت عطا کرے اور اگر بسبب حمیت نفس کے ہوگا تو اللہ تعالی اوسکو رسوا کریگا کیونکہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نزدیک ایک درخت کے پہونچا کہ جسکی لوگ پرستش کرتے تھے اور غصہ ہو کر کہا کہ سوای اللہ تعالی کے اسکی بھی پرستش کیجاتی ہی اور تبر لیکر اپنے گدہے پر سوار ہوا اور واسطے کاٹنے اوس درخت کے چلا کہ راہ مین ایک شیطان بصورت آدمی کے ملا اور کہا کہ کہان جاتا ہی اوسکے جواب مین کہا کہ ہمنے ایک درخت دیکھا ہی کہ لوگ اوسکی پرستش کرتے ہین مین نے اللہ تعالی سے عہد کیا ہی کہ اپنے گدہے پر سوار ہو کر جاؤن اور تبر سے اوسکو کاٹ ڈالون شیطان نے کہا کہ تو پھر جا تجکو اوس سے کیا کام ہے چھوڑ دے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی طرف سے دور کہین ڈالیگا وہ حضرت اس کہنے سے نہ پھرے پھر شیطان نے کہا کہ مین تمکو چار درم روز دیا کرونگا پھر جاؤ اور وہ درم اپنے بستر کے نیچے سے ہر روز صبحکو اوٹھا لینا پس وہ واپس آئے

اور تین روز تک صبح کو دو اشرفی پاتے رہے پھر بعد تین دن کے موقوف ہو گئین
آپنے ایکروز یا اوسکا انتظار دیکھکر پھر پانچوین روز تبر لیکر اور گدھے پر سوار ہو کر واسطے
کاٹ ڈالنے درخت مذکور کے چلے پھر ناگاہ وہی شیطان بصورت آدمی کے نظر آیا
اور کہا کہ تو کہان جاتا ہی فرمایا کہ مین واسطے کاٹنے فلان درخت کے جاتا ہون تب
شیطان نے کہا کہ اب تجھمین وہ طاقت نہین ہی کیونکہ اوّل بار تیرا جانا بسبب غضب
خدا تعالی کے تھا اگر اوسوقت آسمان اور زمین والے جمع ہوتے تو بھی تو پھر نہین
سکتا تھا لیکن اسوقت تیرا نکلنا بسبب پانے درم کے ہی تو اوسکے سامنے نہ جاویگا کہ
تیری گردن ٹوٹ جاویگی پس وہ حضرت اپنے گھر کو پھر آئے اور درخت کو چھوڑ دیا
اور آمر معروف کو عالم معروف اور منکر کا ہونا چاہیے کیونکہ جاہل احکام کو اچھے طور سے
نہین کر سکتا ہی اور اسمین گمان ہی کہ شاید وہ واسطے فعل منکر کے حکم کرے اور واسطے
فعل معروف کے نہی کرے اور اوسمین منافقون کی نشانی ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا کہ المنافقون والمنافقات بعضہم من بعض یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف
اور چاہیے کہ ساتھ نرمی اور شفقت کے احتساب کرے اور اوسمین غصہ اور زجر کی آمیزش
نہو اسواسطے کہ اللہ تعالے نے موسی اور ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام سے کہا
جسوقت کہ اونکو طرف فرعون کے بھیجا کہ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنی اوس سے
تم لوگ ساتھ نرمی کے کہو شاید کہ نصیحت پکڑے اور ڈرے اور احتساب کرنے والے کو
صابر اور حلیم ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر لقمان مین کہا ہی کہ وأمر بالمعروف و
انہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک یعنی امر بالمعروف کر اور نہی عن المنکر اختیار کر اور جو مصیبت
کہ تجھے پہونچے اوسپر صبر کر اور وہ خود اوسپر عمل کرنے والا ہو تا کہ کوئی عیب جوئی اوسکی
نکرے جیسا کہ اللہ تعالے نے شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام کی خبر مین ارشاد فرمایا
ہے کہ وما ارید ان اخالفکم الی ما انہکم عنہ اور تا کہ وعید مین اللہ تعالے کے داخل نہو جیسا
کہ اللہ تعالے کے اس قول مین ہی کہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رایت لیلۃ اسری بی

رجالا یقرض شفاہہم بالمقاریض فقلت من ہولاء یا جبرئیل فقال خطباء امتک الذین یامرون
الناس بالبر وینہون انفسہم یعنی شب معراج مین ہمنے دیکھا کہ لوگون کے ہونٹھ مقراض سے
کاٹتے ہین تو مین نے پوچھا کہ ای جبرئیل یہ کون لوگ ہین کہا آپکی امت کے خطبا اور علما
ہین کہ لوگون کو واسطے نیکی کے حکم کرتے تھے اور خود نہین کرتے تھے اور چاہیے کہ وہ ارادہ
کرنے والا ہو حتی الامکان مگر اعلی امور کا جیساکہ اللہ تعالی نے حضرت شعیب کی خبر مین کہا
ہے کہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت یعنی نہ ارادہ کر حتی الامکان اصلاح کا اور چاہیے کہ سمجھے
توفیق اوسکی احتساب پر اللہ تعالی سے ہے اور اللہ تعالی پر متوکل ہو جیساکہ اللہ تعالے نے
حضرت شعیب کی خبر مین فرمایا ہے کہ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب یعنی نہین ہے
توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اوسی پر توکل کیا مین نے اور اوسی طرف رجوع ہونگے
مسئلہ اگر محتسب امر معروف کو ترک کرے اور منہیات کا مرتکب ہو تو آیا غیر کو امر اور نہی کرنا
اوسپر واجب ہے یا نہین جواب واجب ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کہ مروا بالمعروف وان لم تعلوا بہ وانہ عن المنکر وان لم تنہوا عنہ یعنی تم واسطے امر المعروف
کے حکم کرو اگرچہ تم اوسپر عمل نہین کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرو اگرچہ تم اوس سے باز
نہین رہتے ہو کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اوسکو ثواب امر معروف
اور نہی عن المنکر کا ہوتا ہے جبکہ اوسمین وہ اخلاص کرنے والا ہو اور اوسپر گناہ مخالفت
کا ہے اگر توبہ نہ کرے نعوذ باللہ منہا اور اوسکے حقمین وعید شدید ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا یوتی بالرجل یوم القیمۃ فیلقی فی النار فیندلق اقتاب بطنہ فیدور بہا کما یدور
الحمار بالرحی فیجمع علیہ اہل النار فیقولون یا فلان مالک اما کنت تامر بالمعروف وتنہی عن المنکر
فیقول بلی قد کنت آمر بالمعروف ولا آتیہ وانہی عن المنکر وآتیہ یعنی آدمی دن قیامت
مین لایا جائیگا اور آگ مین ڈالا جاویگا یہانتک کہ اوسکی آنتین نکل پڑین گی اور وہ
اوسکے ساتھ پھرے گا جیساکہ گدہا چکی کے ساتھ پھرتا ہے اور اوسکے چارون طرف
دوزخی جمع ہوکر کہینگے کہ ای فلان تیرا کیا حال ہے کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
نہین کرتا تھا وہ کہیگا کہ مین واسطے بھلے کام کے حکم کرتا تھا مگر خود اوسپر عمل نہین کرتا تھا

اور فعل منکر سے منع کرتا تھا اور خود اوسکو عمل مین لاتا تھا کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ
تعالی اوسکے عمل کو کہ صوفیۂ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک احتساب مین ایک شرط
اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ اپنے نفس کو احتساب مین نہ دیکھے اور اگر دیکھا تو احتساب کو ترک
کرے **حکایت** ابو بکر شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ایک کشتی شراب کی مٹکون سے
بھری ہوئی تھی اور مصر سے واسطے خلیفہ کے جاتی تھی پس ابو بکر رح اوس کشتی پر چڑہگئے
اور ہر ایک مٹکے کو اوٹھاکر اوسکی شراب کو بہاتے تھے اور تمام آدمی اونکی ہیبت
اور خوف سے خاموش تھے یہانتک کہ ایک مٹکا اوسمین سے باقی رہگیا اور اوسکو چھوڑ دیا اور
خلیفہ کے پاس لیگئے اور اوسوقت مین خلیفہ معتصم باللہ تھے پس خلیفہ نے کہا کہ تمنے یہ
کیون کیا کہا کہ اللہ تعالے خلیفہ کی تائید کرے اگر مجکو معلوم ہوتا کہ تیرے پیٹ مین شراب
ہی تو مین اسکو بھی پہاڑتا پس معتصم نے کہا کہ مین تمہارے ارادہ کو جانتا ہون اور وہ یہ ہے
کہ مین تمکو قتل کرادون تاکہ تم شہید ہو اور رہائی ہرگز ایسا کام نہ کرینگے پھر خلیفہ نے کہا کہ
اس مٹکے کو کیون چھوڑ دیا کہا کہ جب سبکو بہاتا تھا تو اپنے نفس کو اوسکے بہانے کے
وقت اپنے قابو مین نہ دیکھتا تھا اور جبکہ ایک باقی رہگیا تو مین نے اپنے نفس کو دیکھا اور
بغرض اپنے نفس کے اوسکو نہ بہایا اور چاہیے کہ احتساب مین کسی کا خوف نہ کرے مگر اللہ
تعالے کا بلکہ اوس سے استعانت کرے اور اللہ تعالے پر توکل کرکے احتساب مین
داخل ہو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین یعنی کیا
تملوگ اوس سے ڈرتے ہو پس اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ تملوگ اوس سے ڈرو اگر تم
مومن ہو **حکایت** ابو غیاث زاہد رحمہ اللہ بخارا کے گورستان مین رہتے تھے
ایک مرتبہ واسطے ملاقات خالد کے شہر مین آتے تھے ناگاہ امیر نصیر بن احمد کے
لڑکے اور چند گانے والون کو معہ آلات لہو کے اونکے ساتھ اپنے گھر سے نکلتے دیکھا
زاہد نے دیکھکر کہا کہ اے نفس ایسا امر واقع ہوا ہی کہ اگر تو خاموش رہیگا تو تو بھی انکی شریک گناہ شمار
ہوگا پھر طرف آسمان کے سر اوٹھاکر اللہ تعالے سے مدد مانگی اور لاٹھی لیکر اونپر حملہ
کیا وہ سب طرف دار السلطنت کے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور زاہد نے اونکا پیچھا کیا بادشاہ نے

زاہد سے کہا کہ کیا تم نہین جانتے کہ جو کوئی بادشاہ پر حملہ کرتا ہی وہ قید خانے مین سزا پاتا ہے
ابو غیاث نے بادشاہ کو جواب دیا کہ کیا تو بھی نہین جانتا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالے سے
عداوت رکھتا ہی وہ دوزخ مین فریادرس چاہتا ہی تب بادشاہ نے کہا کہ تمکو کسنے متولی
اور محتسب بنایا ہے کہا کہ جسنے تجکو متولی اور محتسب کیا ہی آمیر نے کہا کہ مجکو خلیفہ نے بنایا
ہی ابو غیاث رحمہ اللہ نے کہا کہ مجکو بھی پروردگار خلیفہ نے متولی بنایا ہی پھر آمیر نے کہا
کہ ہمنے تمکو سمرقند کا متولی اور محتسب کیا اونہون نے جواب دیا کہ مین نے اپنی تئین
اس سے معزول کیا امیر نے کہا کہ تم عجب آدمی ہو جس مقام مین کہ تم مامور نہین ہو وہان
احتساب کرتے ہو اور جس مقام مین کہ مامور کیے جاتے ہو وہان اوس سے اپنے کو
بری کرتے ہو جواب دیا کہ جس مقام کا تو مجکو متولی اور محتسب بنائے گا اوسکے واسطے
ضرور ہی کہ ایکدن تو مجکو معزول بھی کرے گا اور جبکہ مجھے خدا نے متولی کیا ہی پس کسیکو
طاقت میرے معزول کرنے کی نہین ہی امیر نے کہا کہ مجھسے کچھ اپنی حاجت چاہو ابو غیاث
رحمہ اللہ نے اوسنے کہا کہ میرے جوانی کو پھیر دے اونہون نے کہا کہ یہ مجھسے نہین ہوسکتا ہی
دوسرا سوال کر کہا کہ مالک دار وغہ جہنم کو لکھدے کہ وہ مجھپر عذاب کرے امیر نے کہا کہ
یہ بھی میری طاقت نہین ہی دوسرا سوال کرو کہا کہ طرف رضوان دار وغہ جنت کے لکھدے
کہ مجھے جنت مین داخل کرے امیر نے کہا کہ یہ بھی میری طاقت نہین ہی تب ابو غیاث
زاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم اپنے اوس پروردگار کے ساتھ ہین جو تمام حاجتون کا
مالک ہی ہم کسی سے نہین سوال کرتے ہین مگر وہ قبول کرلیتا ہی پھر امیر نے مجبور ہوکر
اونکو چھوڑ دیا وہ چلے گئے اور شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے کہ واسطے امر معروف کی
تین شرطین ہین ایک نیت کا صحیح ہونا اور مراد اس سے کلمہ اللہ تعالی کا بلند کرنا ہے
دوسرے حجت کا پہچاننا تیسرے مصائب پر صبر کرنا اور اوسمین تین خصلتین ہونی
واجب ہین ایک امر و نہی مین نرمی کرنی جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے
کہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم کیونکہ غلظت اور سختی سے زیادہ نہین ہوتا ہی مگر فساد دوسرے
حلم یہانتک کہ اگر اوسکو کوئی سخت کہے تو برداشت کرے تیسرے دانائی تاکہ اوسکا

امر معروف منکر نہو جاے اور شرح ادب قاضی خصاف رحمہ اللہ مین ہی کہ جب قاضی مسجد
مین داخل ہوا اور مخالف کیطرف مخاطب ہوکر سلام کرے اور اوس سے مراد عام سلے
تو کچہ مضائقہ نہین ہی مگر مشائخ نے آپس اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہے کہ سلام کرنے
مین کچہ مضائقہ نہین اور اگر ترک کرے تو اوسکو گنجایش ہے تاکہ ہیبت اوسکی باقی رہکر
اور جاہ و حشمت زیادہ ہو اور یہی وجہ ہی کہ والیان ملک اور امرا اور روساجب آتے
ہین تو وہ کسیکو سلام نہین کرتے ہین اور اوسکے ترک کرنے اور تاویل کرنے مین کچہ مضائقہ
نہین ہی جیساکہ صاحب کتاب نے اس قول کی طرف میلان کیا ہی اور بعضون نے کہا
ہی کہ اسکو سلام کرنا چاہیے اسمین گنجایش ترک کرنیکی نہین ہے اور یہی حال ہی والی اور
امیر کا جب وہ آوے تو سلام کرے کیونکہ یہ سنت ہی اور سنت کے ترک کی گنجایش نہین
ہی بسبب متعلق ہونے ساتھہ عمل کے اور اسیطرح کلام ہے وقت داخل ہونے کے بھی
لیکن جبکہ واسطے حکم کے بیٹھے تو اہل خصومت پر سلام نہ کرے اور نہ اہل خصومت قاضی
پر پس اس سے معلوم ہوا کہ اسیطرح محتسب بھی بازاری لوگون پر سلام نہ کرے جبکہ
وہ واسطے احتساب کے گردش کرے اور کفایہ شعبیہ مین ہی کہ ابو القاسم حکیم رحمہ اللہ سے
حکایت ہی کہ انسے کہا گیا کہ تم واسطے بھلے کام کرنے کے کیونکر حکم کروگے کیونکہ اگر تم اوسکے
سامنے کہا تو شکستگی حرمت کی ہی اور اگر پیچھے کہا تو غیبت ہی اور اگر خاموش رہوگے تو ترک
نصیحت ہی اور ان تین وجوہ سے امر معروف خالی نہین رہتا ہی پس اسمین تم کیا کروگے
آپنے کہا کہ اگر وہ شخص تمسے بڑا ہے تو پہلے اوسکو انجام اوسکا بتاؤ اور اوسکی برائی بتاؤ
کرو اور اوس سے کہو کہ یہ چیز حرام ہے اور اوس سے سوال کرو کہ جو شخص کہ ایسے فعل
مین مبتلا ہوا اوسکے ساتھہ کیا کیا جاوے تاکہ وہ خود بیان کرے کہ منع کیا جاوے اور
جھڑکا جاوے **حکایت** ایکمرتبہ امام حسنین رضی اللہ عنہما طرف ایک جنگل کے
تشریف لیگئے اور ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وضو کرتا ہے لیکن اوسکو طریقہ وضو کا
معلوم نہین ہی پس دونون حضرات نے سوچا کہ اس سے ایسے طور سے کہنا چاہیے
کہ وہ برا نہ مانے کیونکہ یہ ضعیف اور بزرگ ہی اور اتفاق کیا کہ اوسکے پاس جاکر کہو

زاہد سے کہا کہ کیا تم نہین جانتے کہ جو کوئی بادشاہ پر حملہ کرتا ہی وہ قید خانے مین سزا پاتا ہے
ابو غیاث نے بادشاہ کو جواب دیا کہ کیا تو بھی نہین جانتا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالے سے
عداوت رکھتا ہی وہ دوزخ مین فریادرس چاہتا ہی تب بادشاہ نے کہا کہ تمکو کس نے متولی
اور محتسب بنایا ہے کہا کہ جسنے تجکو متولی اور محتسب کیا ہی امیر نے کہا کہ مجکو خلیفہ نے بنایا
ہی ابو غیاث رحمہ اللہ نے کہا کہ مجکو بھی پروردگار خلیفہ نے متولی بنایا ہی پھر امیر نے کہا
کہ ہمنے تمکو سمرقند کا متولی اور محتسب کیا اونہون نے جواب دیا کہ مین نے اپنی تئین
اس سے معزول کیا امیر نے کہا کہ تم عجب آدمی ہو جس مقام مین کہ تم مامور نہین ہو وہان
احتساب کرتے ہو اور جس مقام مین کہ مامور کیے جاتے ہو وہان اوس سے اپنے کو
بری کرتے ہو جواب دیا کہ جس مقام کا تو مجکو متولی اور محتسب بنائے گا اوسکے واسطے
ضرور ہی کہ ایکدن تو مجکو معزول بھی کرے گا اور جبکہ مجھے خدا نے متولی کیا ہی پس کسیکو
طاقت میرے معزول کرنے کی نہین ہی امیر نے کہا کہ مجھسے کچھ اپنی حاجت چاہو ابو غیاث
رحمہ اللہ نے اوسے کہا کہ میرے جوانی کو پھیر دے اونہون نے کہا کہ یہ مجھسے نہین ہوسکتا ہی
دوسرا سوال کرو کہا کہ مالک داروغہ جہنم کو لکھدے کہ وہ مجھپر عذاب کرے امیر نے کہا کہ
یہی میری طاقت نہین ہی دوسرا سوال کرو کہا کہ طرف رضوان داروغہ جنت کے لکھدے
کہ مجھے جنت مین داخل کرے امیر نے کہا کہ یہ بھی میری طاقت نہین ہی تب ابو غیاث
زاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم اپنے اوس پروردگار کے ساتھ ہین جو تمام حاجتون کا
مالک ہی ہم کسی سے نہین سوال کرتے ہین مگر وہ قبول کرلیتا ہی پھر امیر نے مجبور ہو کر
اونکو چھوڑ دیا وہ چلے گئے اور شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے کہ واسطے امر معروف کی
تین شرطین ہین ایک نیت کا صحیح ہونا اور مراد اس سے کلمہ اللہ تعالی کا بلند کرنا ہے
دوسرے حجت کا پہچاننا تیسرے مصائب پر صبر کرنا اور اوسمین تین خصلتین ہونی
واجب ہین ایک امر و نہی مین نرمی کرنی جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے
کہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم کیونکہ غلظت اور سختی سے زیادہ نہین ہوتا ہی مگر فساد دوسرے
حلم یہانتک کہ اگر اوسکو کوئی سخت کہی تو برداشت کرے تیسرے دانائی تاکہ اوسکا

امر معروف منکر نہو جاوے اور شرح ادب قاضی خصاف رحمہ اللہ مین ہی کہ جب قاضی مسجد
مین داخل ہو اور مخالف کیطرف مخاطب ہوکر سلام کرے اور اوس سے مراد عام سلے
تو کچہ مضائقہ نہین ہی مگر مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہے کہ سلام کرنے
مین کچہ مضائقہ نہین اور اگر ترک کرے تو اوسکو گنجایش ہے تاکہ ہیبت اوسکی باقی رہی
اور جاہ و حشمت زیادہ ہو اور یہی وجہ ہی کہ والیان ملک اور امرا اور رؤسا جب آتے
ہین تو وہ کسیکو سلام نہین کرتے ہین اور اوسکے ترک کرنے اور تاویل کرنے مین کچہ مضائقہ
نہین ہی جیسا کہ صاحب کتاب نے اس قول کی طرف میلان کیا ہی اور بعضون نے کہا
ہی کہ اسکو سلام کرنا چاہیے اسمین گنجایش ترک کرنیکی نہین ہے اور یہی حال ہی والی اور
امیر کا جب وہ آوے تو سلام کرے کیونکہ یہ سنت ہی اور سنت کے ترک کی گنجایش نہین
ہی بسبب متقلد ہونے ساتھ عمل کے اور اسیطرح کلام ہے وقت داخل ہونے کے بھی
لیکن جبکہ واسطے حکم کے بیٹھے تو اہل خصومت پر سلام نہ کرے اور نہ اہل خصومت ہی
پر پس اس سے معلوم ہوا کہ اسیطرح محتسب بھی بازاری لوگون پر سلام نہ کرے جبکہ
وہ واسطے احتساب کے گردش کرے اور کفایہ شعبیہ مین ہی کہ ابو القاسم حکیم رحمہ اللہ سے
حکایت ہی کہ انسے کہا گیا کہ تم واسطے بھلے کام کرنے کے کیونکر حکم کروگے کیونکہ اگر تم اوسکے
سامنے کہا تو شکستگی حرمت کی ہی اور اگر پیچھے کہا تو غیبت ہی اور اگر خاموش رہوگے تو ترک
نصیحت ہی اور ان تین وجوہ سے امر معروف خالی نہین رہتا ہی پس اسمین تم کیا کروگے
آپنے کہا کہ اگر وہ شخص تمسے بڑا ہے تو پہلے اوسکو انجام اوسکا بتاؤ اور اوسکی برائی بتایا
کرو اور اوس سے کہو کہ یہ چیز حرام ہے اور اوس سے سوال کرو کہ جو شخص کہ ایسے فعل
مین مبتلا ہو اوسکے ساتھہ کیا کیا جاوے تاکہ وہ خود بیان کرے کہ منع کیا جاوے اور
جھڑکا جاوے **حکایت** ایک مرتبہ امام حسنین رضی اللہ عنہما طرف ایک جنگل کے
تشریف لیگئے اور ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وضو کرتا ہے لیکن اوسکو طریقہ وضو کا
معلوم نہین ہی پس دونون حضرات نے سوچا کہ اس سے ایسے طور سے کہنا چاہیے
کہ وہ برا نہ مانے کیونکہ یہ ضعیف اور بزرگ ہی اور اتفاق کیا کہ ایک نے انمین سے

زاہد سے کہا کہ کیا تم نہین جانتے کہ جو کوئی بادشاہ پر حملہ کرتا ہی وہ قیدخانے مین سزا پاتا ہے
ابو غیاث نے بادشاہ کو جواب دیا کہ کیا تو بھی نہین جانتا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالے سے
عداوت رکھتا ہی وہ دوزخ مین فریادرس چاہتا ہی تب بادشاہ نے کہا کہ تمکو کس نے متولی
اور محتسب بنایا ہے کہا کہ جسنے تجکو متولی اور محتسب کیا ہی امیر نے کہا کہ مجکو خلیفہ نے بنایا
ہی ابو غیاث رحمہ اللہ نے کہا کہ مجکو بھی پروردگار خلیفہ نے متولی بنایا ہی پھر امیر نے کہا
کہ ہمنے تمکو سمرقند کا متولی اور محتسب کیا اونہون نے جواب دیا کہ مین نے اپنی تئین
اس سی معزول کیا امیر نے کہا کہ تم عجب آدمی ہو جس مقام مین کہ تم مامور نہین ہو وہان
احتساب کرتے ہو اور جس مقام مین کہ مامور کیے جاتے ہو وہان اوس سے اپنے کو
بری کرتے ہو جواب دیا کہ جس مقام کا تو مجکو متولی اور محتسب بنائے گا اوسکے واسطے
ضرور ہی کہ ایکدن تو مجکو معزول بھی کرے گا اور جبکہ مجھے خدا نے متولی کیا ہی پس کسیکو
طاقت میرے معزول کرنے کی نہین ہی امیر نے کہا کہ مجھسے کچھ اپنی حاجت چاہو ابو غیاث
رحمہ اللہ نے اوسے کہا کہ میرے جوانی کو پھیر دے اونہون نے کہا کہ یہ مجھسے نہین ہوسکتا ہی
دوسرا سوال کر کہا کہ مالک داروغہ جہنم کو لکھدے کہ وہ مجھپر عذاب کرے امیر نے کہا کہ
یہی میری طاقت نہین ہی دوسرا سوال کرو کہا کہ طرف رضوان داروغہ جنت کے لکھدے
کہ مجھے جنت مین داخل کرے امیر نے کہا کہ یہ بھی میری طاقت نہین ہی تب ابو غیاث
زاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم اپنے اوس پروردگار کے ساتھہ ہین جو تمام حاجتون کا
مالک ہی ہم کسی سے نہین سوال کرتے ہین مگر وہ قبول کرلیتا ہی پھر امیر نے مجبور ہوکر
اونکو چھوڑ دیا وہ چلے گئے اور شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے کہ واسطے امر معروف کی
تین شرطین ہین ایک نیت کا صحیح ہونا اور مراد اس سے کلمہ اللہ تعالی کا بلند کرنا ہے
دوسرے حجت کا پہچاننا تیسرے مصائب پر صبر کرنا اور اوسمین تین خصلتین ہونی
واجب ہین ایک امر و نہی مین نرمی کرنی جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے
کہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم کیونکہ غلظت اور سختی سے زیادہ نہین ہوتا ہی مگر فساد دوسرے
حلم یہانتک کہ اگر اوسکو کوئی سخت کہے تو برداشت کرے تیسرے دانائی تاکہ اوسکا

من بمین فاجرة وصفقة خاسرة اور حسن رحمہ اللہ کہتے تھے کہ جو کوئی بازارون مین اللہ تعالی کو یاد کرے قیامت کے دن اوسکا چہرہ مثل آفتاب کے منور ہوگا اور اوسکی بغلین مثل آفتاب کے روشن ہوگا اور جو کوئی بازارون مین استغفار کرے تو اللہ تعالی اوسکے گناہ کو بشمار اہل بازار کے بخشدیگا اور احتساب مین ذمی پر بھی نرمی کرنا مستحب ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہود آئے تھے اور السام علیک کہا تھا آپنے اوسکے جواب مین وعلیکم فرمایا پھر عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امی عائشہ تمکو نرمی کرنا لازم ہی اور ترشروئی اور فحش سے بچتے رہنا پس عائشہ صدیقہ رض نے عرض کیا کہ کیا آپنے نہین سنا جو اونھون نے کہا آپنے فرمایا کہ کیا تمنے بھی نہین سنا جو ہمنے رد کیا اور واسطے میرے اونکین قبول ہوا اور میرے حق مین اونکے واسطے نہ قبول ہوا واللہ اعلم

چون۵۴ باب گھرمین بدعت ظاہر کرنیکی احتساب مین اور محتسب کے ہجوم کرنیکے بیان مین

ایام نوروز مین رقعہ لکھنا اور دروازون پر لگانا مکروہ ہی کیونکہ اسمین اللہ اور رسول کے نام کی سبکی ہے اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ بشیر نے کہا کہ مین نے ابویوسف رحمہ اللہ سے سنا ہی کہ ایک گھر سے آواز مزامیر اور آلات لہو کی سنائی دی پس کہا کہ بغیر اجازت کے انکے مکان مین داخل ہو کیونکہ یہ لوگ فعل منکر کے مرتکب ہین اور اونکو اس سے اسوقت منع کرنا واجب ہی اور اگر داخل ہونا انکے مکان مین بغیر اجازت انکی جائز نہو تو منع کرنا ممکن نہین ہی اسواسطے کہ اونھون نے فعل منکر کرنے سے حرمت کو ساقط کر دیا ہی پس اب بغیر اجازت کے اندر داخل ہونا جائز ہے اور ادب مین قاضی خصاف سے نقل کیا ہی کہ ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے کہا ہی کہ مفسدون پر ہجوم کرنے اور بغیر اجازت کے انکے گھرون مین داخل ہونے مین کچھہ مضائقہ نہین ہی جبکہ آواز فساد کی سنی اور یہ جانا انکا واسطے امر معروف اور نہی عن المنکر کے ہو اور اوسی مین مذکور ہے کہ صاحب اقضیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ خصم پر ہجوم کرنے مین ہمارے بعض اصحاب رحمہ اللہ نے وسعت اور فراخی کی ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے مراد ابو یوسف رحمہ اللہ ہین

یعنی اقضیہ سے ۱۲

اور انسے مروی ہی کہ یہ اپنے زمانہ قضا میں ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ہشام نے بھی امام محمد رح سے اسیطرح روایت کی ہی اور اصل اسکی وہ ہی جو عمر سے مروی ہی کہ اونہوں نے دو شخصوں کے گھر پر ہجوم کیا ایک اونمین قریشی تہا اور دوسرا ثقفی اور انکے گھرون مین شراب ہونیکی آپکو خبر بھی پہونچی تھی چنانچہ ایک کے گھر مین نکلی اور دوسرے کے گھر مین نہ نکلی اور اسیطرح ایک عورت کے گھر پر ہجوم کیا کہ وہ اپنے گھر مین نوحہ کرتی تہی اور اوسکو گھر سے نکالا اور دُرّے سے اسقدر مارا کہ چادر اوسکے سر سے گر گئی اور صورت ہجوم کی خصوصم پر یہ ہی کہ کسی شخص کا قرضہ ہو اور مدیون اوسکا اپنے گھر مین پوشیدہ ہو جاوے اور اسکا چھپنا قاضی کو معلوم ہو تو قاضی کو چاہیے کہ دو امین کو مع مددگار اوسکے گھر پر بھیجدے کہ اوسکی گھر کو محاصرہ کر لین اور کچھ لوگ اوسکے دروازے پر رہین اور کچھ چھت پر ایسے طور سے کہ بھاگنا اوسکا غیر ممکن ہو پھر عورتین اوسکے گھر مین گھسین اور مدیون کی عورت سے کہدین کہ وہ ایک گوشہ مین جا کر چھپ جائے پھر بعد اوسکے قاضی اور پیادگان اور امین اوسکے گھر مین جائین اور اوسکو اچھے طور سے ڈہونڈہین اگر نہ پائین تو عورتون سے کہدین کہ وہ عورتون مین جا کر ڈہونڈہے شاید کہ عورتون مین جا چھپا ہو اور منجملہ اوسکے کہ آدمی پر بسبب ظاہر کرنے بدعت کے اپنے گھر مین احتساب کیا جاتا ہی جماعت کا ترک کرنا ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کے چھوڑنے والے پر ساتھ جلا دینے اونکے گھر کے وعید فرمایا ہے واللہ اعلم۔

پچپنواں باب راستے کے قبضہ اور تصرف کے احتساب مین

ملتقط کی کتاب الصلح مین ہی کہ جو پرنالہ کہ راہ مین ہو اوسمین خصومت کرنے کا کوئی مجاز نہین ہی اور نہ کوئی شخص اوسکو بند کر سکتا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جو اسکے خلاف ہے عنقریب ہی کہ اوسکا بیان آئے گا جو لڑکے راہ مین جوز وغیرہ کھیلتے ہون منع کیے جائین خواہ وہ قمار اور بازی سے ہو یا نہو کیونکہ اونہون نے ساتھ مشغول کرنے راستہ کے لوگون پر ظلم کیا ہی لیکن اونکے جوز کو توڑنا نسچاہیے کیونکہ مروی ہی کہ امام ابو حنیفہ رح ساتھ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے چلے جاتے تھے کہ راہ مین لڑکون کو جوز کھیلتے پایا آپنے

اونکے جوز کو پانون سے دبا کر توڑ ڈالا لڑکے نے کہا کہ امی شیخ تجھسے کل اسکا بدلہ لونگا
یہ سنتے ہی انپر غشی طاری ہوگئی بعد افاقہ کے انسے سفیان ثوری نے کہا کہ یہ جزع
فزع آپکو لڑکے کے کہنے سے کیسا تہا آپنے فرمایا کہ مجھکو خوف ہوا کہ شاید انکو فرشتے نے
تلقین کیا ہو کفایہ شعبیہ مین ہی کہ اگر لوگ غیر راستہ مین بھی قمار اور جوا کھیلتے پائے جائین
تو منع کئے جائین کیونکہ قمار اور جوا حرام ہی اور اگر بغیر بازی کے کھیلین تو نہ منع
کیے جاوین کیونکہ ابن عمر رضہ واسطے اپنے لڑکون کے عید کے دن جوز خریدتے تھے اور وہ سب
ساتھ اوسکے کھیلتے تھے اور کھاتے تھے اور اسیطرح علی رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھی **مسئلہ**
ایک شخص نے مسلمانون کی راہ سے مٹی اوٹھائی پس اوسکو یہ جائز ہی یا نہین **جواب**
اسمین دو حال ہین اگر وہ مٹی مثل کیچڑ اور گارے کے ہی تو جائز ہی کیونکہ یہ راستہ کا پاک
اور صاف کرنا ہی اور اگر نہین ہی پس اسمین اگر عام کا ضرر ہی تو نہین چاہیے کیونکہ نفع خاص
ساتھ ضرر عام کے جائز نہین ہی اور منجملہ اوسکے کہ جس سے عوام منع کیے جاوین راستہ مین
جانورون کا کھڑا کرنا اور پانی کا چھڑکنا ہی **مسئلہ** جس دھوبی نے اپنا گدہا راستہ مین کھڑا کیا
اور سبب اوسکے کوئی آدمی ہلاک ہوا اور اوسکو معلوم نہ تہا تو دھوبی ضامن ہی کیونکہ اوسنے
قصدًا یہ کام کیا ہی اور اگر راہ کا چلنے والا قصدًا اوسطرف سے گیا تو ضامن نہین ہی کیونکہ یہی
مختار ہے **مسئلہ** جس شخص نے راستہ مین پانی چھڑکا اور اہل بہتا اوس راہ سے گئی اور پہسلکر
گر گئے تو چھڑکنے والا پانی کا ضامن ہی کیونکہ یہ اسکی تعدی ہی اور اگر ہلاک ہوا اور اوسنے
دوسرا راستہ بھی نپایا تو بھی ضامن ہی کیونکہ وہ جانے مین مضطر ہے اور مختار یہ ہی کہ اگر اوسکا
چھڑکنا واسطے دور کرنے غبار کے ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اس سے زیادہ حلال
نہین ہی **مسئلہ** ایک کوچہ غیر نافذہ مین چند گھر تھے اور دروازہ اوسکا اوسکے بعض مکان
کی دیوار سے چھپ گیا تہا پس کسی نے اوسی دیوار کے متصل لکڑیان رکھکر دریچہ اور بالاخانہ
بنایا پھر کسی شخص نے اوس کوچہ مین گھر خرید کیا اور قبل بنانے کے کوئی خاص گھر اوسکا
اوس کوچہ مین نہ تہا پس آیا وہ اس بنانے والے سے مواخذہ کرسکتا ہی یا نہین **جواب**
وہ گھر کے بلند کرنے کا مواخذہ کرسکتا ہی کیونکہ قائم مقام بائع کے ہی **مسئلہ** جس کوچہ

نافذہ مین مزلہ ہو اور کوئی شخص اپنے گھر کے مزلہ کو صاف کرکے اوسمین بہانا چاہتا ہو
اور ہمسایہ اوس سے ایذا اور تکلیف ہی پاتے ہین تو وہ اس سے منع کیا جاوے بلکہ ہر شخص
کو جو اوس راہ سے آمد و رفت رکھتا ہی وہ مجاز منع کا ہی کیونکہ جو کوئی کوچہ نافذہ مین تصرف
جدید کرے اور اوس سے عام کو ضرر ہو تو ہر ایک کو اوسمین منع کرنے کا حق ہی اور
اہل کوچہ ساتھ کوچہ غیر نافذہ کے خاص ہین اوسمین کسی شخص کو منع کرنے کا حق نہین ہی
مسئلہ کسی شخص نے اپنے گھر مین پاخانہ بنایا اور اوسکی نالی مسلمانون کے رستہ مین
بہائی یا اوسکے دو گھر تھے ایک داہنے اور دوسرا بائین اور درمیان دونون گھرون
کے مسلمانون کا راستہ تہا اوسنے اوسپر سائبان بنایا پس اگر اوس سے ضرر متصور ہو تو
اوسکو نالی بنانا یا سائبان ڈالنا نچاہیے اور اگر ضرر نہین ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور جو
مسلمان کہ قبل بنانے کے خصومت کرے تو اوسکو بنانا نچاہیے اور بعد بنانے کے توڑنا
چاہیے کیونکہ اسمین حق مسلمانون کا ہی اور جب کوئی شخص راہ عام مین سائبان بنانا چاہی
اور اوس سے عام کو ضرر نہو تو نزدیک امام اعظم رح کے ہر مسلمان کو اوسکے منع کرنے کا
اور گرانے کا حق ہی اور نزدیک امام محمد رح کے اوسکو نیا بنانے کے وقت منع کرنے کا
حق ہی اور بعد بنانے کے موقوف کرنے کا حق نہین ہی اور نزدیک امام ابو یوسف رح
کے اوسکو منع کرنے کا حق ہی نہ گرانے کا اور اگر مسلمانون کو ضرر کرتا ہو تو ہر ایک کو
منع کرنے اور گرانے کا حق پہونچتا ہے اور کوچہ خاص مین ضرر معتبر نہین ہی بلکہ شرکا کا
اذن معتبر ہے **مسئلہ** جس شخص کا سائبان کوچہ غیر نافذہ مین ہو تو اہل کوچہ کو اوسکا گرانا
جائز نہین ہی جبکہ اوسکے بننے کی کیفیت نہ معلوم ہو اور اگر معلوم ہو تو گرا دین اور اگر
کوچہ نافذہ ہو تو دونون صورتون مین گرا دینا جائز ہی اور امام ابو یوسف رح کی نزدیک دو صورت ضرر کے
گرا دینا جائز ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شاہراہ مین ہی اور اوسکا حال معلوم نہو وہ جدید اور نیا شمار کیا جاوے یہانتک کہ امام کو
اوسکا موقوف کر دینا جائز ہی لیکن جو کہ کوچہ غیر نافذہ مین ہو پس جبکہ اوسکا حال معلوم
نہو تو قدیم ٹھرایا جاوے اور کسیکو اوسکا دور کرنا جائز نہین ہی اور کوچہ خاص وہ ہی
کہ زمین اور گھر سب کے مشترک ہو اور اوسمین گھر اور حجرہ بنائین اور اوسمین ایک

راستہ واسطے آمد و رفت اپنے کے چھوڑ دین پس یہ راستہ اونکی ملک مین ہوگا لیکن جبکہ وہ کوچہ اصل مین اسطرحپر ہو کہ اوسمین بنا ہی مکان کا خط ڈالدیا گیا ہو اور واسطے آمدورفت کے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو پس اسمین جواب مثل جواب راستہ عام کے ہی کیونکہ یہ راستہ واسطے عوام کے باقی ہی کیا تو نے نہین دیکھا کہ وقت اژدہام اور ضرورت کے اس کوچہ مین آنا جائز ہی اسیطرحسے اون سب احکام مین کہ جنکا ذکر آئے گا دلیل ہے شمس الائمہ حلوائی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ وہ اس کوچہ خاص کے بارہ مین کہتے تھے کہ کوچہ خاص وہ ہی کہ جو درمیان ذوسری قوم کے ایک قوم خاص ہو اور اگر اوسمین قوم مخصوص نہو تو وہ عام ہی اور فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ محتسب کو جائز ہی کہ واسطے دور کرنے اور نکالنے پرنالون کے اوس میزاب اور پرنالے کے طرف جو راستہ مین نکلا ہو جھگڑا کرے کیونکہ یہ تعدی اور زیادتی ہی کیا تو نے نہین دیکھا کتاب الآیات مین مذکور ہے کہ جو پرنالہ کہ سر راہ نکالا گیا ہو اور گذرنے والون پر اوسکی نجاست پڑتی ہو تو یہ دو حال سے خالی نہین ہی یا یہ کہ پرنالے کا رخ راہ کی طرف ہی تو مالک ضامن ہی یا پرنالے کا رخ گھر کے اندر ہو اور کسی وجہ سے راہ چلنے والے پر نجاست پڑگئی تو مالک پرنالہ ضامن نہین اور اگر معلوم نہین کہ کس رخ سے نجاست پڑی ہی تو قیاس معتبر نہین اور وہ ضامن بھی نہین ہوسکتا ہی اور خانیہ مین مذکور ہے کہ استحسان مین نصف کا ضامن ہی اور وہ جو پہلے مذکور ہوا اسکے خلاف ہی **مسئلہ** جس کوچہ غیر نافذہ مین کسی شخص کا مکان ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اپنے دروازے کے سوا دوسرا دروازہ کھولے تو منع نہ کیا جاوے اور اسی پر فتوے ہے **مسئلہ** راستہ اگر فراخ اور کشادہ ہو اور اوسمین اہل محلہ نے واسطے عام کے مسجد بنائی اور راستہ مین اوس سے کچھ ضرر بھی نہین ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور احتساب کیا جاوے اوس شخص پر جو کہ گورستان مین گذر کرے مگر جبکہ راستہ قدیم ہو اور جو کوئی کہ مقبرے مین راستہ پاوے تو اوسکو گذرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ اوسکے دلمین راستہ ہوجانے کا خیال نہو اور اوس شخص پر احتساب کیا جاوے جو راہ مین واسطے فروخت کرنے سامان کے بیٹھے جبکہ اوسمین لوگون کا نقصان اور ضرر ہو اور ہو واسطے

نہین چاہیے کہ اوس شخص سے کوئی چیز خرید کرے) اور یہی مختار ہے اور اگر بسبب کشادہ
ہونے راستہ کے ضرر نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اوس سے خریدنے مین آور امام ابو یوسف رح
سے مروی ہی کہ جو شخص اپنے گھر کی دیوار مین گارہ لگائے اور بسبب اوسکے مسلمانون پر راستہ
بند ہو جاوے تو بنا بر قیاس کے وہ گرا دیا جاوے آور استحسان مین ہی کہ نہ گرایا جاوے
بلکہ وہ اسیطرح حال پر چھوڑ دیا جاوے اور نصیر بن محمد مروزی رح سے مروی ہی کہ
وہ امام ابو حنیفہ رح سے روایت کرتے ہین کہ جب اپنے گھر کی دیوار پر گارا یا مٹی لگانا چاہتے
تھے تو پہلے اوسکو چھیلتے تھے پھر مٹی لگاتے تھے تاکہ کوئی حصہ ہوا کا میرے تصرف مین نہ آوے
اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک شاگرد قدیم تھا اوسکو بسبب لگانے مٹی کے اپنے
دروازے پر جو طرف شاہ راہ کے واقع تہا اور تصرف کرلینے برابر ناخون کے راہ کشادہ سے
کچھ سخت کہا اور کہا کہ نچاہیے تہا اوسکو کہ مجھسے علم اسلام کا سیکھتا آور ملتقط ناصری مین ہی
کہ جو پاخانہ یا پرنالہ یا سایبان کہ کوچہ غیر نافذہ مین واقع ہوا ور ہمسایہ واسطے بند کرنے
اوسکے مزاحمت کرتے ہون تو اوسکو بند کرنا جائز ہے اگرچہ قدیم ہو اور امام محمد رح
نے کہا ہی کہ جبکہ وہ راستہ کو ضرر کرے تو یہ حکم ہی اور اگر ضرر نکرے تو ترک کرے اور
قول اول امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے آور جنایات ملتقط مین ہی کہ جو شخص کوچہ مین آبر نکلوڑتا
اور کوچہ کا منہ بند کرنا چاہے تو وہ اس سے منع کیا جاوے آور فتاوی نسفیہ مین ہی کہ
اوس محتسب کے حال اور حکم سے سوال کیا گیا کہ اوسنے روئی بیچنے والیکو راہ مین روئی رکہنے
سے منع کیا تہا اور کہدیا تہا کہ تو پھر ایسی حرکت نہ کرنا پھر اوہنون نے اوسکو دوسری مرتبہ روئی
رکھتے ہوئے دیکھا اور اوسکی روئی کو بسبب امر معروف اور مبالغہ بالزجر کے جلادیا تو آیا
وہ محتسب اوسکی روئی کے مثل کا ضامن ہی یا نہین آوسکے جواب مین کہا گیا کہ وہ ضامن
ہے مگر جبکہ اوسمین کچھ فساد دیکھے اور اوسکے جلانے مین مصلحت جانے آور اسیطرح مٹکونکا
توڑنا اور مشکون کا پھاڑنا اور شراب کا بہانا اور شرابی کا گھر جلانا جو شراب کے
بیچنے مین مشہور ہوا سواسطے کہ اسکے مباح ہونے مین اثر مروی ہے آور اگر کسی نے
بازار عام مین کنواں کھودا یا دوکان بنائی اور اوس سے کسی چیز کو ضرر پہونچا پس اگر

اسنے امام اور حاکم کی اجازت سے کی تھی تو ضامن نہین ہی اور اگر بغیر اجازت کیا تو ضامن
ہے اور یہی حکم ہی اوس شخص کے حال مین جسنے اپنے جانور کو بازار مین ایسی جگہ کھڑا کیا
کہ واسطے بیچنے اوسکے مقرر نہین ہی پس اگر اوس جگہ مین بادشاہ کے حکم سے کھڑا کیا تھا اور
کوئی آدمی ہلاک ہوا تو ضامن نہین ہی ورنہ ضامن ہی کیونکہ سلطان نے جب حکم دیا تو وہ
جگہ راستہ ہونے سے خارج ہوئی اور واسطے کھڑا کرنے جانورون کے وہ جگہ مقرر ہوئی
اور بغیر حکم بادشاہ کے وہ راستہ ہونے سے خارج نہین ہوتی ہی مسئلہ جو دیوار کہ راہ مین
گر گئی ہو تو محتسب کو واسطے خالی کر دینے راہ کے اوسکے مالک پر حکم کرنا جائز ہی اور
اگر اوسنے خالی نہ کیا اور بسبب اوسکے کوئی آدمی ضائع ہوا تو ضامن ہی اور خانیہ کی کتاب
الحظر والاباحت مین ہی کہ ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ بازار مین پانی چھڑکنے کے لیے رخصت
اور اجازت نہین ہی اگرچہ زیادہ غبار ہو اور ابو نصر دبوسی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اسمین کچھ
مضائقہ نہین ہی اور واسطے بٹھانے غبار کے اور زیادہ اس سے جائز نہین ہی کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسمین اختیار محتسب کا ہی جو قول کہ اوسکو صواب
معلوم ہو اختیار کرے خواہ راہ مین پانی ڈالنے سے منع کرے یا اون لوگون کو کہ جنکی
عادت راہ مین پانی ڈالنے کی ہوتی ہے منع کرے مسئلہ فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک
کوچہ غیر نافذہ تھا اوسکے رہنے والون سے ایک نے اپنے دروازے کے میدان
مین مٹی ڈالی یا پتھر رکھا کہ اوسپر پانون رکھکر آمد و رفت کرے یا جانور باندہے یا مثل
اسکے دوسرا کام کرے تو کہا گیا ہی کہ جب اوسنے اپنے گھر کے میدان مین کیا ہی تو ضامن
نہین ہو گا لیکن جبکہ اوسنے مسلمانون کے راستہ مین کیا ہی تو ضامن ہو گا اور اپنے دروازہ
پر جانور کے کھڑا کرنے مین مستوجب احتساب نہین ہی اسواسطے کہ امام نے اوسکو اسکی اجازت
دی ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ جس شخص نے اپنے جانور کو جانورون کے بازار مین
کھڑا کیا اور اوسنے کسی چیز کو ضرر پہونچایا تو وہ اوسکا ضامن نہین ہی کیونکہ بازار جانورون
مین جانور کا کھڑا کرنا حکم سے بادشاہ کے ہی اور اسیطرح نہر کے کنارے پر کشتیونکا کھڑا
کرنا کیونکہ امام نے اسکی اجازت دی ہے مسئلہ راہ چلنے والون کو راہ مین بیٹھنے سے

محتسب کو منع کرنا جائز ہے یا نہین جواب اگر بیٹھنا فقط واسطے راحت و آرام لینے کے ہے
تو اوسکو نہ منع کرے بشرطیکہ دوسرے چلنے والون کو ضرر پہونچتا ہو لیکن اگر اس سے آدمی
تلف ہو تو ضامن ہی کیونکہ یہ اسکو مباح تہا ساتہ شرط سلامتی کے اور اگر بغیر حاجت کے
بیٹھے تو منع کیا جاوے اسیطرح جنایات ذخیرہ کی سولہوین فصل مین مذکور ہی اور پانچوین باب
عوارف مین مذکور ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اوضون نے واسطے
اوکہاڑنے پرنالے کے جو عباس بن عبد المطلب کے گہر مین تہا حکم کیا تہا پس انسے عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمنے اوسکو اوکہاڑا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
دست مبارک سے رکھا تھا عمر رض نے کہا کہ اب اسکو بجز تمہارے ہاتہ کے کوئی نہ رکھے گا اور
تمہارے واسطے زینہ بجز کندہے عمر رض کے دوسرا کچہ نہو گا پس آپنے اونکو اوٹھایا اور
اپنے کندہے پر چڑہایا یہانتک کہ اونہون نے اوس جگہ پر پرنالہ رکھا اللھم صل علی سیدنا
محمد وعلی آلہ وصحابہ البررۃ الکرام وازواجہ وعشیرتہ واشیاعہ واتباعہ وسلم اس روایت مین
بہت فوائد ہین ایک یہ کہ پرنالہ جب راستہ مین ہو تو مسدود اور موقوف کرے کیونکہ درمیان
صفا اور مروہ کا راہ ہی اور یہ روایت موئید ہین واسطے اوسکے کہ ہمنے آخر کتاب مین
ذکر کیا ہے اور خلاف اوسکے کہ ہمنے اول باب مین ذکر کیا ہی دوسرے یہ کہ والی
اوسکو خود اوکہیڑے بدون گواہی اور دعوے کے کیونکہ دعوی اور شہادت اس
حدیث مین مذکور نہین ہی تیسری یہ کہ مالک کی اجازت اور اوسکا موجود ہونا اور
اوسکا اقرار ساتہ اوسکے ہونے کے شرط نہین ہی کیونکہ اونہون نے حاضر ہونا اور
اقرار کرنا عباس رضی اللہ عنہ کا نہ دیکہا چوتھے یہ کہ اوپر دور کرنے ہر تصرف کے جو راہ
مین ضرر کرتا ہو بدلیل اس حدیث کے حجت پکڑی جاوے اگرچہ اسمین کوئی خصومت
نہ کرے پانچوین امر معروف اور نہی عن المنکر مین گمنام اور نامور وجیہ اور خسیس وشریف
سب برابر ہین کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہی عن المنکر کو عباس رضی اللہ عنہ پر قائم
کیا حالانکہ وہ وجیہ اور شریف تھے چھٹے یہ کہ خبر واحد جو کہ راوی عادل سے مروی ہو
مقبول ہی کیونکہ عمر رض نے روایت عباس رض کی قبول کی ساتوین یہ کہ روایت مین ولی

منفعت اوسکی تہمت کا موجب نہین ہوسکتی ہے جبکہ وہ عادل ہو کیونکہ عمر رضؓ نے عباس
رضی اللہ عنہ کی روایت قبول کی حالانکہ اونکا نفع اوسمین تہا آٹھوین یہ کہ فعل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرع پر محمول ہی خواہ قبل نبوت کے ہو یا بعد جبتک کہ اوسپر کوئی
دلیل نہ پائی جاوے کیونکہ عمر رضؓ نے حضرت عباس رضؓ سے دریافت نہ کیا کہ اسکو آنحضرت صلعم
قبل نبوت کے رکھا تہا یا بعد نوین یہ کہ شاید عمر رضؓ نے حضرت عباس رضؓ کو واسطے رکھنی
اوسکے اپنے ہاتھ سے اسواسطے حکم کیا تہا کہ اسکا ذمہ انپر ہوا اور آئین اشارہ اس بات کا
ہے کہ خبر واحد موجب علم کی نہین ہی دسوین یہ کہ اطاعت مین جبکہ ترک ادب ہو تو
اطاعت ہی اولی ہے کیونکہ ترک ادب کا آسان تر ہے ترک فرض سے اور عباس رضؓ
کا قدم رکھنا عمر رضؓ کے کندہے پر اسکی تائید کرتا ہے گیارہوین اور بارہوین وہ ہین
کہ جنکو شیخ الشیوخ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین قیام سے خدمت اخوان مین مراد لیا ہی
کیونکہ عمر رضؓ نے عباس رضؓ کی خود خدمت کی اور اپنے بہائیون کی اذیت سے متحمل ہوئے
کیونکہ عباس رضؓ نے اپنا غصہ اسنے ظاہر نہ کیا تیرہوین یہ کہ صلاح امور خانگی کی اور خدمت
اور مرمت اوسکی سنت صحابہ سے ہی کیونکہ عمر رضؓ نے عباس رضؓ کو حکم کیا کہ آپ اپنے
ہاتہ سے پرنالہ رکھین چودہوین یہ کہ اعادہ کرنا تصرف کا اوس جگہ کیا جاوے نہ دوسری
جگہ جبکہ وہ قدیم ہو کیونکہ عمر رضؓ نے اوسکے رد کرنے کا حکم اوسی جگہ پر کیا پندرہوین
یہ کہ اسنے دلالت کی اوپر جواز پانون رکھنے کے کندہے پر باجازت اوسکے
کیونکہ عباس رضؓ نے اپنا پانون عمر رضؓ کے کندہے پر رکھا تھا اونکی اجازت سے پس
اس سے مستفاد ہوا کہ مملوک کے کندہے پر پانون رکھنا جائز ہے اگر وہ اسکی طاقت
رکھتا ہو اور اجارے کا جائز ہونا ساتہ اوٹہانے آدمی کے اور اسکی اجرت وغیرہ دیکا
جائز ہونا سولہوین اسنے اسپر دلالت کی کہ آدمی کا پرنالہ رکھنا اپنے چچا کے گھر مین سنت
ہے کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے پرنالہ رکھا ہے اور اس سے مستفاد ہوا کہ کام کاج کرنا
گہر کا درست ہی اور اسی قیاس پر تمام خدمتین ہین سترہوین اسنے دلالت کی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجز اور تواضع پر کہ آپنے خود اپنے چچا کے گھر کی خدمت
فرمائی پس کیا گمان ہے خادمین کا کہ آپکے چچا کی نفس کے ساتھ قصد کرین اٹھارہوین
یہ کہ نکلا ہوا پرنالہ قطعہ نہ کیا جاوے اور نہ توڑا جاوے جبتک کہ اوسکا اوکھیڑنا ممکن
ہو کیونکہ عمر رضنے اوکھاڑا تہا اور عقلمندی اسیمین ہی کہ بغیر تلف کے اوسکا دفع ممکن ہو
انیسوین یہ کہ ظلم عام کا دور کرنا ممکن نہو مگر ضرر خاص سے تو دور کیا جاوے اگرچہ
اسمین حق کا دور کرنا ہے کیونکہ جانب پرنالہ کے دیوار پر حق خاص ہی اور یہ اسواسطے
اگر چہ نالہ خارج سے کسی شخص کو ضرب پہونچی اور وہ زخمی ہوا تو دیکھا جاوے کہ اگر اوسکے طرف
خارج سے چوٹ لگی ہی تو ضامن ہی اور اگر اندر کیطرف سے لگی ہے تو ضامن نہین ہی اور پرنالے
کا نکلنا ظلم عام ہے اور جبکہ ظلم عام کا دفع کرنا ممکن نہو مگر جڑسے اوکھاڑنیکے ساتھ تو اوسکو
بالکل جڑ سے اوکھیڑ دے جیسا کہ عمر رض نے اوکھاڑا اور انکے ضرر کیطرف التفات نہ کیا
اور اس سے مستفاد ہوا کہ بغیر اجازت صاحب مکان کے واسطے امر معروف اور نہی
عن المنکر کے گھر مین جانا درست ہی کیونکہ معصیت کا پھیلانا ظلم عام ہے اور بغیر اجازت
کے داخل ہونا ضرر خاص ہی بیسوین یہ کہ اس سے عمر رض کی مناقب بہت چند وجہ سے معلوم
ہوئی ایک تو دین مین اونکی سختی کہ مطلقاً عباس رض کی پرنالہ اوکھاڑنے مین مداہنت اور سستی نکی
دوسرے تواضع تیسرے حق کی اطاعت اور انقیاد کہ اپنی قضا سے رجوع کی اکیسوین
یہ کہ محتسب نے جبکہ احتساب کیا اور معلوم ہوا کہ وہ خطا تھی تو اس سے رجوع کرے اور اس سے
حاکم کا رجوع کرنا بھی مستفاد ہوا بائیسوین یہ کہ محتسب جبکہ خطا کرے تو اوسکے اعوان پر
کچھ نہین ہی کیونکہ عمر رض نے انپر کچھ حکم نہ کیا اور اس سے اعوان قاضی اور والی کے بھی
متفرع ہوتے ہین تیئسوین یہ کہ محتسب جبکہ خطا کرے تو قضا مین ضامن نہین ہی لیکن اوس سے
عذر خواہی کرے کہ جسکو اپنی خطا سے دیانت مین ضرر پہونچایا ہی جیسا کہ عمر رض سے مروی
ہے کیونکہ اگر یہ نہوتا تو پرنالے کے رکھنے مین عباس رض کی مددگاری کیون کرتے بلکہ
پرنالے کا نہ رکھنا اولی تھا تا مسلمانون کو درمیان صفا اور مروہ کے دوڑنے مین ضرر
نہ پہونچے چوبیسوین اسباب کے ثابت کرنے پر ساتھ اسکے استدلال کیا گیا کہ والی کو حکم کرنا

واسطے اوکھاڑنے پرنالہ ممنوع اور منکر کے دوسرونکو جائز ہی کیونکہ عمر رض نے غیر کو واسطے
اسکے حکم کیا تہا اور والی مثل عمر رض کے تھے اونکو بہی اسپر حکم کرنا جائز تہا پس بنا برین متفرع
ہوا جواز حکم کا غیر کو واسطے دور کرنے منکرات کے پہر اسپر متفرع ہوا محتسب کا قائم کرنا کیونکہ
جب غیر کو مامور کرنا واسطے نہی عن المنکر کے جائز ہوا تو غیر کا مامور کرنا واسطے امر معروف
کے بہی جائز ہوا پہر اسپر متفرع ہوا کہ محتسب کو اعوان اور مددگار ٹھہرانا جائز ہی پہر اسپر
متفرع ہوا بیت المال سے واسطے اونکے کفاف مقرر کرنا کیونکہ جب محتسب کو اعوان کا
مقرر کرنا جائز ہوا جبکہ وہ کوئی معین اور مددگار احتساب مین نہین پاتا ہے تو اونکا کفاف بہی
مقرر کرنا ضرور ہوا چبیسوین یہ کہ ساتہہ اسکے اسبات پر حجت پکڑی جاوے کہ جب محتسب
دوسرے کو واسطے دور کرنے منکر کے حکم کرے تو اوسکو اطاعت کرنا جائز ہے اور جبکہ
اطاعت جائز ہے تو اوسکا ماننا بہی واجب ہی کیونکہ والی کی اطاعت اوسمین واجب ہوتی
ہی کہ جو جائز ہو مگر جبکہ وہ ساتہہ ظلم کے معروف ہوا اور اسپر متفرع ہے قاضی کا حکم کرنا ساتہہ حدود
اور قصاص کے چہبیسوین اگر کوئی رافضی دعوی کرے اور کہے کہ عمر رض نے پرنالہ بسبب دشمنی
بنی ہاشم کے اوکہیڑا تہا تو اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر عداوت اور دشمنی سے ہوتا تو اوسکو پہر کیون
اوسی جگہ پر ساتہہ عاجزی اور تواضع کے رکھتے ستائیسوین یہ کہ خصم کو جائز ہی کہ محتسب کے ساتہہ
کنایۃً اظہار ظلم کے لیے مواجہہ اور مخاطبہ کرے جیسا کہ عباس رض نے عمر رض سے خطاب کیا تہا
اس قول کے کہ تمنے اوسکو اوکھیڑا کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تہا
اور یہ کنایہ ہے اوس کام کے کرنے سے کہ جو جائز نہین ہی لیکن اسکی تصریح نہ کرے اور
وجہ اسمین یہ ہی کہ وہ اپنے ارادہ سے احسان کرنے والا ہی پس یہ ظلم محض نہوا مگر جبکہ اسپر اصرار
اور انکار کرے اور ظلم مطلق مین ساتہہ بدقولی اور بدکلامی کے جہر کرنا جائز ہے اور بیان
ایسا نہ تہا اسلیے اسکی تصریح نہ کی لیکن کنایت پس یہ ضرور ہے کہ مستحق اپنا حق پاوے اور
محتسب اپنی خطا سے نکلے اٹھائیسوین یہ کہ خبر واحد سننے والیکے حق مین حجت قطعی ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہی وجہ ہی کہ عباس رض کو اوسکے رکہنے کا حکم کیا نہ دوسری کو
اونتیسوین یہ کہ خبر فقیہ کی جبکہ خلاف قیاس صحیح کے ہو تو قیاس ترک کیا جاوے اور امام

مالک رحمہ نے کہا ہی کہ قیاس نہ ترک کیا جاوے اور حضرت عمر رضہ کے قول سے حجت
پکڑتے ہین یعنی اب اسکو بجز تیرے ہاتھہ کے کوئی رد نہ کرے گا کیونکہ اگر یہ مقبول ہوتا
تو اسکا رد کرنا غیر عباس رضہ کو جائز ہوتا اور یہ خلاف ہی بسبب قیاس کے غیر پر شوارع
سے اور اسکا جواب یہ ہی کہ اگر عمر رضہ قبول نکرتے تو عباس رضہ کو پرنالہ کیون رکھنے دیتے
لیکن یہ قول کہ اب اسکو نہ رکھے گا الخ پس اسمین اسبات کا احتمال ہی کہ شاید عباس رضہ واسطے
اس کام کے اولی ہون چند وجہ سے ایک یہ کہ اونہون نے دیکھا تھا اس سبب سے ساتھہ
علم الیقینی کے عمل کیا دوسرے یہ کہ وہ کام اونکا اپنا تھا تیسرے یہ کہ اسکے سبب سے عمر رضہ کو تواضع
اور عاجزی حاصل ہو تیسوین یہ کہ قیاس صحیح جبکہ خبر واحد کے خلاف ہو اور خبر واحد مجمل ہو تو
قیاس پر وہ محمول ہوگا اور قیاس ترک نہ کیا جائے گا جیسا کہ یہ خبر اوپر پرنالہ قدیم کے
محمول ہی اور قدیم اور جدید مین یہ فرق ہی کہ یہ تصرف غیر ملک مین ظاہر ہے اور قدیم مین
واسطے ثابت کرنے ظلم کے احتیاج ہے اور جدید مین اسکا ظاہر محتاج نہین ہی بسبب ثابت
ہونے کے نیا بنانے مین اور ظاہر واسطے دفع کرنے حجت کے صلاحیت رکھتا ہی کتیسوین
یہ کہ محتسب کو اعادہ کرنا اوسکا کہ جسکو اوسنے دور کیا ہو واجب نہین ہی جبکہ خطا ظاہر
ہو بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مالک کو واسطے بنانے یا رکھنے کے اجازت دے کیونکہ عمر رضہ
نے خود اپنے ہاتھہ سے نہ رکھا اور نہ کسی اعوان اپنے کو حکم کیا بلکہ حضرت عباس رضہ کو
اسکی اجازت دی بتیسوین یہ کہ پرنالہ قدیم کا مالک گنہگار نہین ہی اور نہ ضامن ہی اگرچہ بسبب
اوسکے کسیکو ضرر پہونچے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو نہ رکھتے اور نہ عمر رضہ اوسکی
اجازت دیتے کیونکہ پرنالہ نکلا ہوا ضرر سے خالی نہین ہوتا ہے خصوصًا شاہراہ مین مانند
درمیان صفا اور مروہ کے تینتیسوین یہ کہ صوفیان اہل بصرہ نے کہا ہے کہ صوفی کو ضعیف البدن
اور نحیف الجسم ہونا اولی اور بہتر ہے قوی ہونے سے اور مختار یہ ہی کہ ایسا نہین ہی کیونکہ
یہ قسم صدقہ برادرون سے ہے کہ جسکو نہین کرسکتا مگر قوی چونتیسوین یہ کہ حالت صحت
تبرع اور احسان کو ساتھہ منفعت کے مانع نہین ہی کیونکہ عمر رضہ نے عباس رضہ کو ساتھہ
نفع لینے کے اپنے کندھے سے حکم کیا اور اوسکی مدت نہ بیان کی اور یہ لازم نہین ہی کہ

پس اسیوجہ سے یہ طرف جھگڑے کے نہین پہونچاتا ہی بخلاف اجارہ کے پینتیسوین یہ کہ اسمین
عمر رضؓ کے فی نفسہ زہد کا بیان ہی چھتیسوین گھر کی دیوار بلند کرنا بقدر قد دو آدمی کے جائز
ہی کیونکہ اونکی بنا ایسی ہی تھی اور اگر ایسی نہوتی تو عباس رضؓ کو عمر رضؓ کے کندھے پر قدم
رکھنے کی کچھ حاجت نہ تھی سینتیسوین یہ کہ لفظ صریح جبکہ اوسکا نفس واسطے معنی کے موضوع
نہو تو حکم صریح اوس سے ثابت نہوگا پس لفظ سابق جو بمعنی کندھے کے ہی عتق سے ماخوذ ہی
لیکن اوسکے ساتھ حکم مقید نہین ہی اسواسطے کہ وہ دوسرے معنی کیواسطے بھی موضوع ہے
اڑتیسوین مکہ مین گھر بنا لینا واسطے بنانے والے کے ملک ہی یعنی وہ گھر واسطے صاحب
مکان کے مملوک ہی ورنہ عباس رضؓ ساتھ جگہ پرنالے کے لائق تر نہوتے بخلاف زمین
مکہ کے کہ اوسمین خلاف ہی انتالیسوین بقدر مایحتاج الیہ کے عمارت بنانا منع نہین ہے
اسواسطے کہ پرنالہ رکھنا واسطے حفاظت مکان کے ہی تاکہ خراب نہو اور اگر یہ منع ہوتا تو
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو باقی نرکھتے چالیسوین یہ کہ بنانا اور تعمیر کرنا بُرا اور
پرتر ہیشیہ نہین ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو ایک مرتبہ بنایا تھا حالانکہ
آپ اس سے معصوم ہین جو طرف خساست کے منسوب ہو اکتالیسوین ذخیرہ مین مذکور ہی
کہ کوچہ نافذہ مین تصرف کرنا جدید پر محمول ہی اور غیر نافذہ مین قدیم پر اور اوسمین اسکی
کوئی دلیل مذکور نہین ہی اور یہ دلیل منع پرنالے کی صلاحیت رکھتی ہی اول کے دلیل ہونے
پر کیونکہ عمر رضؓ نے اسکو نیا ہونے پر محمول کیا ہی ورنہ اوسکو نکالدیتے بیالیسوین یہ کہ
اگر کہا جاوے کہ قاضی کو اپنی اہانت کرنا جائز نہین ہی کیونکہ اس سے قضا کی ہیبت
جاتی رہتی ہی اور ایسا کام کرنا راستون مین اہانت ہی پس عمر رضؓ نے اسکو کیونکر کیا تو
ہم اوسکے جواب مین کہینگے کہ اسمین دو وجہین ہین ایک یہ کہ عمر رضؓ اپنے زمانے مین سب سے
زیادہ عاقل تھے شاید کہ اونکے زمانے مین یہ عرف نہوگا دوسرے یہ کہ قاضیون کو اپنی
ہیبت کی حفاظت واجب ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ انکی ہیبت ازروی معنی کے تھی
اللہ تعالی نے دیکھنے والون کے دلون مین انکی ہیبت اور رعب ڈالدیا تھا اسلئے پرواسطے
محافظت ہیبت صوری کے کوشان نہ تھے اور ہیبت معنوی اللہ تعالی کی خوف سے حاصل

ہوتی ہی کیونکہ جو شخص کہ اللہ تعالی کے خوف سے ڈرتا ہی اوس سے ہر چیز ڈرتی ہی اور سبب اسکا
رات کا جاگنا ہی کیونکہ سو رہنا علامت امن اور بیخوفی کی ہے اور عمر رضہ ایسے ہی تھے انکو
محافظت ہیبت صدری کی حاجت نہ تھی اور کہا گیا ہی کہ قانت سے مراد ساتھ قیام کے
رات کا جاگنا ہے چھیالیسوین یہ کہ حاکم اور والی کو وقت گذرنے کے راہ مین مکان کے
دہنے بائین دیکھنا جائز ہے کیونکہ عمر رضہ اگر نہ دیکھتے تو پرنالہ کیونکر نظر آتا اور فقیہ ابو اللیث
رحمہ اللہ نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہی کہ آدمیون کو مستحب ہی کہ جب گھر سے نکلین اپنی
آنکھین بند کر لین اور بغیر ضرورت کے دہنے بائین نظر نہ کرین بلکہ ہمیشہ اپنے قدم ہی کو
دیکھتے رہین کیونکہ دیکھنے سے خواہشین پیدا ہوتی ہین اور راہ سے غفلت ہو جاتی ہی پس
اس بیخبری سے آفت پہونچتی ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ
فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے حاجت کو مستثنے کر لیا ہی اور والی اور حاکم اسی کیطرف محتاج
ہین واسطے دور کرنے ظلم کے راستہ سے پس جائز ہی کہ اوسطرف دیکھے کہ جس جگہ احتساب کی
حاجت ہو سینتالیسوین محتسب نے جبکہ پرنالے کو نکالدیا اور ایام بارش مین پانی کے آنے
اوسکی چھت کو نقصان پہونچا تو وہ گنہگار نہین ہی اور نہ ضامن کیونکہ یہ عمر رضہ سے منقول
نہین ہی کہ بعد دور کرنے اور نکالدینے پرنالے کے پانی کا راستہ چھت مین بنا دیا ہو اور اسمین
وجہ یہ ہی کہ بیان پر تاخیر کرنا کہ مالک بنالیوے بظاہر ضرر نہین کرتا ہی بخلاف اوس تاخیر
کے جو چور کے ہاتھ کاٹنے مین ہی اڑتالیسوین یہ کہ جو کوئی راستے مین کوئی چیز نکالے تو اوسکو
اوس سے نفع لینا مباح ہی جبتک کہ وہ ضرر نہ کرے کیونکہ نکالنا اور بنانا اوسکا بعینہ منکر اور
منع نہین ہے کیونکہ اگر یہ بالذات منع ہوتا تو البتہ محتسب ملامت کا مستحق ہوتا اور یہ عمر رضہ
سے منقول نہین ہی کہ اونھون نے عباس رضہ کو ملامت کی ہو انچاسوین یہ کہ واسطے دفع
کرنے مکروہ کے حیلہ کرنا جائز ہے بلکہ سنت ہی جیسا کہ رکھنا پرنالے کا کیونکہ بعینہ نفع نہین ہے
بلکہ واسطے دفع کرنے ضرر بارش کے حیلہ ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہی کہ انکار صلح
کرنا اور واسطے بچانے وقف اور مال یتیم کے متولی کو کچھ رشوت دینا جائز ہی پچاسوین
یہ کہ مٹی اور لکڑی کے گھر کو طول لایل نہ کیا جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اوسکی ترمیم اور مرمت کی تھی اور جو کچھ کہ بعض زاہدون سے منقول ہو کہ آپ نیچے چھت کے داخل ہوئے ہیں یہ بسبب مصلحت اپنے نفس کے تہا لیکن یہ کہنا کہ وہی مطلب شبیم اور گھاس کے بھی مکان سے حاصل ہوتا ہو تو یہ کچھ بات نہین ہو کیونکہ یہ اسمین قاصر ہے اور پورا اور کامل نہین ہو اٹہتالیسوین یہ کہ مکہ مین رہنا واسطے اہل مکہ کے نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ کے مکروہ نہین ہو بخلاف اوسکے جوار ہی اور قریب والون کے اور اگر مکروہ ہوتا تو کوئی گھر بعد اسلام کے وہان نہ چھوڑا جاتا اونچاسوین یہ کہ واسطے مرمت مکان کے راہ مین کھڑا ہونا جائز ہے کیونکہ عمر رض نے عباس رضہ کو حکم کیا کہ اپنا پرنالہ راستہ کیطرف سے پھیر لین اور اونکو چھت چھپنے کے لیے حکم نہ کیا پچاسوین یہ کہ واسطے دور کرنے ایسی چیز کے جو راہ کو بند کردے راہ مین کھڑا ہونا جائز ہے کیونکہ عمر رض نے راستہ مین کھڑے ہو کر پرنالے کو دور کیا اکاونوین یہ کہ چھت مین پرنالے کا رکھنا طول امل نہین ہو کیونکہ اسکا رکھنا مسنون ہو اور طول امل حرام ہو اور وجہ اسمین یہ ہو کہ اپنے عمل اور مال کو باطل اور ضائع ہونے سے بچانا ہو اور اگر اسمین نیت کی کہ زندہ باقی رہیگا اور اس سے اتنی مدت تک نفع ہوگا تو یہ طول امل ہو اور اگر سنت کے قائم کرنیکی اور عمل کے باطل ہونے سے بچانیکی نیت کی اور مال کے ضائع ہونے سے یا کسی دوسرے مسلمان کی اس سے فائدہ اور تمتع لینے کی نیت کی تو وہ بسبب اس نیت کے ثواب پائیگا واللہ اعلم۔

چھپنواں باب نماز کے احتساب مین

ہر مسلمان کو اپنی بی بی پر احتساب جاری کرنا چاہیے اگر وہ نماز کو ترک کرے پس جو عورت کہ کبھی نماز نہ پڑھتی ہو اور سکا مہر اوسکے شوہر پر نہین ہو بلکہ بہتر یہ ہو کہ اوسکو طلاق دے اور ترک نماز پر عورت کو مارنا جائز ہو مگر نہ اتنا کہ اوسکی خوبصورتی مین فرق آجاوے اور جو شخص کہ جماعت مین نہ حاضر ہوا اوسپر احتساب کرنا چاہیے اور اوسکے گھر کو جلا دینے سے اوسکو ڈرانا چاہیے اور اسپر دلیل لائی گئی ہو اوس حدیث کی جو باب الاحتساب بالاحراق مین مذکور ہو اور اسیطرح سے اوس امام پر احتساب کرنا چاہیے جو محراب کے طاق مین کھڑا ہو اور مقتدیون کی نظر سے غائب ہو کیونکہ یہ اقتدا سے مانع ہے اور پہلے کوفہ کی مسجد کی محراب

اسیطرح جیسے تہی حالانکہ اسکی کراہت پہلے سے ثابت ہی بخلاف اسکے کہ طاق مین سجدہ کرے اور مسجد مین کھڑا ہو اسواسطے کہ یہ دیکھنے کو مانع نہین ہی اسیطرح شرح طحاوی کبیر مین مذکور ہے اور واسطے نماز کے کچہ قرآن مجید سے مقرر اور مخصوص کرلینا مکروہ ہی اسواسطے کہ آمین خوف ہی کہ اگرچہ مباح ہو تو بعد گذرنے ایک زمانے کے لوگ اسکو سنت و واجب شمار کرینگے جیسا اکثر جہال نے یہی گمان کیا ہی یہانتک کہ اگر امام سورہ جمعہ کی قرأت کو جمعہ کی رات مین چھوڑدے اور جمعہ کے دن الم سجدہ پڑہے تو اسکو بہی مکروہ جان لیا ہی تو اہل علم اور اور محتاط فی الدین نے ارادہ کیا کہ دین مین کوئی بات خارج دین کی نہ ملنے پاوے اور جو شخص کہ بغیر تعدیل اور طمانیت کے نماز پڑہے وہ مستوجب احتساب ہی یعنی جو شخص کہ ارکان کو پورے طور سے ادا نہ کرے اور نماز کو ساتہ اضطرار کے ادا کرے تو اوسکو واسطے دوبارہ پڑہنے نماز کے حکم کرنا چاہیے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ قم فصل فانک لم تصل یعنی تو کھڑا ہو اور نماز پڑہ اسواسطے کہ تونے نماز نہین پڑہی ہی اور اگر خوف ہو کہ وہ غصہ کریگا تو ساتہ نرمی کے اوس سے باتین کرے یا کسی حیلہ سے کہے جیسا کہ کفایہ شعبیہ کی مجلس آخر بیان مین نماز جنازہ کے شہیدون پر فقیہ عبداللہ خوارزمی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو مسجد مین دیکھا کہ ساتہ سبکی کے نماز ادا کرتا ہی جبکہ وہ نماز سے فارغ ہوا اوسکو اپنے گھر لیگئے اور اوسکے واسطے حلوا پکا کر طاق مین بہر لائے اور کہا کہ کیا تو بیمار ہے کہا کہ نہین ہی اونہون نے کہا کہ جب تونے ساتہ سبکی کے نماز ادا کی تو مجکو تیرے مریض ہونے کا گمان ہوا پس وہ شخص اوٹہا اور توبہ کی اور نماز کی تخفیف اور سبکی سے باز آیا اور یہی اسی کتاب کی مجلس اوّل مین ہی کہ ایک نماز کے ترک کرنے سے فاسق ہوجاتا ہی اور اوسکی شہادت مقبول نہین ہوتی ہی اور سزاوار قاضی اور وصی اور مسلمانون کے امام ہونے کا نہین ہی اور وہ مستحق تعزیر کا ہی اور مرتکب گناہ کبیرہ کا جیسا کہ زانی اور سارق اور ناحق مسلمان کا قاتل اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص تین روز نماز کو ترک کرے وہ سزاوار تعزیر ہے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ بادشاہ پر واجب ہی کہ واسطے سکھانے

ارکان اور آداب نماز کے محتسب مقرر کرے خصوصًا گانوؤن مین اور اوس وقت نماز پڑہو آئے
جیسا کہ نو مسلمون کو نماز کے ارکان کی تعلیم دیجاتی ہی اور محتسب کو ہر گانوؤن مین جانا چاہیئے
اور گانوؤن مین پیمانے اور بٹون کو برابر کرنا جبکہ اونکے وزن مین اختلاف ہوا اور ہر جنس کا نرخ
لکھنا تاکوئی اوسکے نرخ مین فریب نہ کرے مسئلہ ایک محتسب سے سوال کیا گیا کہ جو مزدور کہ
فرض نماز پڑہی آیا وہ بسبب مزدوری کے معذور رکھا جاوے یا اوسکو نماز پڑہنے کے
واسطے حکم کیا جائے جواب محیط کی تیسری فصل اجارے کے بیان مین مذکور ہی کہ جب
ایک شخص کو مزدور ٹھہرایا کہ وہ فلان کام تمام دن کرے تو اوسکو لازم ہی کہ اوس کام کو
مدت مقررہ تک پورا کردے اور سوای فرض کے دوسری چیز مین مشغول نہو اور اہل
سمرقند کے فتاوی مین ہی کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے سنت کا ادا کرنا بھی جائز رکھا ہی
اور نفل کے نہ ادا کرنے پر اجماع ہی اور یہی مفتی بہ ہی اور [illegible] الروایات [illegible]
[illegible] رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اجرت والی کو [illegible] مین [illegible]
[illegible] مشغول ہو [illegible] نماز مین اوسکی مزدوری [illegible] اگر [illegible]
قریب ہو تو اوسکی مزدوری مین کچھ کمی نہ کرے [illegible]
جائز ہی جبکہ اپنی نماز مین [illegible]
[illegible] مختصر مین نہین لکھا [illegible] کتاب الصلوۃ [illegible]
مسئلہ جو کوئی ایسی مسجد مین داخل ہو کہ اذان اوسکے سامنے کہی گئی ہی اور [illegible] وقت
کی نماز کو بھی [illegible] نہین پڑہا ہی تو اوسکو قبل پڑہنے نماز کے مسجد سے نکل آنا مکروہ ہی لیکن
واسطے کسی حاجت کے نکلے تو اوسکو پھر واپس آنا چاہیئے اور اگر اوس نماز کو پڑہ لی تو نکلنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہی مگر جبکہ موذن اقامت شروع کردے اور بعد اقامت کے فجر اور عصر
اور مغرب مین واسطے نکلنے کے رخصت ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہی
کہ حالت غنودگی مین نماز پڑہنا مکروہ ہی اور اگر نماز پڑہ لی تو جائز ہے جبکہ ارکان نماز کے
پورے طور سے ادا کیے ہون کیونکہ انس رض سے مروی ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دخل المسجد فرای حبلا ممدودا بین ساریتین فقال ما ہذا الحبل قالوا لفلان اذا غلب علیہ

اسیطرح جہر بھی حالانکہ اسکی کراہت پہلے سے ثابت ہی بخلاف اسکے کہ طاق مین سجدہ کرے
اور مسجد مین کھڑا ہو اسواسطے کہ یہ دیکھنے کو مانع نہین ہی اسیطرح شرح طحاوی کبیر مین مذکور ہے
اور واسطے نماز کے کچھ قران مجید سے مقرر اور مخصوص کرلینا مکروہ ہی اسواسطے کہ اسمین خوف
ہی کہ اگرچہ مباح ہو تو بعد گذرنے ایک زمانے کے لوگ اسکو سنت یا واجب شمار کرینگے جیسا
اکثر جہال نے یہی گمان کیا ہی یہانتک کہ اگر امام سورۂ جمعہ کی قرأت کو جمعہ کی رات مین
چھوڑ دے اور جمعہ کے دن الم سجدہ پڑہے تو اسکو بھی مکروہ جان لیا ہی تو اہل علم اور
اور محتاط فی الدین نے ارادہ کیا کہ دین مین کوئی بات خارج دین کی نہ ملنے پاوے اور
جو شخص کہ بغیر تعدیل اور طمانیت کے نماز پڑہے وہ مستوجب احتساب ہی یعنی جو شخص کہ
ارکان کو پورے طور سے ادا نہ کرے اور نماز کو ساتھ اضطرار کے ادا کرے تو اوسکو
واسطے دوبارہ پڑہنے نماز کے حکم کرنا چاہیے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
اعرابی کو فرمایا کہ قم فصل فانک لم تصل یعنی تو کھڑا ہو اور نماز پڑہ اسواسطے کہ تو نے نماز
نہین پڑہی ہی اور اگر خوف ہو کہ وہ غصہ کریگا تو ساتھ نرمی کے اوس سے باتین کرے
یا کسی حیلہ سے کہے جیسا کہ کفایۂ شعبیہ کی مجلس آخر بیان مین نماز جنازہ کے شہیدون پر فقیہ
عبد اللہ خوارزمی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو مسجد مین دیکھا کہ ساتھ
سبکی کے نماز ادا کرتا ہی جبکہ وہ نماز سے فارغ ہوا اوسکو اپنے گھر لیگئے اور اوسکے واسطے
حلوا پکا کر طاق مین بہر لائے اور کہا کہ کیا تو بیمار رہے کہا کہ نہین ہی اونہون نے کہا کہ جب
تو نے ساتھ سبکی کے نماز ادا کی تو مجکو تیرے مریض ہونے کا گمان ہوا پس وہ شخص اوٹھا
اور توبہ کی اور نماز کی تخفیف اور سبکی سے باز آیا اور یہی اسی کتاب کی مجلس تراویح مین ہی
کہ ایک نماز کے ترک کرنے سے فاسق ہو جاتا ہی اور اوسکی شہادت مقبول نہین ہوتی ہی
اور سزاوار قاضی اور وصی اور مسلمانون کے امام ہونے کا نہین ہی اور وہ مستحق تعزیر کا ہی
اور مرتکب گناہ کبیرہ کا جیسا کہ زانی اور سارق اور ناحق مسلمان کا قاتل اور امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص تین روز نماز کو ترک کرے وہ سزاوار تعزیر ہے
کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ بادشاہ پر واجب ہی کہ واسطے سکھانے

چارہ نہین دیا ہو اوسنے کہا کہ نہین پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ
کے سامنے تجھسے جھگڑا کریگا تیسرے یہ کہ تفسیر اور مزیہ مین مذکور ہی کہ زندہ جون کو
پھینکنا سچاہیے کیونکہ اسمین ترک مروت ہی چوتھے یہ کہ چیونٹی کو جلانا سچاہیے اگرچہ وہ
کاٹتی ہو کیونکہ مروی ہی کہ نبیا من الانبیا علیہم السلام قرصتہ نملۃ فاحرق بیتہا فاوحی الیہ ان عضتک نملۃ
واحدۃ فلم احرقت امۃ کانت تذکر اللہ تعالی یعنی کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹا اونہون نے
اوسکے گھر کو جلا دیا اللہ تعالی نے اونکے پاس وحی بھیجی کہ تمکو ایک چیونٹی نے کاٹا اور تمنے ایک
گروہ کے گروہ کو کیون جلا دیا حالانکہ وہ سب ہی اپنے معبود کو یاد کرتی تہین پانچوین یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی کہ اضربوہا علی النفار ولا تضربوہا علی العثار یعنی تم
بھاگنے والے اور سرکش گھوڑے کو مارا کرو اور گر جانے یا ٹھوکر کھانے پر اوسکو نہ مارو اور وجہ
اسمین یہ ہی کہ اول یعنی بھاگنا اور سرکشی کرنا بدخلقی سے ہے اور اوسکے واسطے مارنے کے حکم ہوا
تا نیک عادت اختیار کرے دوسرے گرنا اور خوب نہ چلنا ضعف اور ناتوانی سے ہی تو اسکو
مارنا اور ضرر پہونچانا نفع نہ کریگا بلکہ زیادتی ضعف اور ناتوانی کی اس سے ہوگی آٹھویں دوسری
چار باتین وہ ہین جو سورۂ مائدہ مین مذکور ہین ایک یہ کہ بحیرہ نہ بناوے دوسرے یہ کہ
سائبہ نہ بناوے تیسرے یہ کہ وصیلہ نہ بناوے اور حام نہ بناوے یہ سب ہین وہ یہ آیت ہی کہ
ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام پس اس آیت نے اسپر دلالت کی کہ اوس
چیز کا حرام کرنا جسکو اللہ تعالی نے حلال کیا ہی نہین جائز ہی اور اس بنا پر جسنے چڑیا اوڑائی
اگر اوسنے اوسکو رہا کرنے کی نیت کی ہی تو ثواب پائیگا اور اگر نفع کے حرام کرنے کی نیت
کی ہی تو گنہگار ہوگا اور مشرلیع یہ ہی کہ اوڑانے مین اوسکی خلاصی اور آرام کی نیت کرے
اور واسطے مباح کرنے اوس شخص کے کہ اوسکو پکڑے کہدے کہ جو شخص اسکو پکڑے
اوسکو پکڑنا مباح ہی تاکہ وہ گنہگار نہو کیونکہ ملک اوسکی نہین جاتی ہی پس دوسرے کو نفع
لینا پہلے کی ملک سے مباح نہین ہوا اور جب مباح کیا تو خریدنا چڑیون کا صیاد اور شکاریون سے
جائز ہوا اور اوسکا چھوڑنا جبکہ اوسنے کہدیا کہ جو اسکو پکڑے اوسکی ہے اور اگر پکڑنیوالے
نے جانا کہ اوسنے چھوڑ دیا ہی تو اسکا حکم حکم لقطہ اور گمشدہ چیز کے پانے کا ہی جیسا کہ گذر چکا ہی

اور ذبائح الملتقط مین ہی کہ حاملہ بکری کا ذبح کرنا مکروہ ہی جبکہ وہ قریب جننے کے ہو اور ابوالقاسم رحمہ اللہ نے کہا کہ کتا پالنا نچاہیے مگر واسطے شکار یا حفاظت زراعت کے یا ماشیہ کے بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من اقتنی کلبا الا کلب صید او زرع او ماشیۃ نقص عن اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کتا پالے گا اوسکی نیکی سے دس قیراط روز کم کیا جاوے گا مگر کتا شکاری یا محافظ کھیت یا ماشیہ اور کالا کتا سب کتون سے بدتر ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلہا ولکن اقتلوا منہا کل اسود بہیم فانہ شیطان یعنی کتے اگر ایک امت نہوتے تو البتہ مین حکم کرتا اوسکی قتل کا لیکن تم اونمین سے ہر سیاہ کالے کتے کو قتل کرو کیونکہ وہ شیطان ہی اور وجہ اسمین یہ ہی کہ کالا کتا سب کتون سے بدتر اور کاٹنے والا ہی اور یہ اکثر دیوانے ہوتے ہین اور جسوقت کہ غصہ ہوتا ہی سب پر غالب آتا ہی اور باوجود اسکے اس مین کم نفع ہی نگاہبانی اور شکار کے کام مین اور اسکا شیطان ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ کالا کتا خبیث ہوتا ہی یہ سب تفسیر ام المعانی مین قولہ تعالی مکلبین کی تفسیر مین مذکور ہی **مسئلہ** جب ایک گدہے پر دو آدمی سوار ہون تو اونپر احتساب کیا جاوے یا نہین **جواب** اگر گدہے مین اسقدر بار کی طاقت ہو تو منع کرنا نچاہیے کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ انہ رکب علی حمار علی اکاف علیہ قطیفۃ وارادف اسامۃ وراءہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدہی پر سوار ہوئے اور پیچھے بٹھایا اور ردیف کیا اسامہ رضی اللہ عنہ کو واللہ اعلم

اٹھاونواں باب کاہن اور نجوم وغیرہ کے احتساب مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من استقسم او تکہن او تطیر طیرۃ یردہ عن سفرہ لم ینظر الی الدرجات العلی یعنی جو شخص کہ استقسام یا کہانت کرے یا ایسی بدفالی کرے کہ اوسکو سفر سے باز رکھے تو وہ درجہ علیا کو نہ دیکھے گا اور مراد استقسام سے یہ ہے کہ جسکی نہی قولہ تعالی وان تستقسموا بالازلام یعنی تمپر استقسام حرام ہو میں وارد ہوئی ہی اور معنی استقسام کے طلب قسم اور حظ اور نصیب کے ہین اور وہ چیز جو تمہارے لئے اندازہ اور افعال سے ساتھ ازلام کے مقدر ہو چکی ہے اور ازلام وہ تیر ہی کہ جس سے وقت

ارادہ سیر اور سفر اور تجارت اور تقسیم کرنے گوشت شتر کے حیلہ کرتے تھے اور ابو جعفر رازی سے
مروی ہے کہ استقسام بالازلام سے مطلب یہ ہے کہ اوس سے تقسیم روزی اور حاجت کی کرتے
تھے اور مبرد نے کہا ہے کہ استقسام بالازلام بالخصوص قسم سے ہے جو بیان ہوا سو اسطے کہ وہ لوگ ساتھ
تیرون کے التزام کیا کرتے تھے اون چیز کو جو ساتھ ہین اور قسم کے کرتے تھے اور حسن بصری نے
کہا ہے کہ وہ تیر تھا کہ اوس پر لکھا تھا امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی اور تیسرے پر
کچھ نہین پس جو کوئی ارادہ سفر یا کسی کام کا کرتا تھا وہ ساتھ اوسکے قرعہ ڈالتا تھا پس اگر
قرعہ مین پہلے تیر آئے تو اوس کام کو ضرور کرتے تھے اور اگر اوسوقت جانا مکروہ
جانتے تھے تو کچھ دور جا کر پھر آتے تھے اور اپنے گھر مین دروازے سے نہین جاتے تھے
بلکہ اپنے گھر کے دوسرے جانب سے دروازہ کھود کر گھر مین آتے تھے اور اوس سے آمد و رفت
کرتے تھے یہانتک کہ جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور اگر دوسرا تیر نکلتا تھا تو اوس کام یا
سفر کو ترک کرتے تھے اور اگر تیسرا تیر نکلتا تھا تو پھر دوبارہ قرعہ ڈالتے تھے تاکہ ان دونون
تیرون مین سے کوئی تیر نکل آوے اور یہ کام ایام جاہلیت مین کرتے تھے پس اسکی ممانعت
ہو گئی جیسا کہ عمل نجوم اور کہانت اور قیافہ وغیرہ جو دلیل عقلی یا شرعی سے ثابت نہین ہوا
اور کلبی نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ ازلام وہ تیر ہے کہ جسپر افعل اور لا تفعل لکھا کرتے
تھے اور بموجب نکلنے تیر کے عمل کیا کرتے تھے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ ذلکم فسق یعنی استقسام
بالازلام ضلالت اور معصیت اور گناہ ہے اور اسکا حلال جاننے والا کافر ہے اور اصل
قرعہ کی حقوق مین دو قسمین ہین ایک وہ کہ واسطے خوش کرنے نفسون کے ہے جیسا کہ
قرعہ تقسیم بی بیون کا اور پیش کرنے اہل خصومت کے طرف قاضی کے اور ساتھ لیجانے بیبیون کے
سفر مین اور یہ جائز ہے کیونکہ اسمین نفی گمان کی اور تہمت کا رد کرنا ہے اور اسمین کسی کے
حق کا باطل کرنا اور منتقل کرنا نہین ہے دوسرے وہ کہ اصحاب شافعی رحمہ اللہ نے غلامون کے
حق مین دعوی کیا ہے کہ جبکہ کوئی مولی اور مریض مالک آزاد کرے اور اوسکا مال سوای
غلامون کے دوسرا نہین ہو تو حنفی کے نزدیک یہ قرعہ نہین ہے بلکہ یہ از قسم جوا ہے
کیونکہ اسمین حق کا نقل کرنا ہے ایک شخص سے طرف دوسرے شخص کے اور ایک قوم کا

محروم کرتا ہے اور زاہدی مین مذکور ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلے اور پھر
پھر آئے تو اوسکو کوئی چیز نہین لوٹاتی ہے مگر بد فالی مین گویا کہ وہ مشرک اور نافرمان ہو کر لوٹتا
ہے اور تجنیس اور مزیدہ مین لکھا ہے کہ علم نجوم کا سیکھنا حرام ہے مگر اسقدر سیکھنا کہ قبلہ اور زوال سایہ
پہچان سکے اور محیط مین مذکور ہے کہ جانور کے بولنے سے جو شخص کہے کہ فلان بیمار مرجائیگا
کافر ہوگا نزدیک بعض مشائخ رحمہ کے اور اگر وقت نکلنے سفر کے عقعق بولنے سے لوٹ آیا
تو نزدیک بعض مشائخ کے کافر ہوگا فضیل رحمہ اللہ حدیث خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی
من اتی کاہنا وصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد سے سوال کیے گئے یعنی جو کوئی کہ کاہن
کے پاس جاوے اور اوسکے کہنے کو تصدیق کرے پس اوسنے انکار کیا اوس چیز سے
جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری گئی ہے پس انہون نے جواب دیا کہ کاہن یعنی
ساحر کے ہین تو پھر انسے کہا گیا کہ مرد اور عورت کہتے ہین کہ ہم چوری کی چیزون کو جانتے
ہین آیا یہ بھی خبر مین داخل ہے یا نہین کہا کہ ہان پھر انسے کہا گیا کہ اگر وہ شخص کہے کہ مین
جنون کی خبر دینے سے خبر دیتا ہون تو کہا کہ وہ ساحر اور کاہن ہے اور اوسکا تصدیق
کرنے والا کافر ہے کیونکہ اسکی خبر غیب پر واقع ہے اور غیب کی خبر سوای خدا کے
کوئی نہین جانتا ہے کیا تو نے قول اللہ تعالی کا نہین دیکھا فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا
یعلمون الغیب پس اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب کو انسان اور اجنات نہین جانتے
ہین لیکن فال لینا پس اسمین کچھ ممانعت نہین ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی چادر کو استسقا مین تحویل کیا ہے اور ہدایہ مین مذکور ہے کہ چادر کا بدلنا واسطے
فال لینے کے تہا یعنی میرے حال کو بدل دے جیسا کہ ہمنے اپنی چادر کو بدلدیا اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قلت یا رسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط
رداءک فبسطتہ فغرف بیدہ ثم قال ضم فضممتہ فما نسیت شیئا بعدہ یعنی مین نے عرض کی اے
رسول اللہ آپسے بہت حدیثین سنتا ہون اور بھول جاتا ہون آپنے فرمایا کہ تم اپنی چادر
بچھاؤ پس مین نے اپنی چادر بچھادی آپنے لپ بھر بھر کر اوسمین ڈالا کہ اسکو جمع کر لو اور
ملالو مین نے اوسکو آپ کے کہنے سے جمع کر لیا اور ملالیا پھر ہم بعد اوسکے کچھ نہ بھولے

کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکی عمل کو کہ یہ بچھانا اور لپ بہر کر ڈالنا اور جمع کرنا اور سمیٹنا نہین ہی مگر نیک فالی ورنہ علم ایسی چیز نہین ہی کہ چادر پر ڈالا جاوے یا اسسے لپ بہرنا ممکن ہو یا اوسکا جمع کرنا اور سمیٹنا مگر اوس سے فال لینا حاصل ہی جیسا کہ مین نے اپنی چادر بچھائی اس امید پر کہ اوسمین کوئی چیز ڈالی جاوے اور اسیطرحسے ہمنے خیال رکھا تھا کہ شاید اوسے کچھ باتین سنائی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے طورسے لپ بہرے کہ جیسے بہت چیز رزق سے عطا کیجاتی ہی اور لپ بہری جاتی ہین پس اسیطرحسے مین نے اوسکو بہت چیزین علم سے عطا کین اور جسطرحسے کہ واسطے سمیٹنے اور جمع کرنے چادر کے حکم ہوتا ہی جبکہ جواہر اور موتی پڑین اوسیطرحسے انکو واسطے سمیٹنے کے حکم کیا اور اونہون نے اوسکو ایسے طورسے سمیٹ لیا کہ جیسے لوگ گرنے والی چیز کو چادر مین جمع کر لیتے ہین **مسئلہ** ساتھ کلمہ نیک کے فال لینا جائز ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا لا عدوی ولا طیرۃ ویعجبنی الفال قیل ما الفال یا رسول اللہ قال الکلمۃ الصالحۃ یسمعہا احدکم من اخیہ یعنی عدوی اور طیرہ نہین ہے یعنی مرض کا اوڑکر لگنا اور بد فالی اور شگون لینا اور مجکو فال بہلی معلوم ہوتی ہے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فال کیا ہی کہا کہ نیک کلمہ ہے کہ جو اوسکو اپنے بہائی کے منہ سے سنے

اونسٹھہ باب باورچیون کے احتساب مین ۵۹

اسکی چند قسمین ہین ایک یہ کہ اوسکو جانوران ماکول اللحم کے اوس اعضا کے پکانے سے منع کرے جسکا کہانا مکروہ ہی اور ایسا اوس جانور کے پکانے سے جو قطعی حرام ہے اور جو چیز کہ حرام ہی وہ خون اور جنین[1] ہی لیکن غیر جنین پس اسمین اختلاف ہی اور نظم مین مشہور ہے اور جو چیز کہ مکروہ ہی وہ یہ ہین غدہ پاخانہ اور پیشاب کا مقام مادہ کا ہو یا نر کا اور دونون انثیین اور پتہ اور مثانہ لیکن خون پس یہ حرام ہی بسبب قولہ تعالی حرمت علیکم المیتۃ والدم اور ماسوا اسکے خبائث سے ہین دوسرے یہ کہ بگڑے اور سڑے اور بودار کہانے کے بیچنے سے منع کیا جاوے اور یہی وجہ ہی کہ جانور غلاظت اور پلیدی کے کہانے والے کا کہانا منع ہی کیونکہ اوسمین بدبو پائی جاتی ہی اور حالت

[1] جنین اوسکو کہتے ہین کہ جسکا وجود رحم مین ہو اور بسطور ... ۱۲ ...

قیام نماز فرض مین خرید اور فروخت سے منع کیے جاوین اور قوۃ القلوب اور اخبار سلف مین مذکور ہی کہ یہ لوگ اول روز کو واسطے آخرت کے اور آخر روز کو واسطے دنیا کے ٹھہرانے تھے اور کہا گیا ہی کہ پہلی ہریسہ اور سریکا بیچنا بازارون مین نہ تھا مگر واسطے لڑکے اور ذمی کے کیونکہ ہریسہ اور سر کے بیچنے والے طلوع آفتاب تک مسجد و نمین رہتے تھے اور تمام مکروہات کے کرنے سے منع کیے جائین اور اوسیر واسطے لطافت اور طہارت کے تمام ماکولات مین احتساب کیا جاوے فتاوی مین ہی کہ ایام عرس مشائخ رحمہم اللہ مین اجناس کے بیچنے مین حلوائی اور نان بائی اور دوکاندار کو نفع ہے پس وہ لوگ اس سے باز نہ رکھے جاوین واللہ اعلم۔

ساٹھوان باب کلمات کفر مین

اسمین چند فصلین ہین **فصل اول** بیان مین کلمات کفر کے بلا تفصیل اور اصل اسمین یہ ہی کہ جبکہ اللہ تعالی کا کوئی ایسا وصف کیا کہ جو اوسکے لائق اور سزاوار نہین ہی جیسے ظلم اور سونا اور ضلالت اور بھولنا اور مزہ وغیرہ یا اوسکے کسی نامون کے ساتھ یا اوسکے کسی امر کے ساتھ تمسخر کرے یا اوسکے وعدہ اور وعید سے انکار کرے تو کافر ہوگا یا کہا کہ فلان کو خدا نے پیدا کیا اور اپنے سامنے سے نکالدیا یا کہا کہ اوسکا خدا آسمان پر ہے اور فلانکا زمین پر ہی یا کہا کہ ہم اللہ کو جنت مین دیکھینگے اور گمان کیا کہ اللہ تعالی جنت ہی مین ہی اور اسمین حق یہ ہی کہ کہے کہ ہم اللہ کو دیکھینگے جنت سی یا کہا کہ ع نہ تو در ہیچ مکانی نہ مکانے ز تو خالی ہا یا کہا کہ خدا تجھپر ستم کرے جیسا کہ تو نے مجھپر ظلم کیا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی قیامت کے دن ساتھ حق کے انصاف کرے گا تو مین تجھسے بدلہ لونگا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی قیامت مین ساتھ حق کے قاضی ہوگا تو مین تجھکو ساتھ حق اپنے کے پکڑونگا یا کہا کہ اللہ تعالی واسطے انصاف کے بیٹھے گا یا کھڑا ہوگا یا کہا کہ خدا تعالی واسطے انصاف کے کھڑا ہی یا کہا کہ خدا تعالی واسطے انصاف کے بیٹھا ہے یا کسی نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو فلان کام کریگا اوسنے کہا کہ مین بے انشاء اللہ کے کرونگا یا کوئی شخص مرگیا اور دوسرے نے کہا کہ خدا تعالی کو آدمی کی ضرورت تھی یا کسی ایسے شخص کو کہا کہ وہ کبھی بیمار نہین ہوتا ہو کہ یہ

اونمین سے ہی کہ اسکو اللہ تعالی بھول گیا ہی یا بھول جاویگا یا اپنی بی بی سے کہا کہ تو اللہ سے زیادہ محبوب ہی یا کہا کہ مجکو خدا کا حق نہ چاہیے پس اوسنے کہا کہ نہین یا ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نماز کو مت چھوڑ کیونکہ اللہ تعالی اسکے بدلہ مین مواخذہ اور عقاب کرے گا تو اوسنے کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھپر عقاب کریگا باوجود اس بیماری اور سختی اور کثرت اہل و عیال کے اشتغال کے تو اوسنے مجھپر ظلم کیا یا کہا کہ جب تعالی اللہ سے زبان درازی مین برہنہ آیا تو مین اوس سے کسطور سے برآؤنگا یا کہا کہ مین نے ساتھہ اللہ کے سر بسر کیا ہی یا مظلوم نے کہا کہ یہ ساتھہ تقدیر اللہ تعالی کے ہوا ہے پس ظالم نے کہا کہ یہ بغیر تقدیر اللہ تعالے کے مین کرتا ہون یا دعوی کیا کہ مین خدای تعالی کے بھید کو جانتا ہون یا دعوی کیا کہ مین غیب جانتا ہون یا کسی شخص نے بغیر گواہون کے نکاح کرلیا اور کہا کہ مین نے خدا اور اوسکے رسول کو گواہ کیا یا کہا کہ خدا اور اوسکے فرشتون کو گواہ کیا ہی اور اسنے اعتقاد کرلیا کہ رسول اور فرشتے غیب جانتے ہین بلکہ اوسکو چاہیے کہ اسطرح سے کہے کہ کراما کاتبین کو گواہ کیا اسواسطے کہ یہ دونون جانتے ہین اور وہ اس سے غائب نہین ہوسکتے ہین یا کہا کہ مین ہوئے اور نہوئے کو جانتا ہون یا بعضے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا اقرار نہ کیا یا کسی نبی کی عیب جوئی کی یا ساتھہ کسی سنت کے راضی نہوا یا کہا کہ اگر فلان رسول اللہ ہوتا تو مین اوسپر ایمان نہ لاتا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی مجکو ایسا امر کرتا تو مین نہ کرتا یا کہا کہ جو کچھ نبیون نے کہا ہی اگر حق ہی تو نجات پائی یا کہا کہ مین رسول اللہ تعالی کا ہون یا فارسی مین کہا کہ من پیغامبرم اور اس سے اپنے دل مین مراد لیا کہ من پیغام میبرم یا کہا کہ مین نہین جانتا کہ نبی صاحب انسان تھے یا جنات یا کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن تھے یا کسی نے اپنی بی بی سے کہا کہ میرے پاس چاندی نہین ہی پس اوسنے کہا کہ مین تصدیق نہین کرتی پھر مردنے کہا کہ اگر انبیا اور ملائکہ گواہی دین تو بھی تو نہ تصدیق کرے گی اوسنے کہا کہ ہان تب بھی تصدیق نہ کرونگی یا بعد کہنے کسی شخص کے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے کسی نے کہا کہ پس ہم لوگ جولاہے کے بچے ہین اسواسطے کہ یہ کہنا آدم علیہ السلام کی استخفاف اور سبکی ہی یا بعد کہنے کسی شخص کے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونگلیان چاٹتے تھے کہا کہ یہ بے ادبی ہی یا کہا کہ یہ نیچی مونچھ کس کام
آیگی کیونکہ اس کہنے مین سنت کی خفت اور سبکی ہی یا کہا کہ اگر قبلہ اسطرف ہوتا تو مین
نماز نہ پڑہتا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھے جنت عطا کرے تو مین بغیر تیرے اوسی نہین
چاہتا یا اوسمین بغیر تیرے نہین جاتا یا کہا کہ اگر مجکو ساتھہ فلان کے جنت مین جانیکا
حکم ہو تو مین ہرگز نہ جاؤن یا کہا کہ اگر اللہ تعالی جنت عطا کرے تو مین اوسکو پسند کرون
اور نہ اوسکو دیکھنا چاہون یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کیا یا ساتھہ کسی آیت کے
تمسخر کیا یا قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا حقیقت مین اعتقاد کیا یا دف اور سرنائی بجا کر
قرآن پڑہا یا کہا کہ تو قل ہو اللہ کے چھلکے کو لیگیا یا کہا کہ تو نی الم نشرح کے گریبان کو پکڑ لیا
یا کسی کو کہا کہ ای زیادہ کوتاہ انا اعطیناک سے یا کسی دوسرے کو کہا کہ تو نے الم نشرح
کی پگڑی باندہ لی یا کہا کہ مجہپر نماز واجب نہین ہی جبکہ وہ بالغ اور عاقل ہو یا بطور انکار
کے کہا کہ مین وتر نہین پڑہتا یا کسی نے کسی کو کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ جو شخص نماز
پڑہتے قرطبان او بیغیرت ہی اور وہ اپنے اوپر ایک کام دراز کرتا ہی یا کہا کہ بہت دن
ہوے کہ مین نے بیکاری نہین کی ہی یا کہا کہ کون اس کام کو بسر کر سکتا ہی یا کہا کہ عقلمند
بہی اس کام کو انجام نہین کر سکتا ہے یا کہا کہ لوگ ہمارے واسطے کرتے ہین یا کہا کہ
صبر کر جب ماہ رمضان آئے گا سب نمازین پڑہ لونگا یا کہا کہ مین نماز پڑہتا ہون کچہ
مجکو نہین ملتا ہی یا کہا کہ تو نے نمازین پڑہین کیا پایا یا کہا کہ کسکی نماز پڑہون میرے
مان باپ مر گئے ہین یا زندہ ہین یا کہا کہ نماز پڑہنے والے اور نہ پڑہنے والے سب برابر
ہین یا کہا کہ کب تک نماز پڑہون یا کہا کہ نماز کچہ نہین ہی یا کہا کہ بے نمازی ہونا خوب
کام ہی یا کسی نے کہا کہ نماز پڑہ تا تجکو مزا بندگی کا ملے اوسنے کہا کہ تو مت پڑہ تا مزا
بے نمازی کا پاوے یا کسی غلام سے کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ مین نہین پڑہتا
پس اسکا ثواب اوسکے مولے کو ہی یا کسی سے کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ اللہ نے
میرے مال کو کم کر دیا ہی مین بہی اوسکے حق کو کم کر دیا یا اوس شخص نے کہا کہ جو نماز پڑہتا
تہا رمضان مین نہ غیر مین کہ یہ خود بہت ہی یا کہا کہ زیادتی آتی ہے کیونکہ ہر نماز ماہ

رمضان کی ستر نماز کے برابر ہے کافر ہو گا یا وقت داخل ہونے ماہ رمضان کے کہا
کہ یہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ بھاری مہمان آیا یا کہا کہ مین اسمین سے کتنے روزے رکھون
یا دو آدمیون مین جھگڑا ہوا ایک نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ دوسرے نے
کہا کہ لاحول کی ضرورت نہین ہی یا کہا کہ مین لاحول کو کیا کرون یا کہا کہ لاحول کو
پیالے مین توڑنا چاہیے یا کسی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے سُنا اوسنے کہا کہ سبحان اللہ
کا پوست اوتارلے یا حرام کا کھانا کھایا یا وقت کھانے کے بسم اللہ کو ساتھہ خفت
اور سبکی کے کہا یا شراب کا پیالہ لیتے وقت بسم اللہ کہا یا وقت زنا اور چوری
کے یا وقت سننے اذان کے کہا کہ ای موذن تو جھوٹا ہی یا جنت اور دوزخ کا
یا میزان اور حساب اور نامہ اعمال بندون کا انکار کیا یا کسی نے کہا کہ میرے
اوس شی کو جو تجھپر چاہیے ادا کر ورنہ ہم تجکو دن قیامت مین پکڑین گے اوسنے
کہا کہ تو مجکو دس دوسرے اور دے تا دن قیامت مین تجکو بیس واپس کرون یا
کسی ظالم سے کہا گیا کہ تو قیامت تک ٹھہر جا اوسنے کہا مجکو حشر سے کیا کام اگرچہ اسکی
اعتقاد مین قیامت کا ہونا برحق ہو کیونکہ اسمین سبکی قیامت کی ہی یا کہا کہ مین قیامت
سے نہین ڈرتا یا کہا کہ فلان دن قیامت مین فلان کا بیٹا ہی یا کسی سے کہا کہ تو دنیا کو
چھوڑ دے اوسنے کہا کہ مین نقد کو ساتھہ ادہار کے نہین چھوڑتا یا کسی نے فقیر پر بامید
ثواب کے کچہ مال حرام سے خیرات کی یا فقیر نے اسبات پر اوسکو دعا دی اور آمین کہا
دینے والے نے یا کسی سے کہا گیا کہ تو حلال طلب کرکے کھا اوسنے کہا کہ مجکو حرام زیادہ
محبوب ہی یا کہا کہ دنیا مین کسی حلال کھانے والے کو لاؤ مین اوسکو سجدہ کرون یا کہا
حرام کھانا خوب کام ہی یا کسی سے کہا گیا کہ تو حلال کھا اوسنے کہا مجکو حرام چاہیے
یا کہا کہ شراب حلال ہی یا کہا کہ حرمت شراب کی نص سے ثابت نہین ہی یا کہا کہ
یہ علم جو سیکھتے ہین داستان اور افسانہ یعنی قصہ ہی یا کہا کہ یہ سب ہوا ہی یا کہا کہ تزویر
اور فریب ہی یا کہا کہ مین علم حیل کا منکر ہون یا بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو کنشت
اور بتخانہ سے آیا ہی حالانکہ وہ مجلس علم سے آیا تھا یا کسی سے کہا گیا تو میرے ساتھہ مجلس

علم مین چل اوسنے کہا کہ جو کچھ وہ لوگ کہینگے کون عمل مین لائیگا یا کہا کہ مجکو مجلس علم سے کیا کام یا کہا کہ علم کو گوشت کا پیالہ کرنا چاہیے یا کہا کہ علم کیا ہوگا درم چاہیے یا کہا کہ فساد کرنا علم سے بہتر ہے یا بی بی نے کہا کہ شوہر عقلمند پر لعنت ہو یا عالم کو کہا کہ گدہے نے ذکر کیا ہی اور اوس سے علم دین مراد لیا یا ایک شخص اونچی جگہ پر بیٹھا اور اوسنے واعظین کی مشابہت کی اور ساتھ اوسکے ایک جماعت تھی کہ مسائل دینیہ پوچھتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور اوسکو مارتے تھے اور اسیطرح سے وہ مکان بلند پر نہ بیٹھا لیکن واعظین کا استہزا اور نقل کی اور اوسپر ہنسے اور اسیطرح سے اگر انہون نے ساتھ معلمین اور مدرسین کے تشبیہ کی اور ہاتھ مین لکڑی اوٹھا کر لڑکون کو ڈرا کر بٹھایا اور معلمین کی نقل کی اور لوگ اوس سے ہنسے اور فتوی کو زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ کیا یہ شرع ہی حالانکہ اوسپر مدعی نے فتوی جواب ائمہ کا پیش کیا تہا اور ایک شخص نے عالم سے مسئلہ طلاق کا دریافت کیا اوسنے کہا کہ طلاق ہوگئی پوچھنے والے نے کہا کہ مین طلاق ملاق کیا جانون بچون کی مان کو چاہیے کہ گھر مین ہو یا کہا کہ گوشت کا پیالہ علم سے بہتر ہے یا کسی سے کہا گیا کہ تم شریعت مین آو اوسنے جواب دیا کہ پیادہ لاو کہ مین جاؤن بغیر کے مین نہین جاتا کیونکہ یہ اہانت اور ہنسی شرع کی ہے یا کہا کہ میرے ساتھ شریعت اور حیلہ کچھ فائدہ نہین کریگا یا کہا کہ مجکو بتخانہ کافی ہی شریعت کیا کرون یا کہا کہ وہ مرگیا اور جان تیرے سپرد کر گیا کیونکہ یہ نسخ ہی یا کسی بیمار نے کہا کہ چاہے مجکو مسلمان مار یا کافر مار یا کہا کہ تو نے میرا بیٹا اور میرا مال اور فلان فلان چیز کو لیلیا اب تو کیا کریگا اور کیا باقی ہی کہ جسکو تو نے نہین کیا اور اگر بیمار دعوی کرے کہ یہ میری زبان پر سہواً جاری ہوا تہا تو اوسکا کہنا تصدیق نہ کیا جاوے یا عورت کہے کافرہ اور یہودیہ اور مجوسیہ کہا اور اوسنے کہا کہ اگر مین ایسی ہون تو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر مین ایسی ہون تو مجکو تیرے ساتھ رہنا نہ چاہیے یا کہا کہ اگر مین ایسی نہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا کہا کہ تو مجکو نہ رکھ یا عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مانند مغ کے صحبت اگندہ ہوا ہی تو اوسنے کہا کہ تو اتنی مدت تک مغ کے ساتھ کیون رہی یا کسی نے کسی کو کافر یہودی مجوسی کہا اوسنے اوسکے جواب مین

لبیک کہا یا کہا کہ تو ایسا ہی جان یا کہا کہ ہم اسقدر رنجیدہ ہوئے کہ اسیوقت کافر ہوجاوین
یا کہا کہ مین ملحد ہون پس اگر کہے کہ مین اسکو کفر نہین جانتا تھا تو معذور نہین ہوگا یا حسبیت
کوئی شخص کسی کو واسطے سننے وعظ اور نصیحت کے بلائے اور وہ کہے کہ مجکو کافر یا فاسق
جان یا کسی سے کہا گیا کہ تو توبہ کر اور اوسنے بت پرستون کی ٹوپی سر پر رکھلی یا بی بی نے
شوہر سے کہا کہ کافر ہونا بہتر ہے تیرے ساتھ ہونے سے یا کہا کہ تو نے مجھپر ظلم کیا
یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے ایسا ایسا نہ خریدا تو کافر ہے یا کسی نصرانیہ خوبصورت کو
دیکھا اور آرزو کی کہ مین اگر نصرانی ہوجاؤن تو اوس سے نکاح کرلون یا مجوس کی ٹوپی
اپنے سر پر رکھلی ضرورت سے جیسا کہ سردی وغیرہ کا دفع کرنا یا یہ کہ گای بغیر اسکے دودھ
دوہنے نہین دیتی تہی یا کمر پر زنار رکھلی یا مسلمان زنار باندہ کر واسطے تجارت کی دار الحرب
گیا یا کوئی شخص نصرانی کے کوچہ مین گیا اور اون لوگون کو شراب پیتے اور گاتے ہوئے
دیکھکر کہا کہ یہ لوگ گویا کہ عشرت کی رسی کمر مین باندھے ہین انکے ساتھ ہوکر دنیا کو خوش
گذرانا چاہیے یا کہا کہ مجوس ہونے سے نصرانی ہونا بہتر ہے یا کسی نے اوس کافر سے
کہا جو کہ مسلمان ہوچکا تہا کہ تجھے اپنے دین سے کیا برا معلوم ہوا تہا یا بادشاہ وغیرہ کو
خدا کہا یا کہا کہ ای بڑے خدا یا اپنے یارون سے وقت فساد کے کہا کہ آؤ خوش گذران
کرین یا کہا کہ اوسے خوشی نہو جیو جو میرے خوشی پر خوش نہو یا کسی نے فساد مین مشغول
ہونے وقت کہا کہ مین مسلمانی ظاہر کرتا ہون یا مسلمانی ظاہر ہوئی یا کہا کہ جب شراب
گریگی تو جبرئیل علیہ السلام اسکو اپنے پرون پر اوٹھائینگے یا کہا کہ جو شخص مست نہین ہو
مسلمان نہین ہی یا فاسق سے کہا کہ تو ہر روز اللہ تعالی اور اوسکی مخلوق کو ایذا دیتا ہی
اوسنے کہا کہ خوب کرتا ہون یا گناہ کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ اور مذہب ہی یا گناہ صغیرہ
کا مرتکب ہوا اور اوس سے کہا گیا کہ توبہ کر اوسنے کہا کہ مین نے کیا کیا ہی کہ توبہ کرون
یا فاسق نے جماعت صالحین سے شراب کی مجلس مین کہا کہ ای کافرو آؤ اور مسلمانی دیکھو
یا کسی شخص سے کہا گیا کہ مجکو حق پر یاری اور مدد دے اوسنے کہا کہ حق پر ہر شخص مدد دیتا
ہی مین ناحق پر مدد دونگا یا کسی عورت نے کہا کہ مین خدا کو اور علم کو کیا جانون مین نے

اپنے آپکو دوزخ مین رکھا ہی یا کسیکو آدمی نے مارا اوسنے کہا کہ تو مجھکو مت مار آخر مین بہی تو
مسلمان ہون تو مارنے والے نے کہا تجہپر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہی یا کہا کہ فلان مجھسے
زیادہ کافر ہے یا کہا کہ فلان جو کچہ کہیگا مین کرونگا اگرچہ کفر کی بات کہے یا کہا کہ مسلمانی سے مین
بیزار ہون یا کہا کہ دوزخ کے کنارہ تک جاؤنگا اندر نجاؤنگا یا اپنے ایمان مین شک کیا یا کہا کہ
مین ایمان کی حقیقت نہین جانتا ہون یا کسی سے کہا گیا کہ تو اپنے دین کو بیان کر اوسنے کہا
کہ مین نہین جانتا پس ان سب مسائل مین ویسے کافر ہونے کے اختلاف نہین ہی اور
ان سب کلمات کفر کو محیط اور ذخیرہ نے تفصیل کیساتھ لکھا ہی انمین کچہ اختلاف نہین ہی لیکن
جسمین کہ اختلاف ہی اوسکو ترک کیا گیا کہ جب اوسمین اختلاف ہی تو مفتی کو عدم تکفیر کے
طرف میل کرنا واجب ہی اور مختصر صفت ایمان مین یہ ہی کہ سکے واسطے جن امور کے
اللہ تعالی نے مکلف کیا ہی ہم نے قبول کیا اور جسقدر نبی کی اوسنے بارآیا ہی سب دل مین تصدیق
کیا اور زبان سے اقرار کیا تو اوسکا ایمان صحیح ہوا اور وہ مومنون مین شمار کیا جاویگا
یہ سب ذخیرہ کے کلمات کفر سے منقول ہی واللہ اعلم

آٹھوان باب کفر کی بات بولنے والے کے احتساب مین

ان مسائل مین دو قسمین ہین ایک یہ کہ مفتی کے ساتھ متعلق ہی دوسری یہ کہ محتسب کے ساتھ
متعلق لیکن دوسرا پس وہ ہر ایک بات ہی جس سے موجب کفر کا ہر طرح سے ہوتا ہی یا بعض
وجہ سے ہوتا ہی اور بعض وجہ سے نہین یا ہرگز موجب کفر کا ہو ہی نہین سکتا ہی لیکن وہ
خطا وار ہے تو اسن سب مین محتسب کو بقدر جرم اور خطا کے منع کرنا چاہیے اور تقدیر خطا
کی محتسب کی رای پر ہے جبکہ وہ صاحب رای ہو ورنہ طرف اہل علم کے رجوع کرنا چاہیے
لیکن دوسرا پس جبکہ مسئلہ مین موجب کفر کے چند وجوہ ہون اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو
مفتی کو اوس ایک وجہ کیطرف جو مانع کفر ہے میل کرنا واجب ہی بسبب حسن ظن کے
ساتھ مسلمانون کے جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ظنوا المومنین خیرا پس اگر کہنیوالیکی
نیت مین وہی ایک وجہ ہے تو مسلمان ہی اور اگر وہ سب ہون کہ جس سے موجب کفر کا
ہوتا ہی تو اوسکو مفتی کا فتوی نفع نہ دیگا بلکہ وہ واسطے توبہ کے ہدایت کیا جاوے اور

اپنی بی بی سے واسطے جدید نکاح کرنے کے اور جو کوئی باوجود علم اور عقیدے کے
کلمہ کفر کا کہے کافر ہے اور اگر عقیدہ مین نہو یا اوسکو نہ جانتا ہو کہ یہ لفظ کفر کا ہی لیکن اوسکو
اپنے اختیار سے کہا ہو تو نزدیک عام علما کے کافر ہوتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ وہ ساتھ جہل کے
معذور نہین رکھا جاتا ہی اور اگر قصداً نکہا بلکہ وہ دوسری بات کہنا چاہتا تھا اور اوسکے
مُنہ سے کلمہ کفر کا نکلگیا جیسا کہ لا اله الا الله کہنا چاہتا تھا مگر اَنَّ مع الله الٰہا آخر نکل آیا یا کہنا چاہتا
تہا کہ تو خدا ہی اور مین بندہ ہون اور اوسکی زبان سے اسکے برعکس جاری ہوگیا تو کافر
نہین ہی اور امام محمد رح سے اجناس مین منصوص ہی کہ جو کوئی کہا چاہتا تہا کہ مین نے کہا یا
اور اوسکی زبان سے نکل آیا کہ مین کافر ہوا تو وہ کافر نہین ہی اور اسمین کہا گیا ہی کہ یہ اوپر
محمول ہی کہ جو اوسکے اور خدا کے درمیان مین ہی مگر قاضی اوسکی تصدیق نہ کریگا اور جس شخص
نے دلمین کفر کو چاہا یا کفر کا قصد کیا وہ کافر ہے اور جس نے لا اله کہا اور الا الله کہنا چاہا
مگر وہ کہہ نہ سکا وہ کافر نہین ہی اور جس شخص نے کلمہ کفر کا حالت طوع اور اختیار مین بغیر اکراہ کے
کہا اگرچہ اوسکا دل ساتھ ایمان کے مطمئن ہو وہ کافر ہے اور اوسکو دل کا اطمینان سودمند نہین ہے
کیونکہ کافر اور مومن مین امتیاز فقط نطق اور کلام کا ہے جبکہ وہ کلمہ کفر کا زبان پر لایا میرے
نزدیک اور الله تعالی کے نزدیک کافر ہوا اور اگر کسی نے کہا کہ اگر کل ایسا ہوگا تو
مین کافر ہون شیخ ابو القاسم رح نے کہا ہی کہ وہ اوسیوقت کافر ہوا اور سیر اجناس مین
ہی کہ جسنے چاہا کہ غیر کو واسطے کفر کے حکم کرے اور یہی اوسکا قصد ہا تو وہ کافر ہے
اور اسیطرح جس شخص کے دل مین بہت باتین جو موجب کفر کی ہون گذرین مگر اونکو
اپنی زبان سے نکہین بلکہ اوسکے کہنے کو مکروہ ہی رکہتا تہا تو یہ اوسکو کچھ ضرر نہین
کریگا اور یہ محض ایمان ہے اور جو شخص کہ ایسا کلمہ کہے کہ وہ موجب کفر کا ہو اور
دوسرا اوسکے ساتھ ہنسے تو کہنے والا اور سننے والا دونون کافر ہین اور جو شخص کہ اپنے
نفس کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہوا اور جو کوئی کہ غیر کے کفر پر راضی ہوا تو اسمین مشایخ
رحمہم الله کا اختلاف ہی اور سیر کبیر مین کہا ہی کہ اسیطرح اگر اوسکے دلمین قصد گناہ کا گذرے جیسے
چوری اور زنا وغیرہ مگر اوسنے اپنی زبان پر اوسکو جاری نہ کیا تو وہ ماخوذ نہین ہوگا

اسنے دلالت کی کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہین ہی اور صورت اس مسئلہ کی وہ ہی جو سیر
کبیر مین مذکور ہے کہ مسلمانون نے کسی کافر کو گرفتار کیا اور خیال ہوا کہ شاید یہ مسلمان ہوجاوے اور کلمہ شہادت
کہہ سکے اوسکے منہ کو کسی کپڑے سے باندہ دیا کہ وہ ظاہر اسلام نکرسکے یا اسقدر مارا کہ وہ درد مین مبتلا ہوجاوے
اور اسلام نہ لاسکے تو یہ لوگ گنہگار ہونگے اور یہ نہ کہا کہ کافر ہونگے اور شیخ الاسلام شمس الائمہ
سرخسی رح نے اشارہ کیا ہی کہ یہ مسئلہ دلیل نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اسکی تاویل یہ ہی کہ مسلمان لوگ
جانتے تھے کہ وہ حقیقت مین مسلمان نہوگا لیکن واسطے بچنے کے دل سے اسلام ظاہر کریگا تو یہ
رضا اونکے کفر پر اسوقت نہوگی اور شیخ رحمہ اللہ نے شرح سیر مین ذکر کیا ہے کہ رضا ساتھ کفر
غیر کے اوسوقت کفر ہے کہ جب کسیکو کفر کی اجازت دے اور اوسکو اچھا جانے لیکن جبکہ
اوسنے اجازت نہ دی اور اچھا بھی نہ جانا لیکن واسطے اوس شخص کے قتل کو کفر پر دوست رکھا
تاکہ اللہ تعالے اوس سے بدلہ لیوے تو یہ کفر نہین ہی اور جس شخص نے قولہ تعالے ربنا اطمس علی اموالہم
واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا الخ مین تامل کیا تو اوسپر صحت ہمارے دعوی کی ظاہر ہوگئی اور بنا برین
جبکہ ظالم پر بد دعا کی کہ تجکو اللہ تعالی کفر پر مارے یا کہا کہ اللہ تعالے تجہسے ایمان کو لیلیوے
تو یہ کفر نہین ہے جبکہ کفر کو اچھا نجانے اور اوسکی اجازت بھی ندے اور اوسکی آرزو نکرے
کہ اللہ تعالی اس سے اوسکے ایمان کو سلب کرے تاکہ اللہ تعالی اوس سے ظلم اور ایذا رسانی
مخلوق کا بدلہ لیوے اور ہمکو امام ابوحنیفہ رح کی روایت یاد ہی کہ رضا ساتھ کفر غیر کے کفر ہے
بدون تفصیل کے پس جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ بلا اختلاف کفر ہے وہ عمل کے باطل ہونے کا
موجب ہی اور اوسپر اعادہ حج لازم ہے اگر اوسنے حج کیا ہو اور بی بی کے ساتھ مباشرت
کرنا بھی زنا ہوگا اور جو اولاد کہ بعد اسکے پیدا ہوگی وہ ولد الزنا کہلائیگی اور اگر بعد اسکے کلمہ
شہادت کا پڑہا پس اگر یہ بموجب عادت کے ہے تو وہ اوس سے پاک اور بری نہوا کیونکہ
بموجب عادت کے کلمہ کہنا کفر کو دور نہین کرتا ہی اور وہ کہ جسکے کفر ہونے مین اختلاف
ہے اوسکے کہنے والیکو واسطے تجدید نکاح اور توبہ اور کفر سے باز رہنے کے لیے
حکم کرنا چاہیے لیکن جسمین کہ خطای لفظی ہو وہ موجب کفر کا نہین ہے اور اوسکا قائل بحال خود
مومن ہی اور واسطے تجدید نکاح کے امر کرنا کچہ ضرور نہین ہے مگر واسطے استغفار کے

اور ایسی لفظون سے باز رہنے کے لیے واللہ اعلم

باسٹھ باب نکاح مین افعال بدعت کے احتساب مین

اسکے چند اقسام ہین ایک گانے والیون کا حاضر کرنا اور راگ کا ظاہر کرنا اور یہ حرام ہے
دوسرے باجے اور آلات لہو کا حاضر کرنا اور یہ بھی حرام ہے تیسرے ہاتہ پکڑ ڈنکو واسطے
لہو ولعب کے بجانا اور یہ بھی حرام ہے چوتھے گھر کی دیوارون پر اچھے اچھے کپڑون سے
واسطے زینت کے چھپانا اور یہ مکروہ ہے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پانچوین گھوڑون
سوار ہونا اور بے ضرورت شہر مین گرجا گردی کرنا اور اوس مین کئی مکروہ باتین ہین ایک
یہ کہ بیفائدہ امور مین مشغول ہونا دوسرے جانور کو تھکانا تیسرے راستون کا تنگ کرنا
اور لوگون پر تنگ کرنا چوتھے یہ کہ عمدہ کپڑے سے زینت مقصود ہے اور زینت کرنا طاعت
اور بندگی مین معصیت اور گناہ ہے پس بسبب گناہ کے بدرجہ اولی مکروہ ہے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارہم بطرا ورئاء الناس اور بطر اور ریا اس گرجا گردی
مین موجود ہے پانچوین یہ کہ انکی سواری مین گانے والے اور قاری ہوتے ہین پس اگر
انکی قرأت قرآن مجید کی ہے تو اوسپر کفر کا خوف ہے کیونکہ اسمین اوسکی اہانت اور استخفاف
ہے اور اگر غیر قرآن مجید کی ہے تو حرام ہے چھٹے یہ کہ اسکے ساتھ ڈھول اور باجے اور
گانے والے ہوتے ہین اور یہ سب حرام ہے ساتوین یہ کہ اسمین عورتون کا تماشے مین
حاضر کرنا ہوتا ہے اور یہ مکروہ ہے خصوصاً جبکہ انکی حاضری مردون مین ہو اور جو عورت
کہ مردون کی مجلس مین حاضر ہوتی ہے اوسکی عصمت و غیرت باقی نہین رہتی ہے اور اس
کام کی برائی مین کوئی شک نہین ہے کیونکہ عورت اجنبیہ کا پردہ اوٹھا دینا حرام ہے
پس کیا حال ہے لڑکی کریمہ اور شریفہ کا کہ اوسکو اوسکے بھائی اور باپ فضیحت کرین۔
آٹھوین یہ کہ مجلس عقد نکاح مین مجامر اور عود دان تصویر دار کا حاضر کرنا بسبب صورت کے
مکروہ ہے نوین خاطب کا حریر اور ریشم پر بٹھانا دسوین ڈوری کا اندازہ کرنا برابر قد
خاطب کے اور جادوگر کو دینا کہ وہ واسطے شوہر اور بی بی کے جادو کرے تاکہ ان
دونون مین الفت اور محبت زیادہ ہو اور عورت مرد پر غالب آوے حالانکہ جادو حرام ہے

اسنے دلالت کی کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہین ہی اور صورت اس مسئلہ کی وہ ہی جو سیر کبیر مین مذکور ہے کہ مسلمانون نے کسی کافر کو گرفتار کیا اور خیال ہوا کہ شاید یہ مسلمان ہوجاوے اور کلمہ شہادت کہے پس اوسکے منہ کو کسی کپڑے سے باندہ دیا کہ وہ اظہار اسلام نکر سکے یا اسقدر مارا کہ وہ درد مین مبتلا ہو جاوے اور اسلام نہ لاسکے تو یہ لوگ گنہگار ہونگے اور یہ نہ کہا کہ کافر ہونگے اور شیخ الاسلام شمس الائمہ سرخسی رح نے اشارہ کیا ہی کہ یہ مسئلہ دلیل نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اسکی تاویل یہ ہی کہ مسلمان لوگ جانتے تھے کہ وہ حقیقت مین مسلمان نہوگا لیکن واسطے بچنے کے دل سے اسلام ظاہر کریگا تو یہ رضا اونکے کفر پر اسوقت نہوگی اور شیخ رحمہ اللہ نے شرح سیر مین ذکر کیا ہے کہ رضا ساتھ کفر غیر کے اوسوقت کفر ہے کہ جب کسیکو کفر کی اجازت دے اور اوسکو اچھا جانے لیکن جبکہ اوسنے اجازت ندی اور اچھا بھی نہ جانا لیکن واسطے اوس شخص کے قتل کو کفر پر دوست رکھا تاکہ اللہ تعالے اوس سے بدلہ لیوے تو یہ کفر نہین ہی اور جس شخص نے قولہ تعالے ربنا اطمس علی اموالہم

واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا الخ مین تاویل کیا تو اوسپر صحت ہمارے دعوی کی ظاہر ہوگئی اور بنابرین جبکہ ظالم پر بددعا کی کہ تجکو اللہ تعالی کفر پر مارے یا کہا کہ اللہ تعالے تجھسے ایمان کو لیلیوے تو یہ کفر نہین ہے جبکہ کفر کو اچھا نجانے اور اوسکی اجازت بھی ندے اور اوسکی آرزو کرے کہ اللہ تعالی اس سے اوسکے ایمان کو سلب کرے تاکہ اللہ تعالی اوس سے ظلم اور ایذا رسانی مخلوق کا بدلہ لیوے اور ہمکو امام ابوحنیفہ رح کی روایت یاد ہی کہ رضا ساتھ کفر غیر کے کفر ہے بدون تفصیل کے پس جاننا چاہیے کہ جو کچہ کہ بلا اختلاف کفر ہے وہ عمل کے باطل ہونے کا موجب ہی اور اوسپر اعادہ حج لازم ہے اگر اوسنے حج کیا ہو اور بی بی کے ساتھ مباشرت کرنا بھی زنا ہوگا اور جو اولاد کہ بعد اسکے پیدا ہوگی وہ ولدالزنا کہلائیگی اور اگر بعد اسکے کلمہ شہادت کا پڑھا پس اگر یہ بموجب عادت کے ہے تو وہ اوس سے پاک اور بری نہوا کیونکہ بموجب عادت کے کلمہ کہنا کفر کو دور نہین کرتا ہی اور وہ کہ جسکے کفر ہونے مین اختلاف ہے اوسکے کہنے والیکو واسطے تجدید نکاح اور توبہ اور کفر سے باز رہنے کے لیے حکم کرنا چاہیے لیکن جسمین کہ خطاء لفظی ہو وہ موجب کفر کا نہین ہے اور اوسکا قائل بحال خود مومن ہی اور واسطے تجدید نکاح کے امر کرنا کچہ ضرور نہین ہے مگر واسطے استغفار کے

لیکن بالون کا لٹکانا پس اسکو امام غزالی رحمہ اللہ نے ہمارے زمانے مین مکروہ رکھا ہی کیونکہ یہ شعار علویون کا ہی اسواسطے کہ جب یہ علوی نہوگا تو یہ لٹکانا تلبیس اور مکر سے ہوگا اور احیا مین ہے کہ بالون کو میل سے ساتھ دہونے اور کنگھی کرنے اور تیل لگانے کے پاک اور صاف رکہنا مستحب ہی کیونکہ یہ پریشانی کو دور کرتی ہی وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہن الشعر ویرجلہ غبا ویامر بہ ویقول ادہنوا غبا ودخل علیہ رجل ثائر الراس اشعث اللحیۃ فقال اما کان لہذا دہن لیکرم بہ شعرہ ثم قال یدخل احدکم کانہ شیطان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے ایکدن درمیان اور لوگون کو حکم کرتے تھے کہ تملوگ بھی ایکدن درمیان تیل لگاؤ اور ایکمرتبہ ایک شخص پریشان سر اور بکھری ڈاڑہی آپکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ کیا اسکے پاس تیل نہ تہا کہ اپنے بالون کو سنوارتا کرتا پہر فرمایا کہ ایک تم مین کا آتا ہی گویا کہ وہ شیطان ہے مسئلہ بالون کا لٹکانا بدون فرق اور مانگ کے منسوخ ہے صحیح بخاری مین ابن عباس رض سے مروی ہے کہ کان النبی صلعم یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یومر فیہ وکان اہل الکتاب یسدلون اشعارہم وکان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی عم ناصیتہ ثم فرق بعد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکہتے تھے ایسی جگہ مین کہ جہان کچہ حکم ہنوز صادر نہوا تہا اور اہل کتاب بالون کو لٹکاتے تھے اور مشرکین اپنے سرون مین مانگ نکالتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشانی پر بعد اسکے فرق کیا مسئلہ بچون مین قصہ اور قفا رکہنا کچہ مضائقہ نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری مین نافع رض سے مروی ہے کہ سمع ابن عمر رض یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینہی عن القزع قلت ما القزع فاشار الینا عبد اللہ الی ناصیتہ وقال اذا حلق الصبی ترک ہہنا شعرا فاشار لنا عبد اللہ الی ناصیتہ وقال وعاودتہ فقال اما القصۃ والقفا للغلام فلا باس لہما ولکن القزع ان یترک بناصیتہ شعرا ولیس فی راسہ غیرہ وکذلک شق راسہ ہذا وہذا القصۃ بضم القاف یعنی ہمنے سنا ابن عمر رض سے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تھے ہمنے کہا کہ قزع کسکو کہتے ہین پس عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ کیا اور کہا کہ جب بچہ کا سر مونڈا جاوے تو وہان بال چھوڑ دیا جاوے اور عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ

کر کے کہا کہ پہر لوٹا یا مین نے اونکو اور کہا کہ بچون سے قصہ اور وفا مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن فرع یہ ہے کہ بال اپنی پیشانی مین چھوڑے اور اوسکے سوا سر مین دوسرا بال نہو اور اسطرحسے شق کرنا اور چیرنا سر کا ہے اور یہ لفظ قصہ کا ساتھہ رفع قاف کے ہی واللہ اعلم

چوسٹھہ باب واعظون اور سننے والون کے احتساب مین

جو چیز کہ مجلس وعظ اور نصیحت مین نہ کرنا چاہیے وہ چھہ ہین بعضی اونمین سے وہ ہی کہ جسکو امام المحقق فخر الاسلام فخر الدین علی بزدوی رحمہ اللہ نے اپنے اصول کے چھٹے باب مین ذکر کیا ہے کہ جو کوئی مجلس سماع حدیث مین بیٹھے اور اوسکے وعظ اور نصیحت کے سننے کیطرف دہیان نہ کرے بلکہ دوسری کتاب کو دیکھے یا قلم سے کوئی چیز لکھے یا اوسکی طرفسے منہ پھیر کر لہو مین مشغول ہو یا سو جاوے یا اوسکے سننے مین سستی کرے تو نہ ضبط ہو اوسکو نہ امانت بلکہ اوسکے سب افعال کے حرام ہونے کا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک اور اسکے مثل کے ساتھہ کوئی حجت قائم نہین ہوتی ہے اور نہ اسناد متصل ہوتی ہے اسکے خبر کے ساتھہ مگر وہ جو ضرورت سے واقع ہو کہ وہ معاف ہے اور اوسکا کرنے والا معذور ہے سرخسی رحمہ اللہ نے اپنے اصول مین ذکر کیا ہے کہ جو کوئی مجلس سماع حدیث مین حاضر ہوا اور پڑہنے مین دوسری کتاب کے مشغول ہو یا ساتھہ کسی دوسری چیز کے مشغول ہو یا کسی سے باتین کرنے لگے یا ساتھہ غفلت کے سو جاوے تو سماع اوسکا مطلق صحیح نہین ہے اور اوسکے واسطے کوئی روایت بہی نہین ہے کہ بچنا اور پرہیز کرنا ممکن ہو جیسے سہو اور غفلت تو وہ معاف ہے بسبب ضرورت کے اور وقت قصد اور رائین کے اسے معذور نہین ہے کہ بسبب اسکے اپنے بہرہ اور حصہ سے محروم ہو نعوذ باللہ منہ اس روایت مین کئی فائدے ہین بعضے اونمین سے مجلس سماع حدیث مین بات کرنے سے اور بعضے اوسمین غفلت کرنے سے منع ہونا ہے اور بعضی عذر کی تفسیر ہے اور عذر وہ ہے کہ جو سہوًا غفلت امر سہو سے ہوا اور اوس سے بچنا ممکن نہو کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی سبب سے ہم اصحاب حاضرین کو اپنی مجلس وعظ مین سونے اور اونگھنے اور آپسمین باتین کرنے سے منع کرتے ہین کیونکہ یہ فعل عبث ہے اور پنکھا جھلنا بہی اسی قبیل سے ہی

لیکن بالون کا لٹکانا پس اسکو امام غزالی رحمہ اللہ نے ہمارے زمانے مین مکروہ رکہا ہی کیونکہ
یہ شعار علویون کا ہی اسواسطے کہ جب یہ علوی نہوگا تو یہ لٹکانا تلبیس اور مکر سے ہوگا اور احیا
مین ہے کہ بالون کو میل سے ساتہہ دہوئے اور کنگہی کرنے اور تیل لگانے کے پاک اور صاف
رکہنا مستحب ہی کیونکہ یہ پریشانی کو دور کرتی ہی وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہن الشعر و
یرجلہ غبا ویامر بہ ویقول ادہنوا غبا ودخل علیہ رجل ثائر الراس اشعث اللحیۃ فقال اما کان لہذا
دہن لیکرم بہ شعرہ ثم قال یدخل احدکم کانہ شیطان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل لگاتے
اور کنگہی کرتے تہے ایکدن درمیان اور لوگون کو حکم کرتے تہے کہ تملوگ بہی ایکدن درمیان تیل
لگاؤ اور ایکمرتبہ ایک شخص پریشان سر اور بکہری ڈاڑہی آپکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ کیا ان
اسکے پاس تیل نہ تہا کہ اپنے بالون کو سنوارتا کرتا پہر فرمایا کہ ایک تم مین کا آتا ہی گویا کہ وہ شیطان
ہے مسئلہ بالون کا لٹکانا بدون فرق اور مانگ کے منسوخ ہے صحیح بخاری مین ابن عباس رضہ
سے مروی ہے کہ کان النبی صلعم یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یومر فیہ وکان اہل الکتاب یسدلون
اشعارہم وکان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی صلعم ناصیتہ ثم فرق بعد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکہتے تہے ایسی جگہ مین کہ جہان کچہ حکم ہنوز صادر
نہوا تہا اور اہل کتاب بالون کو لٹکاتے تہے اور مشرکین اپنے سرون مین مانگ نکالتے تہے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشانی پر بعد اسکے فرق کیا مسئلہ بچون مین قصہ
اور قفا رکہنا کچہ مضائقہ نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری مین نافع رضہ سے مروی ہے کہ سمع ابن
عمر رح یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینہی عن القزع قلت ما القزع فاشار الینا عبد اللہ
الی ناصیۃ وقال اذا حلق الصبی ترک ہہنا شعرا فاشار لنا عبد اللہ الی ناصیۃ وقال وعاودتہ
فقال اما القصۃ والقفا للغلام فلا باس لہما ولکن القزع ان یترک بناصیۃ شعرا ولیس فی راسہ غیرہ
وکذلک شق راسہ ہذا وہذا القصۃ بضم القاف یعنی ہمنے سنا ابن عمر رح سے کہ وہ کہتے تہے کہ
ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تہے ہمنے کہا کہ
قزع کسکو کہتے ہین پس عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ کیا اور کہا کہ جب بچہ کا سر
مونڈا جاوے تو وہان یہ بال چہوڑ دیا جاوے اور عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ

کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس حدیث پر مین ظفر یاب ہوا بعد اسکے
کہ مین اکثر منبر پہ بیٹھتا تھا زیادہ تیس برس سے پس مین نے اسپر اللہ تعالی کا شکر کیا
اگرچہ پہلے اسکے اس فعل کی حرمت نہین جانتا تھا لیکن ہمنے کبھی خدا کے فضل سے
دو سیڑھی منبر پر نہ چڑہا تھا الحمد حمداً کثیراً دائماً مبارکاً فیہ غیر منقطع واللہ اعلم

چھیاسٹھ باب تعزیر اور دروازہ محتسب پر درہ لٹکانیکے بیان مین

آلات تعزیر کے چند ہین ایک ہاتھ اور اوسمین دو طریقہ ہین ایک کان مروڑنا دوسرے
طمانچہ مارنا اور یہ باب تعزیر مین گذر چکا ہو دوسرے گھونسہ مارنا پس یہ درست نہین ہے
کیونکہ یہ ہلاکت کو پہونچاتا ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فوکزہ موسی فقضی علیہ یعنی
موسی نے اوسکو گھونسہ مارا پس وہ تباہ ہوا تیسرے چابک اور کوڑا مروی ہے کہ علی رض
جب چاہتے تھے کہ حد قائم کرین تو چابک کے طرہ کو توڑ ڈالتے تھے چوتھے لاٹھی آنحضرت ص
نے فرمایا لا ترفع عصاک عن اہلک یعنی اپنے اہل پر لاٹھی نہ اوٹھا پانچوین درہ اور اوسکی
دلیل اس باب مین گذر چکی ہے مسئلہ محتسب کے دروازے پر درہ لٹکانا جائز ہے یا نہین
جواب محیط کے باب التعزیر مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
رحم اللہ امرأ علق سوطہ حیث یراہ اہلہ یعنی اللہ تعالی اوس شخص پر رحم کرے کہ جو ایسی جگہ
درہ لٹکائے کہ اوسکو اوسکے اہل دیکھین کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو
کہ اگر فقیہ ساتھ اس حدیث کے درہ کا لٹکانا محتسب کے دروازے پر حجت پکڑے تو یہ جائز
ہے اسواسطے کہ گھر مین ایسے طور سے درہ لٹکانا چاہیے کہ گھر والے اوسکی درستی اور کجی دیکھ سکتے
ہون کیونکہ اوسکی طرف گھر والون کی حاجت خاص ہے اور تعزیر کی ولایت کوڑے کے
ساتھ اوسی کے اہل کو مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر وعدہ رحمت
کا فرمایا ہے اور اگر محتسب نے واسطے عبرت دلانے خلائق اہل شہر اپنے کے اور واسطے عام
ہونے ولایت اوسکے کے درہ لٹکایا تو یہ بطریق اولی قربت اور ثواب مین داخل ہے
چھٹے کھجور کی شاخ ہے ساتوین نعلین اور جوتہ مین انس رض سے مروی ہے کہ ان
النبی صلعم ضرب فی الخمر الجرید والنعال یعنی نبی صلعم نے شراب مین جوتہ سے تعزیر کی ہے واللہ اعلم

مرد مخنث اور عورت مرد بننے والی کو گھر سے نکالدے صحیح بخاری مین ابن عباسؓ سے
مروی ہے کہ لعن النبی صلعم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوہم من
بیوتکم قال فاخرج النبی صلعم فلانۃ واخرج عمر رض فلانا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مخنثون اور اون عورتون پر جو کہ مرد بنتی ہین لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تم اونکو اپنے
گھر سے نکالدو کہا کہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلان عورت کو نکالدیا اور
عمر رض نے فلان مرد کو مسئلہ جبکہ عورت اپنی اقربا مین واسطے تعزیت اور ماتم پرسے
کے جاوے اور مردہ پر نوحہ کرے تو محتسب کو دوسرے کے گھر سے اوسکو نکالدینا جائز
ہے یا نہین حالانکہ اوسکو اوسکے گھر والون نے نہین نکالا ہے جواب محتسب کو اوسکا
نکالدینا جائز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ عمر رضؓ نے ابو بکر رض کی ہمشیر کو اونکے
گھر سے نکالدیا تہا جبکہ اونہون نے نوحہ کیا تہا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع بعد حمد رب الارباب ونعت شافع یوم الحساب کے امیدوار رحمت ربہ القوی ابوالحسنات
قطب الدین احمد صانہ اللہ عن الشر الغبی والغوی مسلمان بھائیون کی خدمت مین نوید تازہ
وبشید بے اندازہ پہونچاتا ہے کہ کتاب فوائد انتساب نصاب الاحتساب مصنفہ قدوہ ارباب
اسوہ اصحاب جمہور علماء مین نامی گرامی علامہ عمر بن محمد بن عوض سنامی رحمہم اللہ فقہ مین اعلی درجہ
کی معتبر کتاب ہے مستند اولی الالباب ہے مگر زبان عربی کے سبب سے اردو خوان اس سے مستفید نہو سکتے تہے
اللہ تعالی جزاے خیر دے جناب مولوی حافظ حاجی محمد فضل حق صاحب ام فیوضہم کو جنہون نے
بڑی خوبی سے ترجمہ فرماکے نام تاریخی ترجمہ نصاب الاحتساب رکہا بنظر احتیاط خاکسار نے مسودہ
ترجمہ کو مولوی محمد عبد الحق صاحب مصحح مطبع نامی زاد علمہ کو اس غرض سے حوالہ کیا کہ وہ از باب بسم اللہ
تا تا سنہ تمت اصل کتاب عربی سے مکرر مقابلہ کر جاوین مولوی صاحب موصوف نے بڑی کوشش سے سات ماہ مین
ترجمہ کا اصل کتاب عربی سے مقابلہ فرماکے کاپی وپروف کی صحت بہی فرمادی حق تعالے کے فضل
وکرم سے ماہ مبارک شعبان المعظم سنہ ۱۳ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین اول بار بعد حفظ حق تالیف مطبع نامی لکھنو
مین حلیہ طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوکے
ہدیہ ناظرین ومطبوع طبع
شائقین ہوئی

اشتہارات

مفتاح الجنة
[illegible] مسائل نماز روزہ وغیرہ [illegible] مولوی [illegible]
[illegible] امت علی نے اس کتاب میں لکھے ہیں [illegible]
[illegible] محصولڈاک [illegible]

[illegible] بہشت رسالہ
[illegible] مسائل [illegible]

تنبیہ الغافلین [illegible]
[illegible] مسائل [illegible] کتاب اردو [illegible]
میں مسلمانون کے لیے [illegible]
فی [illegible] محصولڈاک [illegible]

خلاصۃ المسائل
[illegible] مسائل عبادات کے [illegible]
[illegible] زبان میں ہے قیمت [illegible]
محصولڈاک [illegible]

ارشاد الطالبین
یہ کتاب محتاج تعریف کی نہیں [illegible]
[illegible] بھی ضرورتین پیش آیا کرتی ہیں اون سب [illegible]
بیان بڑی صحت کے ساتھ اس [illegible]
[illegible] فی جلد [illegible] محصولڈاک [illegible]

خدا کی نعمت [illegible] تفسیر [illegible]
مولفہ مولانا شاہ مراد اللہ صاحب سنبلی [illegible]
زبان میں شرح بسط کے ساتھ پارہ عم کی ہے کم استعداد
مسلمانون کے واسطے نہایت مفید ہے قیمت فی جلد
[illegible] محصولڈاک [illegible]

ہادی الناظرین

اسلام [illegible] کا بیان اور زبان کی نہایت عمدہ ہے
[illegible]

[illegible] الحلال والحرام
[illegible] کا بیان ہے
[illegible] محصول [illegible]

[illegible]
[illegible] قیمت

[illegible] محمدی
[illegible] قیمت فی جلد

[illegible]
[illegible] کو لکھا ہے
[illegible] ہیں قیمت

[illegible] اپیل
[illegible] کا کام مطبع میں طبع ہوتا ہے
[illegible] ہوگا۔ فہرست کتب
موجودہ نقشہ تجارتی مطبع نامی و دیگر اشیا کی علیحدہ
[illegible] موجود ہے شائقین کی خدمت میں بلا قیمت
عند الطلب [illegible] کا ٹکٹ بھیجنے سے پیڈوالا بیرنگ ارسال کیجاتی ہے

العبد
[illegible] اللہ مینیجر مطبع نامی لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان ڈاکخانہ نمبر [illegible]

مرد مخنث اور عورت مرد بننے والی کو گھر سے نکالدے صحیح بخاری مین ابن عباس رضؓ سے
مروی ہے کہ لعن النبی صلعم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھم من
بیوتکم قال فاخرج النبی صلعم فلانۃ واخرج عمر رض فلانا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مخنثون اور اون عورتون پر جو کہ مرد بنتی ہین لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تم اونکو اپنے
گھر سے نکالدو کہا کہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلان عورت کو نکالدیا اور
عمر رضؓ نے فلان مرد کو مسئلہ جبکہ عورت اپنی اقربا مین واسطے تعزیت اور ماتم پرسے
کے جاوے اور مردہ پر نوحہ کرے تو محتسب کو دوسرے کے گھر سے اوسکو نکالدینا جائز
ہے یا نہین حالانکہ اوسکو اوسکے گھر والون نے نہین نکالا ہے جواب محتسب کو اوسکا
نکالدینا جائز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ عمر رضؓ نے ابو بکر رضؓ کی ہمشیر کو اونکے
گھر سے نکالدیا تہا جبکہ اونہون نے نوحہ کیا تہا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۔

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع بعد حمد رب الارباب ونعت شافع یوم الحساب کے امیدوار رحمت ربہ القوی ابو الحسنات
قطب الدین احمد صانہ اللہ عن الشر الغبی والغوی مسلمان بھائیون کی خدمت مین نوید تازہ
ونشید بے اندازہ پہونچاتا ہے کہ کتاب فوائد انتساب نصاب الاحتساب مصنفہ قدوۃ ارباب
اسوہ اصحاب جمہور علماء مین نامی گرامی علامہ عمر بن محمد بن عوض سنامی رحمہم اللہ فقہ مین اعلیٰ درجہ
کی معتبر کتاب ہے مستند اولی الالباب ہے مگر زبان عربی کے سبب سے اردو خوان اس سے مستفید ہو سکتے تھے
اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب مولوی حافظ حاجی محمد فضل حق صاحب ام فیوضہ کو جنہون نے
بڑی خوبی سے ترجمہ فرماکے نام تاریخی ترجمہ نصاب الاحتساب رکھا بنظر احتیاط خاکسار نے مسودہ
ترجمہ بذریعہ مولوی محمد عبد الغنی صاحب مصحح مطبع نامی زاد علمہ کو اس غرض سے حوالہ کیا کہ وہ ازبابے بسم اللہ
تا تاسنہ تمت اصل کتاب عربی سے مکرر مقابلہ کر جائین مولوی صاحب موصوف نے بڑی کوشش سے سات ماہ مین
ترجمہ کا اصل کتاب عربی سے مقابلہ فرماکے کاپی و پروف کی صحت بھی فرمادی حق تعالیٰ کے فضل
وکرم سے ماہ مبارک شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۳ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین اول بار بعد حفظ حق تالیف مطبع نامی لکھنؤ
مین حلہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکے
ہدیہ ناظرین و مطبوع طبع
شائقین ہوئی